

हिन्दुस्तानी एकेडेमी, पुस्तकालय  
इलाहाबाद

वर्ग संख्या.....

पुस्तक संख्या.....

क्रम संख्या.....

بینظیر مقدس الہامی تنویدی

الکلام

کے ہر دو حصہ

تینے

جواہر بے نظیر

و  
ستما بین

مطبع منشی نول کشور پریس لکھنؤ میں چھپی

حق مالیت بحق نول کشور پریس محفوظ ہے —



اصلاح۔ اس مسیح بن بیر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی امرزان ہر اس کتاب کے ٹیبل پچ کے تین صفحہ چوسا دے ہیں انہیں بعض کتب علم اخلاق و تصوف لکھی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۴۲	غلام حیدر خان		کتب اخلاق و تصوف اردو
	ترجمہ عوارف المعارف۔		جامع الاخلاق۔ ترجمہ
	کامل دو جلدین مترجمہ مولانا	۹۷۵	اخلاق جلالی۔
۴۴	ابوالحسن فرید آبادی۔		تہذیب النفوس۔ از سید
	خزینۃ دانش۔ ہوشمند کی	۹۳۲	خزائن حسین۔
۹۷۳	کی تعلیم از مولوی کریم بخش۔		باب و دانش۔ مولفہ مولوی
	معدن تہذیب۔ مصنفہ	۲	عہد کریم بخش
	مرزا حبیب حسین صاحب		ذخیرہ سعادت۔ ترجمہ
۹۷۴	بی۔ اے۔		بھامنی بلاس کی پستک و فصل
	مخزن الفصاحت معروف		اول و آخر کا ترجمہ تہذیب اخلاق
۲	بہ مسدس آخر۔	۹۷۴	مین موفتہ نالہ لالچی صاحب
	بستان تہذیب بجای اخلاق		گیان و یک۔ مولفہ منشی
	ادب مرتبہ نواب حاجی		گھاسی رام دہلوی حسین عہدہ
	محمد عمر علی خان بہادر فیروز جنگ	۹۷۴	عہدہ بھجن وغیرہ مندرج ہیں۔
۹۷۲	مطبوعہ نظامی۔		ملو قات عزیز می۔ از سید

ذالك الكتاب لا ريب فيه



مطبع نقشبندی نو کشتورق لکھنؤ میں چھپا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِإِسْمَائِيلَ رَأَى نَفْسَ وَكَلَّمَ  
أَنَّهُ كَوْنِي أَسْكَ شَرِيكَ وَكَلَّمَ  
رَحِيمٍ وَرَحْمَتٍ وَمُسْتَعِدٍّ وَخَيْرٍ  
وَهُوَ بَاقٍ فِي غَيْرِ أَسْكَ مَعْدُومٍ  
هُوَ ذُو فَجْوَكَانٍ وَكَوْكَرٍ مَنْ  
وَهُوَ يَكْتُبُ يَوْمَ دِينَ وَحَسَابٍ  
فَقَدْ حَدَّثَنَا يَا غَرِيْبُ الْأَمِيْنُ

أَنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ النَّعَمِ  
هُوَ الْمُغْنَى لَا تَطْفِئُ لَهُ  
وَحَمْدًا عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَتَلِيْرُ  
أَحَدِهِ وَهُوَ حَيٌّ وَقِيُومٌ  
إِلَهُ الْأَلْهِيْنَ حَكَمُ السَّمِ مَنْ  
هُوَ الْمُسْتَعَانُ إِلَيْهِ الْمُنَابِ  
عَمَّا طَا الرَّسُولُ وَلَا الصَّالِيْنَ

بِسْمِ اللَّهِ

## التجاء

<p>هُوَ اللَّهُ سُبْحَانَ رَبِّ الْعَظِيمِ          زوال اُسکو ہرگز نہ ہو جز کمال          کہ مرجع مرا حی و قیوم ہو          کہ محبوب مستون کی ہر آن ہو          ترنگین جہان اُتھماتِ صفات          لبالب مجھے جامِ اخلاص دے          کہ وحدت میں تمیز حاصل رہے          عنایت سے تیری ملے ہر مراد          محبت کا رشتہ نہ ٹوٹے کبھی          رہوں جان بنائے رسولِ کریم          مشرف ہوں ایمانِ کامل سے میں</p>	<p>پلا سا قیاسِ ارج وحدتِ نسیم          ڈھلے وہ مؤرحت ذوالجلال          فنا میں بقا اپنی معلوم ہو          عجب میکدہ ہو عجب شان ہو          اُمنگین جہان موجہِ رحمتِ ذات          تو ساقی وہی بادۂ خاص دے          ترا فیضِ مستی میں شامل رہے          دعاؤ اجابت میں ہو اتحاد          محمد کا مسلک نہ چھوٹے کبھی          ہمیشہ بحقِ کلامِ قدیم          فدا پنجتن پر رہوں دل سے میں</p>
---	--

## تمہید

<p>هُوَ اللَّهُ رَحْمَنُ رَبِّ الرَّحِيمِ          جو ہو قرب افزا ہے ہر عام و خاص</p>	<p>پلا سا قیاسِ عینِ النعیم          دے جا یہی رحمتِ خواص</p>
---	---

پھکا وصل جانان سے کمر بنیظیر  
 ہر اک لفظ تو دُزخِ خوش آسے  
 مری شنوی تیری تقریر ہو  
 نفیقت ہو گو اوجِ بامِ وصال  
 اگر جان ہز وہ تو یہ ہر بدن  
 بدن کی درستی ہی آرامِ جان  
 اُربے شریعت دکھائے کمال  
 جو یوں خرقِ عادات ہو لاکھ بار  
 یہ گو عابد از قاف تا قاف ہوں  
 شیخ کا دم گر چہ بھرتے ہیں یہ  
 یہی ضعفِ ایمان ہو تو الحمد  
 میں ساتی محمد پہ قربان ہوں  
 ڈب دے خم دید میں تو مجھے  
 بنادے مجھے نا خدا سا قیا  
 صیب اور محبوب ہوں ایک سب

لکھنے علی کمالِ شکی و تدبیر  
 یہ عقد الحواہر تو نایاب ہے  
 فنا و بخت کی یہ تفسیر ہو  
 نہوگا مگر بے شریعت کمال  
 خلل ہو تو پھر ہی بیتِ الحزن  
 جو اعضا میں ہو نقصِ راحت کمان  
 لیکن تندرستِ جراتِ فیضِ لال  
 کمال اسکو کتنے نہیں زہینار  
 اگر ہوں تو ہاں اہلِ عرف ہوں  
 زمانے کو گمراہ کرتے ہیں یہ  
 کمالاتِ دجال کے دیکھ کر  
 خدا جانتا ہو مسلمان ہوں  
 رچارنگِ توحید میں تو مجھے  
 لگا پار بیڑا مرا ساقیا  
 نہ چھوٹے مگر جائے حسنِ ادب

عَفَرْتُ لَكُمْ بِرَبِّهِ نَادِم رَهون  
 جدا ذات سے اُسکی تھا کوئی کب  
 نہ جز تو رتھی صورت اوصاف  
 تو اب جو صفت اُسکو مرغوب ہو  
 تو جسکو پلائے شراب تمیز  
 یہ مستی جو قدرت سے مجھ کو ملی  
 اُسی نے فتن سے نکالا مجھے  
 اُسی نے بنایا مجھے بے نظیر  
 اُسی نے دکھایا مجھے نور ذات  
 ازل سے ملا فیض کامل مجھے  
 کوئی جام باقی پلا ساقیا  
 بھلا پی کے مین کیسے مخمور ہوں  
 وہی جام ہمت دیے جانے مجھے  
 یہاں تک وہی گردش جام ہو  
 پلا دے وہ مر سب کو اے ذوقنون

ہوں مخدوم تو کل کا خادم رہوں  
 تمیز و تعذر کے جلوے ہیں سب  
 تعین نے پیدا کیا اختلاف  
 وہی اُسکے بندے کو محبوب ہو  
 اُسے علم کلی ملے اے عزیز  
 اُسے فیض رحمت نے تمیز دی  
 اُسی نے نشے میں سنبھالا مجھے  
 اُسی نے کیا مجھ کو مہر منیر  
 اُسی نے عطا کی تمیز صفات  
 پلا واسطہ سب ہو حاصل مجھے  
 کہ ہوں منتظر وقت کا ساقیا  
 کہ محبوب کا اپنے منظور ہوں  
 کہوں کیا ہو مد نظر کیا مجھے  
 کہ یہ ساری دنیا ہو اسلام ہو  
 کہ لا غنَیَ لَی فیہا و لا یُزِفون

خوات کا درمیں وہی جوش ہو	کہ تائید و نصرت ہم آغوش ہو
آجی اختلافِ فروع و اصول	کہ انسان ہو کیسرِ ظلوم و جہول
دکھا اہل ایمان کو اب وہ مقام	کہ بن جائیں یہ نفس واحد تمام

### محمد

پہ سا قیاسِ راجِ نو شمسین	ہو ایمان بالغیب حق الیقین
یہ کا سہ سربیش کا تاج ہو	کہ اپنا یقین اپنی معراج ہو
وہ مشرب ہو صافی حقیقت سادہ	کہ ہر رند بھی ہو مصالِح شناس
یہ دے وہی مہدِ انشائ	بد و نیک عالم دکھا دے جو صفا
یہ بین کور باعن بھی اُسکو اگر	غوا مض سے فطرت کے ہون باہر
بجرت ہوں ستارے میں سارے نیک	ابو نوقت ہوتا ہوا لکھون میں ایک
پھر ان میں سب کا سترج ہو	اُسی کے مقدّر کی معراج ہو
ضرورت پہن کو ہو وہ بے بشر	ضرورت کا تابع ہو عالم مگر
وہ آدابِ زبانِ سید و ہراس	ضرورت کا ہر دم مصلح شناس
زمانے کو کچھ حکم بھی دے اگر	رکھے وقت کی مصلحت پر نظر
کوئی اس سے کیا بڑھو کے نہ کہ بنا	یہ جو بے غرض سب کا خادم بنے

لقب پائے حق سے امام شہین  
 بھرا ہو یہ انوار و جذبات سے  
 خود می یا ضرورت ہوئی جب فنا  
 خدا کے لیے جب ہر اک کام ہو  
 یہاں تک وہ ہو غرق اس فکر میں  
 فلک پر چمکتے ہوئے یہ بنجوم  
 یہ خورشید و مہتاب کا ٹھومنا  
 یہ گلزار و سبزہ یہ آب روان  
 یہ بجلی کا کڑکا یہ آوازِ عد  
 یہ آغاز و انجام و شب و شباب  
 خدا ہی کا جلوہ دکھائے اُسے  
 ہر اک شان میں اُسکی حق جلوہ گر  
 دکھادے جہان کو عروج کمال  
 مہ افق ضرورت کے شام و سحر  
 ارادے پہ اپنے ہو وہ مستقیم

ہوسرِ حمۃ اللہ للعالمین  
 کہ اعجازِ ٹپکے ہر اک بات سے  
 تو باقی رہا کیا و پان جز خدا  
 نہ پھر کیوں خدا خضرِ میر کا مہو  
 نہ جز حق رہے اور کچھ ذکرِ مہین  
 دم صبح یہ طائرِ ون کا ہجوم  
 ہو اسے درختوں کا یہ جھومنا  
 یہ کہسار و وادی یہ دشت و مکان  
 یہ قوسِ قزح ابرِ چھٹنے کے بعد  
 یہ آثار و اطوار کا انقلاب  
 خدا کے سوا کچھ نہ بھائے اُسے  
 ہر اک بات میں اُسکی سچا اثر  
 وہ پہچانتا ہو زما سن کی چاں  
 نظر اُسکی صمدت و تجرید پر  
 تذبذب سے لغزش سے بنجومِ بی



نہ پروا ہے سر ہوتے سوداے زلم  
 وہ انسان کامل فرشتہ خصال  
 یہاں تک ہدایت سے مانوس ہو  
 عوض دشمنی کے وہ رحمت کرے  
 خدا سے محبت ہو جب اسقدر  
 تو کیونکر خودی سے وہ آگاہ ہو  
 یہاں تک تو ہر کسب ذاتی سے کام  
 ازل سے وہ ہوتی ہے جسکو نصیب  
 جو ہوتا ہے آئینہ قلب سلیم  
 یہاں تک تو ایمان کا ہر کمال  
 تو ہوتا ہے روشن چراغ یقین  
 ہر اک امر کا علم ذاتی اُسے  
 اگر اسکی تصدیق کامل ہوئی  
 وہاں پر بھی قائم رہے جو وہیں  
 اگر جذب باطن اٹھائے نقاب  
 ہو نفع خلاق پہ ہر دم نظر  
 عداوت سے ہرگز نہ رکھے مال  
 مصیبت میں ہرگز نہ مایوس ہو  
 عدو کے بھی زخموں پہ ہر دم دھمکے  
 کہ بندوں پہ اُسکے یہ رکھے نظر  
 نہ کیوں اُس میں اللہ ہی اللہ ہو  
 مگر قابلیت کو ہی دخل تام  
 وہ محبوب ہوتا ہے بنکر حبیب  
 تو پڑتا ہے عکس جمال قدیم  
 جو ہو خاص پھر رحمت ذوالجلال  
 نئی آنکھ دیتا ہے رب امین  
 عطا ہوتا ہے عالم راز سے  
 تو عینیت جملہ حاصل ہوئی  
 جگہ اُسکو ملتی ہے پردے کے پاس  
 تو دیکھتے وہ اسرار کو بے حجاب

خبر اول و آخر و حال کی  
 جسے یوں خبردار کر دے خیر  
 جو حق الیقین سے سروکار ہو  
 ہو مخلوق خالق کا ہر عام و خاص  
 جو مامور تبلیغ احکام ہو  
 فنا ہو جو اس ذات میں یوں کوئی  
 تو کچھ بھی نہیں اسکا رہتا نشان  
 مگر ڈال دیتا ہو وہ خود حجاب  
 جو ان سب مراتب کی جامع ہوئی  
 جو کی وقت کی مصلحت پر نظر  
 دکھائی رو راست حسب مراد  
 اندھیر میں حاجت تھی مصباح کی  
 نہ تاویل اور فلسفہ سے خبر  
 یہ انداز پیشین بھی معلوم تھا  
 کہ جب تک نہ ہو کسی کا ہر گز

جو کہلائے اللہ کدے وہی  
 بجا ہو اگر ہو بشیر و نذیر  
 خدا کی حسدائی کا مختار ہو  
 جسے چاہے کر لے اخلاص الخواص  
 رسول و نبی اسکا پھر نام ہو  
 نہ معشوق و عاشق میں ہو کچھ دوئی  
 بجز ذات پروردگار جہاں  
 کہ تا خلق بھی اس سے نفیض یاب  
 محمد میں وہ ذات لامع ہوئی  
 تہ اصلاح عالم پہ باندھی کمر  
 کہ مقصود بعثت تھا رفع فساد  
 مطابق ضرورت کے اصلاح کی  
 خدائی کا ہر راز پیشین نظر  
 زمانے کا آئین بھی معلوم تھا  
 چہ نہ اس نظم میں کچھ فتور

جو بڑے جاہل گاندے غلم و فساد  
مصلح کی رو سے وہ مخلص نواز  
کہ کھل کر لٹاؤ ضرورت کریں  
وہ صورت وہ سیرت محمدؐ کی سب  
کہ وہ نقشِ ثانی احمد بنین  
اصولِ شریعت کی تجدید ہو  
سوائے ان کے ایجاد جائز نہیں  
یہ پیری مریدی خلافِ اصول  
جو بیعت کریں تو نمازین معاف  
جو پوچھو تو پیروں پہ اپنے یہ ناز  
یہ کیا: بت معمورین وہ پڑھیں  
لنگی ہیں مطلب کی گھاتیں بہت  
معاذ اللہ یہ زہد یہ اتقست  
خداوندِ نبیؐ ہیں جو ہر بات میں  
یہ معصوم ہیں بھولے بھلے ہیں یہ

وہ تازہ کر سینگے رہ و رسم داد  
گھٹانے بڑھانے کے ہونگے مجاز  
وہ مستحکم اصلِ شریعت کریں  
انہیں وہ کمالات بھی دیگا رب  
خدا کی طرف سے مؤید بنیں  
یہ ساری خدائی ہو توحید ہو  
کہ مقصودِ اصلی کو غائر نہیں  
ہو کیونکہ مزین بحسن قبول  
نہ ادا سب ارکانِ رونے بھی صاف  
کہ پڑھتے ہیں کعبے میں جا کر نماز  
نہ ظاہرین پر حد سے آگے بڑھیں  
اگر بھی ہیں خرافات باتیں بہت  
حسینوں میں بس رد گیا ہو خدا  
وہ اکمل ہیں سارے کمالات میں  
بڑے پونچے اند والے ہیں یہ

کہے کوئی انکو ولی کس لیے  
 عبارت غلط لفظ و مطلب غلط  
 وہ ہو حاصل فقر و حسن قبول  
 کسی کھو میں کیوں بیٹھ جاتے نہیں  
 گنہگار گے مگر ہم نہ اسلام میں  
 حقیقت میں یہ سب بھی دجال ہیں  
 دکھائیگا اگر نہ کیا کیا کمال  
 خدا انکی رکھیگا ہمت و وسیع  
 ہمہ اوست کی کر کے کچھ قیل و قال  
 ہزار زندگی کا اڑانا انھیں  
 انھیں جلوے مانڈے سے ہر اپنے کام  
 مگر ہو نہ وہ غیر حکم نبی  
 حسینوں کو بھلا کے گھوریں کہاں  
 کہ گمراہ ہوتی ہو خلق خدا  
 انھیں وہ سمجھتے ہیں عالی مقام

خلاف شریعت ہیں یہ اس لیے  
 اگر ہوش ہو کچھ تو یہ سب غلط  
 کہیں جو خلاف خدا و رسول  
 اگر بار ظاہر اٹھاتے نہیں  
 مریں گو وہ اللہ کے کام میں  
 خلاف شریعت جو فی الحال ہیں  
 وہ دجال آخر مجتہد ضلال  
 مگر اہل ایمان نہو گے مطیع  
 وہ مرشد پرستی کا پھیلا کے جال  
 تعیش کا نقشا جمانا انھیں  
 کسی کا ہو دوزخ کہ جنت مقام  
 نہیں عیب مرشد پرستی کبھی  
 شریعت اگر ہو یہ حورین کہاں  
 جو ہوں پاکدامن بھی تو ہم کو کیا  
 نہیں علم سے بہرہ ور جو عوام

کتاب میں جلانے کے قابل ہیں جو  
مگر انکا یہ ہزل نافع نہیں  
حقیقت میں اصل میں جواب ہیں  
نہیں حرمت میں جنکا مقام  
جو منزل گزین ہی وہ کتاب نہیں  
جو خود گم ہو سکوا کہاں یہ خبر  
یہ پیری کہاں یہ مریدی کہاں  
کہاں اسکو جلسوں میں اتنا شعور  
طریقہ جو ہر چشتیہ لاکلام  
غذا روح کی جانتے تھے اسے  
نہ ہو غیر محرم کوئی زینہ سار  
شب و روز سرگرم تھے دیدین  
سنا ہو کہ اک روز خواجہ معین  
جو دعوت کے کھانے سے فرصت پائی  
دیا حکم جب زحرمان و خواص

انہیں پیش کرتے ہیں سمجھانے کو  
شریعت حقیقت کی مانع نہیں  
زبان سے ہمہ اوست کہتے نہیں  
وہ بکتے پھرین لغو تو کیا ہو کام  
جو بولا وہ منزل میں رہتا نہیں  
کہ رہزن کہاں کون ہی راہبر  
امید اور یہ نا امید می کہاں  
کہ گانے میں کوئی حسین ہو ضرور  
بزرگون کا اس میں یہ تھا اہتمام  
اسی وجہ سے مانتے تھے اسے  
یہ تھا حفظ آداب لیل و نہار  
مکرم تھے وہ اہل توحید میں  
کسی کے ہوئے گھر میں راحت گزین  
تو پھر راگ سننے کی رغبت ہوئی  
نہ رکھے کوئی بزم سے اختصاص

چلے سب تو پا پوش اک شخص کی  
 نہ طاری ہوا حال اصحاب پر  
 ہو اک غیر محرم کا اس جا خیال  
 وہ کرتا ہی پا پوش کی جستجو  
 غرض ڈھونڈ کر اُسکو پہونچا دیا  
 جب اک غیر محرم کا عکس خیال  
 تو جلسوں میں کیونکر وہ ہو گا روا  
 جسے ذکر حق سے غرض ہی نمود  
 اگر کوئی مجذوب و دیوانہ ہو  
 نہو کھانے پینے کی اُسکو ہوس  
 ہو غالب کچھ ایسا محبت کا جوش  
 تو حکم شریعت بھی اُس پر نہیں  
 وہ مسلم جو باہوش و بیکار ہو  
 نہیں غیر پر اُسکا مطلق اثر  
 جو پیری مریدی کرے الامان

شتابی کے باعث وہیں رہ گئی  
 تو حضرت کو القاسم پہونچی خبر  
 ہی جسکے سبب سے یہ نقص کمال  
 وہ چائے تو چھائے یہاں رنگ ہو  
 تو محفل نے بھی رنگ دکھلا دیا  
 پریشان کرے ہر دم اربابِ حال  
 غرض رنج الوقت ہی ناروا  
 وہ بیشک ہی مغضوبِ رب و ربو  
 یگانہ کسی کا نہ بیگانہ ہو  
 حیات و ممات اُسکی اللہ بس  
 کسی کا نہ باقی رہے کچھ بھی ہوش  
 حد و طریقہ کے اندر نہیں  
 مسلمان ہو پر گنہگار ہو  
 کہ یہ فعل ہو لازمی سر بسر  
 مشیخت کا وہ دم بھرے الامان

خلافِ شریعت جو ہو کوئی کام  
جو ہو سامنے کوئی امرِ خلاف  
کہ کس طرح بیعت وہ جائز رہی  
اگر عشق ہی تو وہ بے پیر ہو  
کھٹا ہو صحیحین میں جا بجا  
خلافِ شریعت گوارا نہیں  
نظر آئے اکثر بزرگانِ دین  
محبت پرانیت تلاوت نماز  
وہ اہلِ خدا اہلِ تمیز ہیں  
مگر کچھ مریدین بد استیاز  
شب و روز رکھتے ہیں کیا جھگٹے  
ہوس پروری پر جو مرتے ہیں یہ  
کتابیں وہ کرتے ہیں میشتہر  
نبی پر بھی کرتے تھے یہ افترا  
یہ رکھتے ہیں مقصود بیعتِ شریعہ

روا اسکی بیعت نہیں لا کلام  
تو دو اہلِ بیعت جواب اسکا صاف  
کہاں چھوڑ دی تم نے شرعِ نبی  
شریعت ہی لازم جو تندرہ ہو  
هُوَ الَّذِي مَالِكَيْنِ فِي آمْنِنَا  
یہ واللہ مسلک ہمارا نہیں  
جنہیں فی الحقیقت کہیں جانِ دین  
نہیں چھوڑتے کچھ بھی وہ پاکباز  
خدا جانتا ہی بڑی چیز ہیں  
نہ مسلک شناس اور نہ دانائے راز  
ہیں مفسد سی بچے شیطان کے  
بزرگوں کو بدنام کرتے ہیں یہ  
نہ ہو جس میں کچھ راستی کا گمراہ  
قصور ان بزرگوں کا ہو سہین کیا  
کہ کہنے پہ انکے چلے انکا پیر

بہت پیر شیطان صفت انکے رام جو فرعون وقت اور ہامان ہیں یہ بندے ہیں تیرے سب آشفہ حال	کمال اس شرارت کو سمجھے عوام یہ بکے ہوئے سب مسلمان ہیں ہدایت انھیں کر تو یا ذوالجلال
--	---

### ضرورت

کہاں ہو تو ای ساقی باکمال مجھے کر دے ہاں نشہ میں چور چور دکھا دے اب ای آفتاب غلوم یہ محفل یہ جلسہ یہ بزم سرور حسد سے ہی پاک انہیں ہر رشک بدر جدا کرتے ہیں یہ بد و نیک کو ہی ممتاز مجلس میں جو ذی ہم نہیں کرتے کچھ نام کے واسطے مظاہر الگ اور جادہ ہی ایک یہ صاحب عمل اہل ادراک ہیں ریا سے الگ رہتے ہیں یہ غیور	اَدِّ مَسَاحَ عَشْقٍ بِكَاسِ الْوَصَالِ وَبِكَلِّمَةِ الْكَاسِ دَوَّاحِ الشُّوْرِ اَنَا بَدْرٌ عَلِيٍّ وَصَحْبِي النَّجْوَى برستا ہی کیا سب کے چہر و نہ نور نہیں کچھ بھی تمیز پائین و صدر خودی سے لگا وٹ نہیں ایک کو سمجھتا ہو میں ان میں ہوں سب سے کم مگر نفیس اسلام کے واسطے سبھوں کا ارادہ ارادہ ہی ایک خدا کے یہ بندے بہت پاک ہیں پر رکھتے ہیں کھوٹے کھرے کو ضرور
--	---



معمول و عقائد کے مخزن تمام  
 یہ احکام کے گرد پروانہ وار  
 اور صحت کی جانب کو یہ زود خیز  
 یہ جو کچھ کریں انکی نیت یہی  
 کوئی بات ہو یا کوئی کام ہو  
 یہ نکتہ تھے کب بزم ہوشنگین  
 رایتان کو نہ شریعت ہیں یہ  
 یہ نوری طبیعت یہ روشن دماغ  
 یہ ہیں جادو کے اسرار پرستیم  
 تنافذ و درگوشے و پیرنگان ہیں یہ  
 یہ مقبول حق خلق کے خلسار  
 اگر کوئی پہلے تو ہاقت ہیں یہ  
 انہیں پاس ہے جزعنا کوئی چیز  
 یہ ہر فکر یہودہ سے بے خبر  
 مشاویر پیشین کے مختار کار

خلاف پیغمبر کے دشمن تمام  
 یہ ہر فعل مسنون کے شیداے زار  
 نواہی سے ہر وقت انکو گریز  
 ترقی ہو دنیا میں اسلام کی  
 انھیں حفظ آداب اسلام ہی  
 یہ ڈوبے ہوئے ہیں عجب رنگین  
 مریدان پر طریقت ہیں یہ  
 اندھیرے گھروں کے منور چراغ  
 یہ ہیں پروردگار والے مستقیم  
 حقیقت یہ ہے مرد میدان ہیں یہ  
 یہ عاشق خدا پرستی پر نثار  
 مکائد سے شیطان کے واقف ہیں  
 بچی کو یہ پیارے خدا کو عزیز  
 نظرات دن انکی انجام پر  
 یہ اگلے منادید کے یادگار

یہ امراضِ روحی کے حاذق طبیب  
ہو زحمت میں کوئی جوان و سن  
یہ مخلوط مانسِ شیر و شکر  
انہیں لوگوں سے دہر آباد ہو  
انیسانِ بزمِ محبت ہیں یہ  
یہ سرگرم ہیں دید و واد میں  
کوئی بات کہتے نہیں بے محل  
رموزِ حقیقت سے ماہر ہیں یہ  
سُجھومِ فلک یہ چراغِ زمین  
جدا ہیں یہ گونا گویں کام میں  
یہ اجماعِ آخر بھی ہو اس لیے  
یہ دنیا بھی ہو اس قدر کم سے کم  
مگر وہ بھی ہو سر بسر دین کے ساتھ  
عملِ حُسنِ نیت پہ دائم رہے  
نہم خواہشِ نفسِ بد پر مرین

نہ پھٹکے ہواؤ ہو س کے قریب  
انہیں فکرِ اصلاح کی رات دن  
لذا اُن سے اسلام کے بہرہ ور  
کہ انکی حمیتِ حسدِ اداد ہو  
جلایسانِ اہلِ حقیقت ہیں یہ  
ہر اک ان میں ہو فردِ توحید میں  
یہ ہیں پردہ دارِ حرمِ ازل  
نگہ دارِ رازِ اکابر ہیں یہ  
یہ محسوسِ مملکتِ خادمِ المسلمین  
مگر نفسِ واحد ہیں اسلام میں  
کہ ہم سب سے پیچھے رہیں کس لیے  
کہ اوروں کو دینِ نفع ہم ہمیشہ کم  
زمانے کے انداز و آئین کے ساتھ  
اصولِ شریعت پہ قائم رہے  
کمرین جو وہ حکمِ خدا سے کمرین

جو کھانا بھی کھائیں تو واسطے	کہ قوت سے لین کام اسلام کے
سمائے یہ اسلام ہر کام میں	کہ ہم خود سما جائیں اسلام میں
کوئی فکر و محنت کہ آرام ہو	یہ سب بہر تائید اسلام ہو
یہ مطلب ہو دولت جو حاصل کریں	کہ ہم خود کو خدمت کے قابل کریں
ریا سے تعلق نہ رہنا رہو	نہ ذاتی غرض سے سروکار ہو
پئے اہل اسلام کھو جائیں ہم	غرض عین اسلام ہو جائیں ہم
نہ جب تک ہم اک دوسرے پر زین	یہ ممکن نہیں ہم ترقی کریں
یہ اسلام جو حاصل <sup>یوحی الہیہ</sup> اِنَّمَا	رَضِیْتُ لَکُمُ الْبَنَاتِ
لگا ہوں میں کس کی سماتا نہیں	وہ ہو کون جسکو بگھاتا نہیں
یہ جذباتِ روحی کا صورت نگار	یہ انوارِ باطن کا آئینہ دار
یہ روحانیوں کا فروغِ کمال	یہ نورانیوں کا چراغِ خیال
یہ تدبیرِ آموزتِ دسی نہاد	یہ محکمِ اساسِ معاش و معاد
دفا کا سفینہ محبت کا جام	تمدن کا زینہ ترقی کا بام
یہ استادِ تہذیبِ اخلاق کا	معلمِ بزرگانِ آفاق کا
امیر و مساکین کا یہ دستگیر	یہ دلسوز اللہ والوں کا پیر

یہ اہل شریعت کا قندیلِ راہ  
حقیقت کی غایت معارف کی اصل  
بغیر اسکے انسان کامل نہیں  
یہ ہادی ہر اک خضر و گمراہ کا  
کسے اسنے رستہ بتایا نہیں  
یہ عاشق ہیں جو ننگ پر نام پر  
نہ معلوم اسلام کیا چیز ہے  
نہ آغاز کچھ ہے نہ انجام ہے  
ضرورت ہو تعلیم کی اسقدر  
تو پہلے نہ کیوں سیکھیں آدابِ دین  
نہیں کرتے کیوں کوششیں اسقدر  
یہ کیوں عہدِ ماموں کی شہرت ہوئی  
انھیں ترجیحوں کا تھا فضل و ہنر  
زمانے میں ہر عہد کے بنیظیر  
اسی میں کیا سب نے کس کمال

یہ اہل طریقت کا نورِ نگاہ  
جو بندے کو اللہ سے کر دے وصل  
وہ کیا شے ہے جو اس سے حاصل نہیں  
یہ ناموس اکبر ہے اللہ کا  
کہاں اسنے جلوہ دکھایا نہیں  
مٹے جاتے ہیں ٹھٹھ اسلام پر  
کہ جسکی فقط انکو تمیز ہے  
الگ سب سے چلنا یہ اسلام ہے  
کہ ہم علمِ مغرب پر ٹھین عمر بھر  
نہ انکی طرح تا ہوں و حیل نقین  
کہ اُردو میں ہوں سب یہ علم و ہنر  
ترقی یہ کس کی بدولت ہوئی  
کہ تحصیل آسان ہوئی اسقدر  
رہے اپنی اپنی زبان میں شہیر  
کہ ہو قابلِ فتور و فخر خیال

زمانے میں جن جن کی شہرت ہوئی	خیالاتِ عالی کی وقعت ہوئی
وہ موقوف ہیں اُس زبانیہ توخیر	نہیں تو نہیں ہرج اُسکے بغیر
یہ مانا زمانے کا یہ انقلاب	بغیر اسکے ہونے نہ دے کامیا
تو چون چون زمانہ بدلتا رہے	یہاں بھی نیا دور چلتا رہے
کہ ہر مہین یہ پوچھے کوئی آپ سے	زمانے کے تابع کہ اسلام کے
خود اسلام کے آپ طالب نہیں	اسی سے زمانے پہ غالب نہیں
کریں کیون نہ اس درجہ ہم سعی و صبر	زمانے کو قابو میں لائیں بہ جبر
کریں مسلک غیر کیون اختیار	مقلد ہمارا بنے روزگار
جو بادِ مخالفت چلی دہر پر	بہت کچھ سنبھالا نہ سنبھلے مگر
برا بر تھپیڑے جو کھاتے رہے	ادھر سے ادھر سب یہ جاتے رہے
اگر اصلِ محکم پہ ہوتا قیام	تو لغزش نہ ہوتی کبھی تا قیام
ضرورت ہی دنیا کی اسلام کو	کریں خوب حکمت سے اس کام کو
اگر دل سے ہو عہد و اٹل حضور	ہو بادِ مخالفت موافق ضرور
کہ یوں تابع وقت ہر فرد ہی	ابو الوقت جو ہو وہی مرد ہی
خدا ایسے لوگوں پہ رحمت کرے	کہ انکو سوے حق ہدایت کرے

## مناجات

<p>         پلا سا قیاب وہ جامِ طور          بنا پیرِ سخن نہ لطفِ خاص          بتنگ آ رہا ہوں بہت جی سے مین          محو عشق و تمیز پر جوش دے          کہ خاصانِ اؤٹو ایجڈی سے ہوں          پلا وہ محو حکمتِ بالغہ          کروں ہر طرح سے مین رفعِ فساد          حرم مین نہ جب تک ہوں وارِ حضو          پلا محو مجھے دے وہ شانِ کمال          عطا کر وہ شمشیرِ بران مجھے          فراغت جو ہر فرضِ منصب سے ہو          جو ہو کل مشاغل سے فرصت مجھے          تو پھر مین حرم کا مسافر بنوں          مخالفِ مصالح کے ہو یہ اگر       </p>	<p>         کہ دیکھوں ان آنکھوں سے مہدی کا نور          کہ اُس بزمِ مین ہوں آنکھوں سے          مؤید ہوں تائیدِ غیبی سے مین          مجھے عینِ مستی مین تو ہوش دے          مین اول رفیقانِ مہدی سے ہوں          کہ کاسہ بھی ہو شمس سان بازغہ          زبانِ قلم بھی ہو تیغِ جہاد          نگہداشت ہو حاسدوں سے ضرور          کہ ہو جس مین تیرا جمال و جلال          کرے اپنا آصفِ سلیمان مجھے          تو قطعِ تعلق یہاں سب سے ہو          ملے اسے پیری اجازت مجھے          مدینے کی جانب مہاجر بنوں          وطن ہی مین رکھ مجھ کو گرم سفر       </p>
---	---

وہ مردے کہ حق جسکا شمار ہو  
مشرق ہوں جسبی حسوری سے میں  
وہ قوت تو بازو میں دے جان میں  
رہوں اسقدر محو دیدار یار  
دعا کے لیے دے وہ صدق لسان  
جبرایا بھلا شاہ جیلان کا ہوں  
فَاذْكُرْنِي اَلَا اَنْ فِي كُلِّ شَيْءٍ  
اَنْ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنْ سَمِعْتُ اَضْرُوْر  
مگر تو وہی اسمِ عالی بتا  
جو وہ حرزِ اعظم ہو حاصل مجھے  
کہاں تک ستاؤں تجھے بار بار  
جو بالبحر تعلیم اسلام دے  
کہ خالی ہیں اب ہوشمندی سے لوگ  
بڑے مرتبے کا جو ہو لا کلام  
چمن میں نہ جز گل کوئی خار ہو

میرا جسم بھی روح و انوار ہو  
زیارت کروں شکلِ نوری سے میں  
کہ پہونچا کروں آن کی آن میں  
پھرے گرد کعبہ مرے بار بار  
انکالوں میں ڈوبی ہوئی کشتیاں  
میں جسیا ہوں محبوبِ سبحان کا ہوں  
کَمَا قِيلَ لَكُمْ اَتَذْكُرُنَا اَنْ  
خبر دے رہا ہوں مجھے اے غیور  
کہ علم الکتاب اُسکا پورا بیتا  
ہو اُساں قطعِ مراحل مجھے  
عطا کر مجھے ابکی وہ ذوالفقار  
جو بیداری و خواب میں کام دے  
بہت دور میں حق پسندی سے لوگ  
ہو آمد کا اُسکی بڑا اہتمام  
مصفا ہر اک شہر و بازار ہو

ہر اک شخص ہو دین کا پاسبان  
 ہر اک دل میں جوشِ خدا داد ہو  
 ملا ہو مجھے حکم گو بارہا  
 مگر ہی چُسنِ ادب ساقیا  
 یہ تفسیر میں ہو کسی جا رستم  
 ہوے جبکہ شدت سے وہ بیکار  
 ہوا حکم صحرا کو جاؤ ابھی  
 غرض حسبِ فرمان جو تدبیر کی  
 اسی در دے عود اکدن کیا  
 جو کی التجا پیش پروردگار  
 گیا حسبِ فرمان تو پہلے وہاں  
 میں ہوں اُمّتِ احمدی ساقیا  
 وہ مردے کہ تائید جسکا لقب  
 وہ مردے جو کامل بنادے ہمیں  
 یہ اسلام کا گرم بانسار ہو

اخوت بنادے ہمیں جسم و جان  
 غرض دہرا سلام آباد ہو  
 اجازت کی اب پھر ضرورت تھی کیا  
 کہ میں ہوں اجازت طلب ساقیا  
 کہ موسیٰ کو اک دن تھا درِ دشکم  
 دعا کی حضورِ خداوندگار  
 وہ بوٹی جو ہو سکولاؤ ابھی  
 تو صحت نے بھی کچھ نہ تاخیر کی  
 نہ بوٹی نے پھر کام ہرگز دیا  
 ہوا حکم ای موسیٰ تا مدار  
 تری سعی ذاتی ہوئی رائگان  
 ادب کا میں ہوں ملحق ساقیا  
 وہ محسب کی بڑ عینِ فرمانِ رب  
 اخوت کا سچا مزادے ہمیں  
 مخالف ہمارا غلو سار ہو



<p>یہ اللہ کا زور دکھلاؤں میں میں بندہ ہوں مالک ہو تو دل الجمال</p>	<p>پھرے جو اسے راہ پر لاؤں میں رہے ایک یار بہ مراحل و قال</p>
<p>ذکر</p>	<p>ذکر</p>
<p>وَدَّ هَاقِنٌ كَأَسَا مِّنَ السَّكْسِيْلِ جو اس دور والوں کو آرام دے طلبگار ہی روح آرام کی شِفَاءُ الْعِلَلِ أَنْتَ لَا مَا سَوَاكَ اِذَا كَانَ فِي غَايَةِ الْوَعْدِ دَالِ ہر اک طرح تجدید کامل کروں ادائے اوامر کی توفیق ہو اِذَا مَسَّنِيَ الضُّرُّ أَنْتَ الْكَرِيمُ نہ پوچھیگا کوئی وسیلہ بغیر مے ہاتھ میں تیرا دامن رہے مگر تو ہی مرجع نظر آئے صاف وہاں بھی رہی صنعت التفات</p>	<p>پڑا سا قیہ جو ہر زنجبیل وہ نوری چمکتا ہوا جام دے گرائی ہو ابوہ اوہام کی ترے نور سے رونق آب و خاک ازل سے ملا ہو تجھے ہر کمال وہ مددے کہ ابطال باطل کروں جو ترک محارم کی تصدیق ہو شر و حوادث سے کیا خوف و بیم کوئی لاکھ ہو صاحب صلح و خیر ابد تک یہ درمیر آمان رہے ضمان ہوں بایکدگر کو خلاف اگلی فاتحہ میں نہ مستون کی بات</p>

وہ خود سے سکھا دے جو طرز کلام  
 خدا کے لیے حمد شایان ہو سب  
 نہیں بے سبب جب کسی کا ظہور  
 اُسی کے مراحم کے نقش و نگین  
 نجوم فلک اور اوتاد کوہ  
 سپیدہ دم صبح عین الفتوح  
 نسیم سحر کی یہ اُکھیلیں سان  
 یہ شام و سحر سرخ رنگ شفق  
 یہ غور شید کا دو پہر تو سب ہلال  
 مطیع اُسکے آثار و اطوار بھی  
 مجازاً جو کچھ ہو بھی رد و بدل  
 یہ موسم یہ اوقات کا اختلاف  
 دکھاتا ہو قدرت کے اجلال کو  
 کہ تعین سب اعتباری ہو یہ  
 وَمَا يَنْزِلُ السُّحُورُ مِنْ مَّعْصِيَاتٍ

لِرُكُوحِ الْمَسَامِعِ لِنُفْحِ الْمَسْرُورِ  
 یہ قدرت اُسی کی نمایان ہو سب  
 مسبب ہو اسباب کا بھی ضرور  
 کہ فرشِ خلاق ہو مہرِ زمین  
 دکھاتے ہیں قدرت کی شان و شکوہ  
 جلائے قلوب اور تنویرِ روح  
 یہ ہر مرغِ تسبیح میں تر زبان  
 یہ سبکدوشِ ادا اُطبق بر طبق  
 یہ چار وہ کمال سال و زوال  
 فلک بھی ثوابت بھی ستار بھی  
 نہیں سنت الشدین کچھ نخل  
 هُوَ الَّذِي هُوَ كَأَمْنِهِ لِيَكْ صَافٍ  
 بتاتا ہو کُل کے خط و خال کو  
 کسی اور کی اختیاری ہو یہ  
 يَقْبَحِي بِهِ الْإِسْرَافُ بَعْدَ الْمَكَاتِ

وہ کمسار میں چشمہ ہاے روان  
 یہ آب وحدائق یہ حبت و نبات  
 بلا اعتبار مناصب تمام  
 تعالیٰ المدیہ رحمت عامہ  
 جناب بحور معانی ہیں سب  
 زمین و فلک کا تو مسجود ہی  
 ہو مشمول عالم یہ رحمت تری  
 بڑی سے بڑی چیز گوانگیں سب  
 تجھی سے ہر اک عقل کو برتری  
 ترے فیض سے جس اور اک ہی  
 بزرگ و توانا ہی تو بے غرض  
 ہر اک شر کی تو نے ہی کی ابتدا  
 تری ذات میں کل صفات تکمال  
 عوض ظلم کا لینے والا ہی تو  
 تو نشو و نما خار و گلشن کا ہی

یہ ہر نہر اسکی طلب میں دو آن  
 متاع عوام و متاع ثقات  
 خلایق میں جاری وہی فیض عام  
 لک الحمد یہ قدرت تائسہ  
 تری ذات باقی ہی فانی ہیں سب  
 ہیں مخلوق سب تو ہی معبود ہی  
 طلب پر یہاں تک اجازت تری  
 نمک بھی کرین ہم تجھی سے طلب  
 حدود تعین سے خود تو بری  
 عیوب و نقائص سے تو پاک ہی  
 نہ جو ہر نہ تو اندرون عرض  
 کوئی اس سے پہلے نمونہ نہ تھا  
 تری شان میں کل جلال و جمال  
 بڑا بے عوض دینے والا ہی تو  
 تو روزی رسان دوست و دشمن کا ہی

تو حاصل ہو تحصیلِ مطلب کے بعد	تو ہی سب سے اول تو ہی سب کے بعد
ہمیشہ سے ہی تو رہیگا تو ہی	کہ ہو بعد کل رہنے والا تو ہی
غفر الرحمن اور پروردگار	تو آگاہ ہر چیز سے ہر بار
تو سنتا بھی ہی جانتا بھی ہی تو	غنی ہی مگر مانتا بھی ہی تو
تو پوشیدہ ہی آشکارا ہی تو	تو ہم سے نہیں پرہارا ہی تو
گھنڈ اور قدرت تری شان ہی	کہ رحمن و غالب تو ہر آن ہی
سزا سے ندا و ندی و برتری	تو نمایان سلطانی و داوری
بڑا وسیع و الا اکبر بزرگ	تو بندوں کا پشت و پناہ بزرگ
زبردست و قادر قوی و شدید	علیٰ علیٰ شکی و تدبیر و تحقیق
تری یاد میں ہر فقیہ و غنی	بڑا تو نگہبان بڑا تو سخی
ہمہ اوست کا مغز تو پوست تو	جو تیرے ہیں اُنکا بڑا دوست تو
جو دیا ہے تجھے تو ہی اُسکا حبیب	جو دل سے پکارے تجھے تو مجیب
ہر نیک و نون پہ فیضِ تیمم	فَسُبْحَانَكَ يَا عَلِيُّ الْعَظِيمِ
یہ نیرنگ یہ دور سب کچھ ہی تو	یہ سب تجھ سے ہیں اور سب کچھ ہی تو
علیٰ قدرِ ادراک مانا نہ تجھے	اکسی نے نہ جز تیرے جانا نہ تجھے

<p>دم بندگی جب سے بھرتے ہیں ہم جوارح سے عاقل سے روح سے جو ہی شامل حال تیرا کرم وہ راہ ہدیٰ پیش ہر گام ہو بہت دہریہ کلمہ ہم سے راہ ضلال رہے عاصیوں پر عنایت تری دو عالم ترے جو دے فیضیا تری شان یہ اورین یون سقیم ہمیشہ ترا فضل ہم پر رہے</p>	<p>عبادت تری خاص کرتے ہیں ہم غرض یہ ہر نوع پوجین سے تجھے اعانت طلب خاص تجھ سے ہیں ہم کہ ہم پر ترا فضل و انعام ہو تو ہر شے پہ قادر ہو یا ذا الجلال کہ غالب ہو غصے پہ رحمت تری تو جو چاہے دیدے ہمیں بحیاب فَاذْكُرْ بِحَقِّ الشَّيْءِ الْكَرِيمِ دعا ہم کریں روح آمین کے</p>
--	--

اسلام

<p>پاسا قیاد و انجھوئی شراب وہ تیرے اعلیٰ و اعلیٰ وہی ہے یا اعلیٰ وہی ہے یا اعلیٰ وہی ہے یا اعلیٰ وہی ہے یا اعلیٰ وہی ہے یا اعلیٰ وہی ہے یا اعلیٰ</p>	<p>کہ ہو ہر صحیفہ مرا لا جواب وَفِيهَا الْكَافِرَانِ نَصَاخَتَانِ کہ ہو عشق و تمیز دونوں کا نام نہ کم اس قدر تو بھلا دے مجھے لا و ساطھا و قیل حذر لا مؤثر لا و ساطھا و قیل حذر لا مؤثر</p>
---	--

<p>             نہ خوف اس قدر ہو کہ غمناک ہوں              رہے اعتدال اپنے اعمال میں              شراب محبت دینے جانے مجھے              صفا طاسی کا سالک رہوں              کہ اصدا بھی عین اجناس ہوں              کہ ہو قلب ماہیت ایک ایک کی              مراتب کی ترتیب باقی رہے              کہ ہوتا رہا ہو نہیں انکشاف              ہوا سرار سے روح کو را بطہ              ہوا دراک ہاتف کی آواز سے              کہ نبیون کو ہو نچائے حکم خدا              کچھ القاسے یا کشف و اعلام ہو              رنگا ہوں میں پھر جائے یا واقعہ              مگر بان مراتب کا جو اعتبار              تو یہ مسکریزم نہیں زمینار           </p>	<p>             نہ اتنی رجا ہو کہ بے باک ہوں              اسی طرح اقوال و افعال میں              غرض یہ تو بیخود کیے جانے              میں گو ملک مستی کا مالک ہوں              جو اہر وہ سب مثل اب پاس ہوں              عطا کر وہ کبھی بد و نیکی کی              تو گو ساری محفل کا ساقی رہے              نہیں اس میں اول سے کچھ اختلاف              خدا کی طرف سے بلا واسطہ              ہو آگاہ یا یون کوئی راز سے              فرشتہ کوئی آئے بھیجا ہوا              من اند یا دن کو الامام ہو              بتارت ہر کچھ خواب میں نافہ              یہ سب کچھ ہی وحی خداوندگار              اگر اس طرح راز ہوں آشکار           </p>
--	---

<p>یہ حکمت خداوند آفاق کی وہ ہر طرح سے واقف راز ہو خالق کے حق میں بھلائی کرے اگر رستے میں ہو رہزنون سے پناہ مگر اُس کو پہچان لینا ہمیں کہ ہرٹ سے معترای عقل سلیم کہیں اتم مہی کہیں بسن جوت ہر اک کو علامہ پروردگار مراتب میں لیکن بڑا فرق تھا کئی شان بھی وہ نبوت کے ساتھ مراتب جو تھے اور باقی رہے نظر آئے ہر فرد نوری مجھے کہ یحییٰ الیٰہی تبارک و تعالیٰ نہیں وحی کا یہ مقام نزول کہ آخر صفات ہر میں میط</p>	<p>وہ اک شاخ ہو علم اشراق کی کہ جو شخص خدمت پر ممتاز ہو خبر ہر خدا تک رسائی کرے انہیں بھی بتائے وہی نیک ہو وہ جو کچھ کہے ماں لینا ہمیں اٹھا جام کب تک یہ امید ویم کہیں نخل زلال در کیں عجب رست رسول دینی کو دک شیر خوار اُترتی رہی یونین وحی خدا فرشتے جو آتے تھے شوکت کے ساتھ مراسم نہ وہ طور باقی رہے دیے جا وہ جام حضور می مجھے رہے خاص یہ رحمت ذوالجلال نہ تا مطلق ہو یہ نفس غول مرکب میں کیونکر سمائے بسیط</p>
---	---

جواہر بنظیر کے لئے  
نہ کیوں مجھ کو حیرت ہو دشت کے ساتھ

## روایت

رسول خدا سے صرحت ہو یہ  
وہاں یا محمد کی سستا صدا  
ہوا پر مسلک خلافت قیاس  
تو آتی تھی آرازا ک غیب کی  
کئی مرتبہ یوں ہوا محفل  
آنخون نے مجھے مشورہ یہ دیا  
کہو جا کے سب ابنِ نوفل کے پاس  
آنخون نے کہا سن کے یہ ماجرا  
جو کہتا ہے سنیے گا ہو کر قریب  
کہا میں نے لبیک تو یہ سنا  
تشنہ سے بھی مجھ کو تسکین دی  
تو ہستی ہو کیا مجھ کفِ خاک کی  
کہ میرا جو سرمایہ ناز ہو

علی ولی سے روایت ہو یہ  
کہ صحر کو جاتا تھا میں بارہا  
کوئی تخت زرین پہ لوری لباس  
اگر تخلیہ میں ہوتا کبھی  
کہ سن کر جسے کا پتا تھا بدن  
تو میں نے خدیجہ سے ظاہر کیا  
ابو بکر کو ساتھ لو بے ہراس  
غرض میں آنخون ساتھ لیکر گیا  
کہ ابی پکارے اگر وہ خطیب  
غرض پھر جواک دن وہ آنی صدا  
آنا حیدر پیل و انت النبی  
یہ حالت تھی جب سید پاک کی  
یہ انکی غلامی کا اعزاز ہو



چنے گر حسد او نڈاک فرد کو  
 دوا و شفا دیکے نہ بھیجے اُسے  
 علاجِ خلائی پہ راغب ہو وہ  
 دوا دے وہ پہچان کر جو مزاج  
 کوئی ہٹ دھرم گر نہ مانے اُسے  
 تو بیشک اُسے موت کا ہی مرض  
 جو کوئی کہے میں نہیں ہوں علیل  
 نہ جب تک پیے گا کوئی وہ دوا  
 نہ کیونکر ہو صحت میں اُسکی کام  
 یہ مافوقِ عادتِ خلاوتِ قیاس  
 ازل ہی میں جب بدِ خلقت ہوئی  
 ملا انبیاء کو عروجِ کمال  
 مشرق ہوئے عزت و جاہ سے  
 یہ جو معجزے اُن سے صادر ہوئے  
 وہ اقرب تھے سب سے خدا کے حضور

کہ پہچانتا ہو جو ہر درد کو  
 مؤید کرے عالمِ غیب سے  
 کسی اجر کا بھی نہ طالب ہو وہ  
 تو پھر اُس سے بہتر کہاں ہو علاج  
 شفا کا خزانہ نہ جانے اُسے  
 نہ جیتا بجیگا کبھی العنصر  
 تو دانا ہو سب سے خداے جلیل  
 نہوگی کبھی حشر تک بھی شفا  
 دوا ہو یہاں پر شفا ہی کا نام  
 انھیں کی سمجھ تک ہو اوجِ شناس  
 ہر اک کی جدا گانہ فطرت ہوئی  
 تقرب میں اعلیٰ کمال وصال  
 ملا علم و حکمت بھی اللہ سے  
 وہ خود اپنی فطرت پہ قادر ہو  
 وہ لا ریب نہ بھیجے ہوئے تھے ضرور

وہ جو پھر کہیں مان لینا ہمیں	انھیں پہلے پہچان لینا ہمیں
تو کھلتا ہو دروازہ توفیق کا	مگر مادہ بھی ہو تصدیق کا
وہ تصدیق کرتا ہو بے معجزہ	ہر جس کا کہ بعد بنی مرتبہ
انھیں دیکھ کر آتے ہیں دمدم	جو ہیں عقل میں اُن سے تہہ میں کم
کہ پہچان ہو کچھ کمالات کی	شہادت وہ دیتے ہیں ہر بات کی
بلا معجزہ وہ تو مجبور ہیں	جو ان دونوں فرقوں سے بھی دور ہیں
تو ملتا ہو ایمان کامل انھیں	جو ہوتی ہو تسکین حاصل انھیں
مگر مان مہمان کوئے ضلال	یہ ہیں رہرو کو چپے اعتدال
ہر اک بات پر ضد کو پڑے ہو	جہالت کے پھندے میں جکڑے ہو
نہیں جانتے کچھ خودی کے سوا	نہیں مانتے کوئی حکم خدا
وہ خود کرتے ہیں عمر کو رنگان	خدا کا ہو کیا اس میں سود و زیان
محمدؐ کی اُلفت سے معمور رکھ	تو ساقی مجھے نشہ میں چور رکھ
وہ جو کہ گئے عین ایمان ہو وہ	فدا ہو جو اُن پر مری جان ہو وہ
کہاں پہنچے اُس حد کو یہ بے غام	وہ عقل نبوت یہ عقل عوام
کہ ہر برگ و بارہ کا نایاب ہو	یہ اسلام کیا غسل شاداب ہو

<p>تو ہرگز نہیں عقل انسان کو دخل دلائل کو رد جان لینا ہمیں</p>	<p>نہ پہنچے اگر ہاتھ تاشاخِ نخل جو فرمان ہوا مان لینا ہمیں</p>
<p>الحکم</p>	<p></p>
<p>کہ ادراک سے ہو بری کسر ذات کہ ہم کون ہیں جا رہے ہیں کدھر توقف نہیں اپنے امکان میں حقیقت میں ہو منتہا سے کرام بہت علم باطن کی تشریق کی کسی کا نہ مذکر ہو اسیر ذات ٹہرے اختلافات اقوال میں نگر پھر بھی مطلب نہ حاصل ہوا ہیں کیا چیز یہ نفیس ذہن و خیال قدیم و جدید سے دونوں بری بڑھیں حوصلے فکر کے کس طرح ہمارے لیے وجہ تہذیب ہی</p>	<p>پلا سا قیام عین القمفات کسی کو نہیں اسکی مطلق خبر پڑے کس لیے کوئی خلیان میں یہی فہم معمولی و درک عام جو آمدھی چلی منکر و تحقیق کی رہی بحث کیفیت و مذکر کات تفاوت تھا جو حسن امثال میں ہر اک زعم میں اپنے کامل ہوا رہی اسکی تحقیق اب تک محال یہ ذی قوت باطن و ظاہری تو ماہیت انکی کھلے کس طرح گراں درونی جو ترکیب ہو</p>

یہ حکمت ہو حقائق آفاق کی  
 ہیں اسباب ہی مورث شر و خیر  
 یہ سب گم ہوں گو عالم ذات ہیں  
 ادھر سے نہ ملتے جو ذہن و حواس  
 جو واجب کے جلوے سے خالی نہیں  
 جو و خیالات کا امتداد  
 جو خارج نہیں ذات سے یہ نمود  
 ہوں ظاہر میں گو ہم تجدد گزین  
 غرض کچھ ہوا انجام و آغاز دہر  
 یہ عالم محسوس مظاہر ہو کیوں  
 نہ تھے جب زمان و مکان غیر نور  
 یہی داخلی خارجی قدر کات  
 جو مفہوم سے قلب آگاہ ہو  
 اگر معرفت اسکا مصقل بنے  
 اگر کاہلی اسکی مانع ہوئی

یہی اصل ہو علم حقائق کی  
 نہیں کوئی معلول علت بغیر  
 مگر شک نہیں اعتبارات میں  
 تو اتنا کہاں سے یقین و قیاس  
 تو ہرگز یہ عالم خیالی نہیں  
 بتاتا ہوا قرآن منکر کا صاف  
 یقیناً دوامی ہو کل کا وجود  
 فنا استحالے سے ممکن نہیں  
 مگر استقدر تو کھلے راز دہر  
 یہ موجود فی الخارج آخر ہو کیوں  
 کہاں سے ہوا مادے کا ظہور  
 ہٹتے ہیں مقصود و مقصود ذات  
 یہ ادراک وہی من اللہ ہو  
 تو یہ چھوٹی جنگا رہی مشعل ہے  
 تو بے شک یہ تقدیر صانع ہوئی

یہ ادراک کیا شے ہو فی نفس	رہا اس میں حیران ہر فلسفی
نہ سمجھا کوئی بس خواص خدا	قُلِ الرُّسُلُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي ۚ سُبْحٰنَکَ یَا ذِی الْجَلَالِ ۚ
کہیں عمر اس فکر میں کیوں تلف	یہ اعراض معروض ہیں کس طرف
نہ نڈرک ہو جو ستر امر و دود	ہیولی کا ہم مان لین کیوں وجود
اگر منتشر ہوں حقائق تمام	ہیولی ہی اس وقت کس شر کا نام
کوئی شے جو معدوم و مفروض ہو	وہ کیا بہر اعراض معروض ہو
اگر مان بھی لین ہیولی ہو کیا	نہ معلوم مصداق اسکا ہو کیا
تو کیا ان قصایا سے حاصل ہمیں	منروری نہیں سعی باطل ہمیں
اگر نفس کے اپنے محرم نہیں	ہمیں خود ہیولی سے کچھ کم نہیں
یہ فرضی خیالات و لاف و گراف	ہو مجذوب کی بڑ کا آئینہ صاف
رہے حکمت و صنع رب امین	حقیقت کسی شے کی کھلتی نہیں
نہیں گو معین فصائے خیال	کل اسرار کا درک ہو پر محال
جز اسکے کہ محسوس فی الذہن ہو	کوئی سمجھے کیا عالم امر کو
بتائیں یہ پابندِ ظن و قیاس	کہ تلخی ہو کیا چیز کیا ہو مٹھاس
جو ہو ظن محض اور فرضی خیال	وہاں گلے کا اثر ہو محال

نہو گیکہ تو قیام اصول  
 انھیں خاص وجہوں سے اس علم کا  
 رہا اجتہادات ذہنی میں شک  
 زمانے کے پرزے تو چلتے رہے  
 ہوا مستعد اس پر ہر ذی کمال  
 محقق بنے گو کرام و کبار  
 تفاوت ہی جو درک و افہام میں  
 یہ حاصل ہوا کچھ بھی حاصل نہ تھا  
 بڑے فلسفی اُس طرف کیا مجال  
 نہ جب تک ہو روح القدس کی مدد  
 یہ احساس فی الذہن و درک خیال  
 تو اب فطرۃً یہ ضرورت ہوئی  
 اُٹھا دے ہذا اُسکے دل سے حجاب  
 نہ جب تک مکمل ہوئی راہ نور  
 یہ ظاہر ہو تو ریت و انجیل سے

ہو کس طرح اے جانِ اہب فتوا  
 نہ اب تک کوئی مسئلہ ٹریا  
 نہ کامل ہوا فلسفہ آج تک  
 اصول اسکے لیکن بدلتے رہے  
 رہی اسکی تکمیل لیکن محال  
 بالاجماع کچھ بھی نہ پایا  
 گھرے اختلافات و اوہام  
 کوئی ان میں انسان کامل نہ  
 یہی عجز ہی اُسکی قدرت پہ دا  
 نہ بیفائدہ اُس طرف جدو  
 ہو جلوہ گو قدرت ذوالجلال  
 جہاں میں رہے فرد کامل  
 ہو القا و الہام سے فیض  
 مسلسل ہوا انبیاء کا  
 نہ تھے وہ نئی فیر کے وا

جو کامل ہوئی رحمتِ ذوالجلال  
 ہوئی آپ کے دم سے تکمیلِ دین  
 وہ تکمیل کیا ہی بتاؤ لنگائین  
 تھا جس عین کا ظل کلامِ رسل  
 تھے الفاظِ عینِ تمثیلِ تمام  
 کلامِ ذاتِ شہِ ہو گیا  
 سنا اہلِ ادراک نے لا کلام  
 ہوئی ایسی عینیتِ تامہ  
 یہ فرما دیا کھل کے با صدِ طرب  
 فَاَسْلَمْتُ لِلّٰہِ جس نے کہا  
 جسے ذاتِ واحد کا ایقان ہی  
 کہا پھر کہ مشروطِ نیت ہوئی  
 اسی ایک جملے میں ہیں لا کلام  
 کہا پھر کہ دنیا میں اے اہلِ نور  
 مسخِ صدق پہلے دکھایا ہمیں

محمد کو بخشا گیا یہ کمال  
 محمد ہوئے افضل المرسلین  
 ذرا دور چل کر دکھاؤ لنگائین  
 یہاں جلوہ گر تھا وہی عینِ کل  
 بنا امرِ روح القدس خود کلام  
 یہ تاریک کو چہ بھی طر ہو گیا  
 محمد کے منہ سے خدا کا کلام  
 محمد ہوئے رحمتِ عامہ  
 کہ ہیں جنتی اہلِ توحید سب  
 نہ اسلام میں اُس کے کچھ شک رہا  
 کوئی ہو وہ لیکن مسلمان ہی  
 جزا و سزا جملہ اعمال کی  
 نظامِ جہان کے مسائل تمام  
 ہو تم محمد سے اعلم میانِ امور  
 پھر آزادِ کامل بنایا ہمیں

اوامر تو اہی حلال و حرام  
 پھر اس طرح ان سب کی توجیہ کی  
 یہ تھی جامعیت بحکم خدا  
 دکھایا پئے اہل حسنِ خصال  
 بحکم خدا کی یہ تادیبِ نفس  
 مخالف موافق کوئی ہو مگر  
 جسے عدل و توحید پر ہی یقین  
 نہ اوند کو ایک جانین گے ہم  
 جو پائے بھی کوئی یہ وہی کمال  
 انھوں نے دکھائی جو راہ یقین  
 خدا کی طرف سے جو طو ہو گیا  
 بنا قول فیصل جو حق کا کلام  
 مگر قابلِ خوض ہیں وہ امور  
 کی ہونہ تفصیل و تدقیق میں  
 بڑھے تجربہ اور ذوقِ نظر

منفصل بیان کر دیے لا کلام  
 کہ علت بھی ظاہر ہو ہر امر کی  
 کہ ہر امر اک کلیہ ہو گیا  
 مصالح کا اور راستی کا کمال  
 مکمل ہوا علم تہذیبِ نفس  
 نہیں اُسکو تقلید سے اب مفر  
 ہمارا مقلد ہو کچھ شک نہیں  
 محمد کا احسان مانیں گے ہم  
 تقدّم محمد پہ اب ہو محال  
 قیاسات کو دخل اُس جانین  
 گذر اُس میں کیا اجتماعات کا  
 ہوا علم تہذیبِ نفسی تمام  
 کہ ہو علم جنکا بشر کو ضرور  
 بڑھے جائیں ہم راہ تحقیق میں  
 رہیں تا ترقی پہ علم و ہنر



کہ طبعی بہت ایسے آتا رہیں  
 یہ جیسی کوائف نشانہ و عیان  
 جو اہر کی کیفیت مستقل  
 ارادہ ہو اور اک ہو یا نظر  
 تو ظاہر ہو مابینت جسمانی  
 جو نہ شمس اسباب کا علم ہو  
 جو نہ ہزارہ جو کہ اہمات ہو  
 بن اسباب خلق کا یہ علم کم  
 جو اکثر کا عالم ہو و نہ زمانہ ہو  
 قوی باطنی خمسہ ظاہری  
 موقع ہو میں جس قدر قوتیں  
 انھیں کام میں ہم نہ لائیں اگر  
 کہ وہ اپنی فطرت کے پابند ہیں  
 کوئی جتنے مذموم و محمود ہیں  
 جہاں تک جسے علم حاصل ہوا

جو بے تجربہ محض بیکار ہیں  
 حکم کے مصادر ہیں اور راز دان  
 بتاتی ہو اعراض ہیں منتقل  
 یہ کہتے ہیں علم القوی ہو اگر  
 ہو درک حقائق کی منزل بھی طر  
 سمجھ لوں میں فطرت کے اسرار کو  
 کہ انسان خود اک طلسمات ہو  
 انھیں خرق عادات کہتے ہیں ہم  
 کہ ہر شی کی فطرت جدا گانہ ہو  
 انھیں سے ہی بنیاد ہر علم کی  
 ہیں سب ہم میں موجود وہ قدر تین  
 تو بہتر ہیں ہم سب سے پھر گاؤں خیر  
 اسی حال میں شاد و خرسند ہیں  
 یقیناً وہ سب ہم میں موجود ہیں  
 نبی و ولی اور کامل ہوا

<p> تو بیکار رہیں یہ برائے عوام  وہ طوطے کرتے رہتے ہیں ہر مصلح  قوانین قدرت کے تابع ہیں سب  چنانچہ جو اس علم میں ہو کمال  بتاتا ہی ہر چیز کا اخذ و ترک  ہیں سب تحت فطرت میں اسی باخبر  تصفیح کے قانون کا ہو سبق  اسی سے ہوئے مائل برتری  طب و علم الاصوات و علم نظام  یہ علم المناظر یہ شجہ نقول  ہمیشہ تصفیہ کے محتاج ہیں  کمالات فطرت سے ہو گی خبر  کہ اگلوں کے ہوں تجربے پیش راہ  ترقی میں نقصان ہو گا ضرور  شریعت میں ہو فرض تحصیل علم </p>	<p> نہ ہوں ان میں جو قوت انتظام  ملی ہو جنہیں قوت فیصلہ  سبب ہو کوئی یا سبب کا سبب  نہ بدلی کبھی فطرت ذوالجمال  قوائے مجربہ کا احساس و درک  ہو علم اولین تجربہ یا نظیر  یہ ابطال باطل یہ احقاق حق  ریاضی فلاحت یہ کیمسٹری  جیالوجی سائنس علم کلام  یہ علم الصنائع یہ علم الاصول  غرض علم و فن جس قدر آج ہیں  بڑے جس قدر تجربہ اور نظر  ضروری ہو یہ امر بے اشتباہ  نہ جب تک ہو کل تجربوں پر عبور  اسی واسطے بہر تکمیل علم </p>
---	---

ہوں جب تک نہ تم قابل اعتماد  
 مقولہ ہو یہ خضرت آگاہ کا  
 عقیدہ ہو جو جسکا ای پاکتات  
 مجازا دیا جائے جو اختیار  
 اگر کچھ بھی ہو نقص کامل نہیں  
 کسی کو کہیں جو کوئی پادشاہ  
 کل اسباب بھی رزم کے رزم کے  
 کل اسرار پنهان سے دیکر خبر  
 امیر و رعیت کو تائید ہو  
 جن اشیاء پہ سختی سے اختیار  
 وہ پہونچے وہاں تیز و اوسم  
 کل اسباب کو توڑ کر بھونک کر  
 جو اشیاء پہ بخشنا گیا خستہ ہوا  
 مٹی ہو جو تمیز نیک و زبون  
 حکومت کو کھودے وہ ناحق نہیں

نہیں کس طرح صاحب اجتماد  
 کہ انسان خلیفہ ہو اللہ کا  
 ہو ویسا ہی ذی اختیار و صفات  
 وہ ہوا اپنے پائے پہ کامل عیار  
 خلافت کا مقصود حاصل نہیں  
 روانہ کرے دیکے فوج و سپاہ  
 مہتار ہیں ساتھ ہی غم کے  
 حکومت بھی دے ملک پر مال پر  
 کہ ہر امر میں اسکی تائید ہو  
 نہ ممکن ہو ان نعمتوں کا شمار  
 مدد مل کرے فوج کو یک قلم  
 کیا رہے سب سے منہ موڑ کر  
 اُسے جبر مانے وہ بیہودہ کار  
 اُسے سلب سمجھے وہ تیرہ مدون  
 شکایت ہو لب پہ بجائے سپاس

لکھے پھر وہ سلطان کو بر ملا  
 نہیں بخشش شاہ میں کچھ کلام  
 یہ نہیں ذاتِ اقدس نے اے پاکِ ذات  
 خواہ اس و خردِ عزم و نفس و وجود  
 کہ ہم دل سے شکر عطا کیا کریں  
 جہاں تک ملے ہم کو اپنے صفات  
 نہیں جن صفاتِ نہاں کی تمیز  
 جو عارف ہیں وہ اس سے آگاہ ہیں  
 جسے معرفت اپنی حاصل ہوئی  
 بحثکتا پھروں کیوں میں ہر راہ میں  
 ترقی کا ہر دم رہے یہ خیال  
 یہ تکمیل کی دھن میں پیہم رہیں  
 رہے تا دمِ مرگ اسکا یقین  
 ہوں محد و کس طرح اے خوش صفات  
 جو خارج نہیں خات سے کوئی شر

میں ہوں رات دن مبتلا سے بلا  
 یہ روتا ہو اپنے کیئے کا تمام  
 مجازاً دیے ہم کو اپنے صفات  
 ترقی کی قوت میں سانِ شہود  
 فرائض کو فطرت کے پورا کریں  
 وہ سب کر دیئے ہم نے غصوبت  
 مائل سے ڈھونڈھیں اُنھیں اے عزیز  
 خواص و اثر سب من اللہ ہیں  
 یقیناً وہی ذاتِ کامل ہوئی  
 تغیر نہیں فطرۃ اللہ میں  
 کہ ہو علم فطرت میں پیدا کمال  
 نہایت کو بھی ابتدا ہی کہیں  
 کمالات کی کوئی غایت نہیں  
 صفات اُسکے ظاہر ہیں عین ذات  
 نفوس و مینا ہر میں پھر کون ہو

ترقی کا عالم ہر شانِ صفات	عدم جسکو کہتے ہیں ہر محض ذات
کسی طرح کامل نہیں وہ بشر	نہیں علمِ قدرت سے جسکو خبر
کہاں تھا ہلک کر میں ہو نچا کہاں	بنیال اپ تو اساقیِ دستان
کل اسبابِ مخفی کو پہچان لوں	وہ مودے کہ ساقی تجھے مان لوں
حضورِ تری مجکو حاصل رہے	ترا فیض ہر وقت شامل رہے
عَلَيْكَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ السَّلَامُ	وہ مودے کہ حاصل ہو تمیزِ تام

## ادب

وَفَتْحْنَا بَابَ فَضْلِ عَظِيمٍ	پلا سا قیا جامِ راحِ کریم
کہ مغرب سے نکلا نہیں آفتاب	برابر چلے دوں جامِ شراب
فَمَا دُمْتُ أَطْلُبُكَ فِي حُبِّهِ	کشش ہو جو آفتابِ فی اللہ کی
کہ ممکن نہیں روح سے کچھ حجاب	نہیں مجکو دوری سے کچھ اضطراب
فَمَا عِنْدَكَ يَا مُرَادَ الْقُلُوبِ	برابر ہیں مجکو شہود و غیوب
شدائد میں دشمن سے نرمی بڑھے	وہ مودے محبت کی گرمی بڑھے
لَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ نَارًا عَلَيْكَ	جو ہو خاک اس در کی قلبی لدا کی
جہنم ہر اک موجبِ ۲ بجو	کہ سوزِ غمِ عشق کے روبرو

پلا دے تو وہ سا غرا قتاب  
 کہانتک خیال سپید و سیاہ  
 بنا دے جو تو میرے دل کا مکان  
 آدھ کا سراج و قن فاسد و روشن  
 نہیں دھیان جسکو تری بات کا  
 پلا کر اٹھا دے حجاب خیال  
 اٹھا جام دے وہ شرابِ حکم  
 مگر ناب میں تو پلا دے وہ شر  
 بڑا معرکہ نفس و شیطان سے ہو  
 وہ خود دے جلا دے جو نخلِ ملال  
 خودی کی نہ باقی رہے بیخ و بن  
 وہ خود دے کہ بیخ و بن غم بھین  
 کہ عاشق ہر آفت سے ہو بے خلل  
 وَفِيهَا نَائِعَاتُ رَبِّ الْمُنُونِ  
 وہ خود دے خباثت سے میں پاک ہو

لِيَكُونُ مِنَ النَّارِ الْحِجَابِ  
 مگر قلب مومن ہو عرشِ ابرار کہ  
 بَقِيَ لَكَ مِثْلُهُ فِي الْجَنَّةِ  
 کہ دارِ انیس ہو یہ دنیا سے دون  
 وہ پتلا ہو تضییعِ اوقات کا  
 وَقُلْ ظَلَّكَ اللَّهُ تَحْتَ الظَّلَالِ  
 کہ گم ہو یہ افسانہِ کیفیت و کم  
 کہ ٹپکے ہر انداز سے رنگِ مر  
 یہ ہنگامہ سب عقل و سامان سے  
 نہو گلشنِ قلب تا بائمال  
 مَنْ أَلْقَى السِّلَاحَ قَوْمًا مِنْ  
 نہ پھر مور و رنج و ماتم ہو نہیں  
 لَفِي حِرَاقَةِ الْجَنَّةِ لَكُمْ يَزِيلُ  
 کہو مہم مایشتاؤن مایکد عون  
 عزیزِ دل اہلِ ادراک ہوں

نہ جس دل میں ہو خدائے زشت و خوب  
 وہ خودے بجائے جو آئنام سے  
 چھپا دے معاصی مرے موبو  
 وہ خودے کہ رحمت سے گہری چھپے  
 اِذَا أَحْسَنْتَ بِي ذَاكَ فَتَعْلَمُ مَبِينِ  
 پلاؤ کہ دوری گوارا نہیں  
 کہ لگا جو کچھ خیر تو اجمیل  
 وہ خودے کہ پتے ہی مدہوش ہوں  
 پلاؤے موزنار کے خم کے خم  
 کہ دن رات پیتا پلاتا پھرون  
 وہ خودے کہ رہ جائے عالم میں بات  
 ازل سے ترا مجھ پر احسان ہو  
 وہ خودے کہ راضی ہوں مردانِ ام  
 فَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ مُؤْمِنٍ  
 ترے جو دے ہر گداسیر ہو

هُوَ طَيْبُ الرَّيْحِ عِنْدَ الْقُلُوبِ  
 نکالے مجھے قیدِ اصنام سے  
 فَمَنْ سَتَرَ جُلُوسًا تَرَكَهُ  
 وہ خودے حجابِ معاصی بنے  
 وَرَبِّي كَفَى عَمَّنْ عَبَثًا مَّعِينِ  
 کوئی تجھ سے بڑھ کر ہمارا نہیں  
 هُوَ فِي سَبِيلِ الْكَرِيمِ الْجَلِيلِ  
 خطاؤں سے بیکر خطا پوش ہوں  
 وَقُلْ بَارِكُوا لِلَّهِ فِي ذَوَاتِهِ  
 نہ رند و نہ آنکھیں چرا تا پھرون  
 أَنَا ضَيْفُكُمْ فَالْكَرِيمُ أَيْتَاتٍ  
 مود جام پریرا ایمان ہو  
 يَقِينًا مَجْهَبُ حَسَدٍ دِيكَ  
 اَلَيْسَ لَهُ اللَّهُ فِيمُحْسِنٍ  
 مجھے بھی ترے حکم کی دیر ہو

وہ خودے ہون مرنے پہ زندہ نہ کرسکا  
 جسے درد دل کی خبر ہی نہیں  
 نماز انکی حیرت فنا انکا صوم  
 نہیں سخت گیری پسند عفو  
 وہ خودے کہ کامل ہوں اعمال خیر  
 تو پھر کیا غم سیئات امی مہی  
 وہ خودے کہ تجھ سے نہ پر دار ہے  
 نہیں کچھ غم طعنہ اہل قتال  
 وہ خودے کہ رند و نیم ہل چل پڑے  
 رہے محسن و شان طور صفات  
 پلا دے وہی ساغر ارج نوز  
 وہ خودے تو ہی تو ہو ہر بات میں  
 یہ آئینہ خانہ ہی عالم نہیں  
 وہ خودے کہ عالم میں اک شور ہو  
 ترا نور ہر شکل میں جلوہ گر

محبت پڑے تیرے زند و کھم سا تو  
 وہ کیا جانے مستونے ارکان دین  
 زکوۃ انکا مرنہ جہاد انکا لوم  
 وَمَنْ سَهَّلَ فَاَللّٰهُ سَهَّلَ لَہٗ  
 نہ ہوں کچھ بھی سرزد جزا فعال خیر  
 فَإِنَّ لِحَسَنَاتٍ يُدْهِبُنَهَا  
 زمانہ جو چاہے وہ بکتا رہے  
 إِذَا شِئْتَ خَيْرًا عَلَى صَحْبٍ جَالٍ  
 تحیر سے عالم میں کھل بل پڑے  
 فَانْظُرْ إِلَىٰ هٰذِهِ الْبَيِّنَاتِ  
 کہ تلچٹ ہو جسکی شراب طور  
 درخشان ہو خورشید ذرات میں  
 سَرَّيْكَ وَمَرَّأِيَّ اِيَّانِ الْبَيِّنَاتِ  
 ترے مست کا ہر طرف زور ہو  
 إِذَا مَرَّ فَعَسَىٰ اَلْحَبِيبُ اَلَيْكِنَ الْمَفْكَرُ



بلاؤ کہانتک یہ پاس ادب  
 نہ دیکھیں جو ہم تو چار اقصو  
 ارادہ ترا دہر کا منتظم  
 ترا برج کیا میرے عصیان سے  
 بلاؤ بڑے ظرافت بھی اوجہ  
 نہیں جو پرستی سے دین میں خلل  
 وہ خود سے بلا دون زمانے کو میں  
 اپنے کہانتان جو ہے مجھ جام  
 اثر گوں کا ہومیری گفتار میں  
 خدا اسکا طالب ہر بے اشتباہ  
 یہ کیا لطف ہو دوست و دشمن کے  
 نہیں جو طلبگار ویدر حجاب  
 وہ خود سے کہ مجھ سے ترا دل ملے  
 نہ ہو کچھ بھی اسکی رضا کے خلاف  
 جو الفت ہو دل سے کسی ماہ کی

تری خود نمائی کا جلوہ ہر سب  
 وَإِنَّكَ لَنُورٌ وَاللَّهُ نَشْأُ  
 وَقَالَ كَرِّمْ مَقَامِي وَلُطْفُكَ آدَمُ  
 نہ منہ موڑ تو اپنے احسان سے  
 كَفَى الشُّكْرُ يُغْلِي دِمَاعُ الشَّفِيفِ  
 ہو مشروط نیت جزا سے عمل  
 بنادون فلک بادہ خانے کو میں  
 سب سے بنین رشک ماہ تمام  
 میں ڈوب رہوں رنگ دیدار میں  
 هُوَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ الْوَالِدِ  
 کہ معبود ہو عبد کے ظن کے ساتھ  
 فَلَنْ يَجْتَدُ وَلَهُمْ إِذَا دَانِمَا  
 وہ مجھ سے تمیز کا مل ملے  
 عَلَيَّ هُوَ أَخَوْفُ مَا أَخَافُ  
 محبت ہو آئینہ فی اللہ کی

اوامر ہیں بہر حصولِ جمال  
ہو جو حکمِ خالق کا پابند تر  
نہو گا وہ راہِ طلب میں سقیم  
وہ مردے جو نورِ صراطِ حمید  
نہ کیوں قابلِ رد ہو وہ اگر وجہ  
وہ مردے سکھا دے جو حسنِ ادب  
محارم ہیں عینِ حقوقِ خدا  
تمیز و ادبِ عشقِ صادق میں ہر  
کے ماعرفنا جو تو ای عفو  
وہ مردے کہ رندی کا معیار ہوں  
جو کرتے ہیں مرشد پرستی عوام  
جو سنت میں فانی ہو صوفی فقیہ  
بلاؤ کہ گزری ہو حد سے طلب  
ہو یہ خاص اکرام و لطفِ اکہ  
وہ مردے جو ہوا محیِ خبط و غول

وَلَا النَّوَاهِي لِيَرْفَعِ الْجَبَالَ  
ہو محبوب تر مجھ کو وہ سیمبر  
مَنْ اسْتَمْسَكَ بِالْكِتَابِ لَنُغْفِرَ  
وہ مردے جو فروغِ کلام مجید  
مَنْ أَحَدَكَ لَنَفِي الْأَمْرِ مَا لَيْسَ فِيهِ  
سما جائے رگ رگ میں فرمانِ رب  
وَأِنْ هُمْ يُرِيدُونَ أَتَلَكَ فَهَا  
بڑا فرق مخلوق و خالق میں ہر  
فَمَنْ يُدْرِى الْحَقَّ إِذْ سَأَلَ  
تراست ہو کر میں ہشیار ہوں  
فَأَنْتَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ كِرَامِ  
ہو مرشدِ کامل و انت فیہ  
نہ چھوٹے کہیں یہ مقامِ ادب  
يُفْقَهُهُ فِي الدِّينِ مَنْ قَدْ هَكَاهُ  
نہو ترک تیرا کوئی فعل و قول

بنائے دغا رہتی ہو کا عدم  
 نہ قائم ہوں جب ہم ترے حکم پر  
 دیے جا رہا ہوں وہی جسام مل  
 ہو ناجی مگر عقی من آئینہ  
 کہ مومن کو جائز نہیں بد خیال  
 ہوئی تجھ سے ظاہر رہنا ہے خدا  
 ترے طالبِ حسن اہلِ عقول  
 وہ مجھ سے بنا دے جو مست است  
 جو بنے ہیں مومن یہ اہلِ نفاق  
 محبت کی ہو رستی پر بنا  
 جو تقویٰ کا مایل ہو بسرِ نمود  
 وہ مجھ سے جو خاصانِ حق کی غذا  
 مگر تیرے دل کی سمائی ملے  
 نہ کیوں واجب القدر ہو تیری ذات  
 وہ مجھ سے معارف سے آگاہ ہوں

فَمَنْ لَمْ يَدْعُ قَوْلَ دُورِ ظَلَمٍ  
 فَأَنَّى لَنَا خَيْرٌ مِّنْ إِحْدِ السَّفَرِ  
 کہ اغراضِ نفسیہ میں جائیں کل  
 وَمَنْ حَفَرَ بَيْرًا لِّكَلْبِهِ لَفِيهِ  
 ہیں پر تین دن منتہائے مال  
 فَمَنْ كَذَّبَ إِنَّهُ قَدْ غَوَى  
 هُوَ صَالٍ مِّنْ أَصْنَاعِ الرَّسُولِ  
 نہ رہ جائے دل میں غم نیست و ہست  
 لَيُظُنُّونَ بِاللَّهِ ظَنًّا الْفِرَاقِ  
 فَمَنْ غَشَّائِ لَيْسَ مِنْ صَحْبِنَا  
 فَلَنْ يَكُونَ تَطِيعَةً مَّعَكَ الْخُلُوعِ  
 وہ مجھ مریضانِ غم کی دوا  
 تَنكِ ظَرْفِيُونَ سَ رَهَائِي مَلِ  
 لَعَلَّمْتَنَا خَيْرَ حِكْمٍ الصِّفَاتِ  
 نَظَارَهُ كُنْ فِي مَعَالِ اللَّهِ هُونَ

<p>اَمَّا ذٰلِكَ الْبَرَّ اَيَا اِيْمَانٍ كَثِيْرٍ  سراج السُّبُلِ هِيْنَ اَوْ اَمْرٍ تَرَى  يُفَرِّدُوْنَ وَنُهَا وَهُمْ كَارِهُوْنَ  وہ محمد سے جو حق میں دکھائے مجھے  عَصَى اللّٰهَ يَا سَيِّدِيْ مَنْ عَصَاكَ  اُسی کی محبت محبت تری</p>	<p>تراسب پہ احسان ہونا گزیر  نہ پیرو ہوں کیونکر اکابر ترے  مگر جان نثاران دنیا کے دون  وہ محمد سے جو حق سے ملا دے مجھے  بجائے خدا ہو تو سر و وحیٰ فِداک  خدا کی اطاعت اطاعت تری</p>
<p>وہ محمد سے کہ تیرا ہوں تا ابد  محمد محمد کہوں تا ابد</p>	
الہین	
<p>تمسین</p>	
<p>کہ لازم ہو مستون کی تجکو مدد  کسی شو کی مجکو تمستا نہو  تمتا اگر ہو تو کافر ہوں میں  وہ حکم خدا ہو تمستا نہیں  اُسے خاک کھینچیں گے اپنی طرف</p>	<p>کہاں ہو تو ای ساقی پر خرد  وہ محمد سے کہ کچھ تجھ سے پروا نہو  یہ اپنی طبیعت پہ قادر ہوں میں  جہاں نفس کی اپنے پروا نہیں  ہمیں جب کھینچے ہوں کسی کی طرف</p>

جو راہِ قناعت کا سالک نہیں  
 جس انسان کو قابو نہیں نفس پر  
 جو حاکم نہیں اپنے جذبات کا  
 یہ داخل ہو فطرت کے اسرار میں  
 رخِ یار ہو جلوہ گر بے حجاب  
 گلہ ہو عبث حق سے اغماض کا  
 غرض ہی ہو متاعِ خیر و کمال  
 وہ خود دے ملے بیمار دی مجھے  
 محبت میں گو سر بسر درد ہوں  
 مقولہ ہو یہ ایک ذی حال کا  
 نہ دشمن ہیں بدگو نہ اہل حسد  
 وہ خود دے کہ جو جان ہشیار و غمراہ  
 نہ چھوڑو لنگاہیں طرزِ مستی کبھی  
 ہو گو لاکھ پیری سے حالتِ خراب  
 چلاؤ کوئی دم خواہیج ہو

وہ متروک دنیا ہو تارکِ نہیں  
 تمنا کا محکوم ہو وہ بشر  
 اُسے لطف ہی کیا کسی بات کا  
 کشش ہو رُکاوٹ میں انکار میں  
 امید و تمنا ردا و نفیاب  
 فرائض میں کیا دخل اغراض کا  
 امید و ن کو لشد دل سے نکال  
 نہ ہو جسِ آلام و شادی مجھے  
 بواک حال پر ہوں میں تو مرد ہوں  
 کہ دشمن بھی مصلح ہو اعمال کا  
 اگر ہیں تو دشمن ہیں اخلاقِ بد  
 گزر جائے پیتے پلاتے یہ عمر  
 نہ بھائیگا اندازِ پستی کبھی  
 رہیگا طبیعت کا یونہیں شباب  
 حیاتِ ابد کیا اگر رنج ہو

وہ خودے فلک جی ہی جی میں کٹے  
 گلابی کہان صبح کے جام میں  
 مہ و خرمین گردش کہان جام کی  
 ہی زہرہ مگر غم نہ کہان  
 کچھ اس دور سے کام چلتا نہیں  
 سلوکِ فلک تیج در تیج ہو  
 نہیں بانگِ طبل و دہل شور عشق  
 جو مٹ جائے دل سے وہ حسرت نہیں  
 بھڑکتی رہے آتش شوق دید  
 ترا سوزِ غم ہی تو کچھ غم نہیں  
 نہ کیوں نور ہو قلبِ ناکام میں  
 شریعت ہوئی ختم باقی ہی وحی  
 سمجھتے ہیں اہلِ خبر بالیقین  
 دیے جا وہی بادہ ای خوش یقین  
 نہ ہو جو رو کیا ہی تدر و فا

غنیمت ہی جو دم خوشی میں کٹے  
 کہانِ راحِ گلگونِ خمِ شام میں  
 شرابِ شفق ہو تو کس کام کی  
 ہم کہکشان میں بطورِ کہان  
 خمِ چرخِ گردان اُبلتا نہیں  
 نہ جس سے کچھ فیض وہ ہیج ہو  
 گھٹے گانہ مرنے سے بھی زورِ عشق  
 جو کم ہو سکے وہ محبت نہیں  
 تَقُولُ الْجَمُّ مَغْنَمٌ مِّنْ مَّوَدِّ  
 مرا قلب دوزخ سے خود کم نہیں  
 ترا عکسِ رخ ہو مرے جام میں  
 ہیں عشاقِ مرست ساقی ہی وحی  
 کہ لا وحی بَعْدَ حَیْ کَیْ جَانِہِ  
 عَلٰی اَنْ یَّکُوْنُوْا مِّنَ الْمُتَدَبِّرِیْنَ  
 الْأَشْیَاءُ تُعْرِفُ بِأَضْدَادِهَا

<p>دکھا منو ہٹا دے نقابِ جمال          دیے جاویں ساغرِ ارجِ ناز          جو وقتِ مین وحدت کی تنوین ہے          نہ اَلْحُبُّ فِی اللہ مین ہو تصور          یہ بیخود بنا دے اُسی جاہ مین</p>	<p>لَرَبِّیَّ جَمِیلُ یُحِبُّ الْجَمَالَ          کھلے لی مع اللہ وقت کا راز          وصالِ دوامی کی تحسین ہے          وَهَذَا أَهْوَمُ مِنَ الْهَوَا کُلِّهَا          نہو شرکِ حُبِّ مع اللہ مین</p>
--	--

ایقان

<p>پلا سا قیادہ کو بے مثال          یہاں تک مجھے جوشِ مستانہ ہو          پرکھتا ہو رندوں مین تو کیا مجھے          جلا جائے یونہی ترا دورِ جام          پلائی بڑھا دیدِ حق کی طلب          عوام اور معقولی و باکمال          اٹھا جامِ بان سب سے اکل ہی تو          پلائی بڑھا جذبہ عینِ ذات          کچھ ایسا مجھے محو مقصود کر</p>	<p>کہ زردون پہ ہو رحمتِ ذوالجلال          کہ ساری خدائی ہو میخانہ ہو          ابھی تو مجھے دیکھنا ہو تجھے          کہ دل بستگی کا نہیں یہ مقام          کہ معقول و موہوم ہر خلق سب          نظر آئیں سب مستِ جامِ وصال          کہ اس بزم مین فردِ اول ہی تو          کہ ہوں تابعِ عشقِ جملہ صفات          نہ ہو غیر مشہود کی کچھ خبر</p>
---	---

یہ اسلام ایمان سے معمور ہو  
 تشخص ہی جو ہر بد و خوب میں  
 پلائی دکھا دے وہ عین شہود  
 حوادث میں بھی رکھ مجھے مستقیم  
 نہ وہ جز کہ کل کا تقاضا رہے  
 یہ ہر فرد موجود کا اختلاف  
 کہ مطلق تشخص میں ہر ذات کے  
 پلائی عطا کر فنا میں بقا  
 حقیقت کی غایت ہو ہر میری بات  
 وہ تجرید کی شان ہو جلوہ گر  
 دکھا دے وہی ہستی مطلق  
 پلائی مشاققہ فرع و اصل  
 نہ کیوں کل پہ ہر ذات مطلق محیط  
 وہی علم و عالم ہی معلوم ہی  
 نہ کیوں اعتباری ہوں یہ مکانات

کہ علم یقین عالم نور ہو  
 فنا ہو یہ سب ذات محبوب میں  
 کہ واجب ہو بالذات جب کا وجود  
 کہ موجود مطلق ہی ذات قدیم  
 نہ وہ گل کہ محتاج اجزا رہے  
 بہر حال محض اختراعی ہر صاف  
 تغیر نہیں استیالات سے  
 کہ آخر محبت کا حاصل ہو کیا  
 فنا ہوں میں باقی رہے تیری ذات  
 نقیضین کا ہو نہ جس میں گذر  
 جواہر بھی اعراض ہوں جس جگہ  
 نظر آئیں تا متحد جنس و فصل  
 کہ خارج میں ہی ہر مر کب بسیط  
 یہ سب وہم و تعبیر و مفہوم ہی  
 کہ علم حقیقی بھی ہو عین ذات



وہ محو دے کہ یہ شرک موقوف ہو  
 میں رویت طلب جز مقید نہ ہوں  
 بے تجد کے پڑتے رہیں گو حجاب  
 یہ اطلاق و تفسیر کا انتظام  
 تعین کی ساری کرامات ہی  
 نہ تھی عین حق گر یہ شانِ شہود  
 کہاں تک یہ جھگڑے پلائے و حاکم  
 من اللہ دل میں یہی جوش ہو  
 کہ لوگوں کو رستے پہ لاتا رہوں  
 جو کوئی کہے یہ موقد ہوں میں  
 تو ہرگز نہ مانیں گے ہم اسکی بات  
 اے اسکی تمییز کیونکر ہوئی  
 جو فانی ہو وہ خود فراموش ہو  
 نہ جب تک خدا ڈالتا تھا حجاب  
 کوئی دم جو کرتے تھے دربار وہ

کہ ہر اک صفت عین موصوف ہو  
 کہ پھر لن ترائی کا مورد نہ ہوں  
 حقیقت میں ممکن نہیں انقلاب  
 یہ تشبیہ و تنزیہ کی بحث خام  
 اگر یہ نہ ذات ہی ذات ہی  
 تو خارج میں آیا کہاں سے وجود  
 فنا سے اتم ہو بقا سے تمام  
 مگر ساتھ ہی اسکے یہ ہوش ہو  
 خواص عمل بھی بتاتا رہوں  
 نہیں ایک کا بھی مقلد ہوں میں  
 کہ باقی ہر اب تک تمیز صفات  
 کہ میں ہوں موقد کہ میں ہوں ولی  
 جو بولا تو بیشک اُسے ہوش ہی  
 محمد نہ کرتے تھے ہرگز خطاب  
 تو پھر تو بہ کرتے تھے سو بار وہ

وہ گواختیاری تھا اُنکا مقام  
 ہو عین شہودات پر جو نظر  
 ہو تعمیل دل سے جو فرمان ہو  
 اگر جذبہ شوق ہو اس قدر  
 تو بیشک وہ ہر طرح سے ہر معان  
 موحد اگر صاحب ہوش ہو  
 اگر سنگھیا کو بھی جانے وہی  
 رہے معتبر طرز حسنِ عمل  
 کہ جب تک نہ تمیز گم ہو تمام  
 نہیں کفر و حدت تیقن کے ساتھ  
 ہوا اس لیے یہ عرب میں ظہور  
 سکھائے وہ آداب کسبِ معاش  
 ہوں اس شان سے دہر چکران  
 بتائی وہ ترکیب حسنِ عمل  
 یہ کامل ہوں ہر سیرتِ خوب میں

تعیّن تھا لازم براے کلام  
 ہو کیا عقلِ جزئی کو اسکی خبر  
 کہ ایمان بالغیب ایقان ہو  
 کسی کی نہ باقی رہے کچھ خبر  
 ملامت سے تمت سے بھی پاک صاف  
 تو لازم ہو اُسکو صفا گوش ہو  
 تو اُسکے اثر کو بھی مانے وہی  
 شریعت میں آنے نہ پائے خلل  
 بجائیں خواصِ عمل لا کلام  
 مگر شرک ہو وہ تعین کے ساتھ  
 ہمیں جامعِ کل بنائیں حضور  
 کہ مردانگی سے کریں ہم تلاش  
 کہ کسر اوقیسر کا کھو دین نشان  
 کہ بنائیں ہم مُصلحینِ ملل  
 تھے جیسے نبی آلِ یعقوب میں

<p>روشنی حقیقت کی وہ جلوہ گاہ محمد سے بڑھ کر عروج نہ نام روپان تجھے جہان کوئی صورت تھی انھوں نے تنزل گوارا کیسا بندگی کی طرف سے بنے وہ کلیم تیرے کج حریفین جسکے یہ آب و تاب برائے یقین و علوم و قیاس کچھ اور صورت نہ تھی تھی اک انداز بھی کرامات کی نہایت کے نزدیک وہ جو کوئی بات نہایت کے نزدیک وہ جو کوئی بات تو باقی مرا غیب دل کھلا جو اللہ بنے ہیں مکار بین</p>	<p>کہ عین یزد اللہ جس پر گواہ کسی کو نہ حاصل ہوا الا کلام ہماری اُنھیں کچھ ضرورت نہ تھی لحاظ مراتب ہمارا کیا سنائی ہمیں وہ کتاب کریم کرے اُس سے کسب ضیاء آفتاب براہِ رسچہ لین منازل شناس اب اس سے زیادہ ضرورت نہ تھی علی قدر عقل بشریات کی تو ممکن نہیں اُس بشر کی نجات شریت کا دم مرتے دم تک بھرے گلابی محو عشق احمد پلا ہیں تو محمد ہی درکار ہیں</p>
--	--

مقام

<p>ہر سیر فیادہ شرابِ حیات</p>	<p>ہو جی ہر قارئو باذوائت</p>
--------------------------------	-------------------------------

یہ گوہر ترا ذرۃ التاج ہو  
 کہ یہ بھی ہوا اک انعکاس جلال  
 جو کر دے منترہ خیالات سے  
 دکھا دے مجھے ہستی مطلقہ  
 کہ عالم میں ہو لطف تمیز کا  
 یہ کوئین ہوں ایک نقطہ جہان  
 ہزاروں برس ہوں کلج البصر  
 ہوں نقطے میں سارے حقائق عیان  
 ہر لمحے میں اکھوں برس کا نظام  
 قریب و بعید ایک ہی بات ہو  
 یہ ہاضی مستقبل و حال بھی  
 بنا دے جو اس دور میں آفتاب  
 دین ہر غم کا عین مطالب ہوں  
 بیرون بندہ ہوں یہ شان ملی بہ  
 خطا میں نے کی گنگا رہن

مرا نور دل بحسب موانع ہر  
 نہ کر خود ستائی کا تو کچھ خیال  
 ملے ابلی وہ مخم ذات سے  
 وہ روح مجسّم عن المادہ  
 نہ بھولوں اثر پر کسی چیز کا  
 اگر منقبض ہوں تو ہو پھول وہاں  
 جو ہوا اس نہ کی کمی پر نظر  
 جو وسعت کا طالب ہو شوق نہان  
 جو طول زمانہ کا ہو کوئی کام  
 جو منظور قطع مسافات ہو  
 نظر آئین کیساں مہ و سال بھی  
 مگر تو وسیعے برا مجھے وہ شراب  
 دل و جان سے تم کو محبوب ہوں  
 تو گوئی رعدت کا ساقی ہے  
 نکلوں تاج کو لاکھ سیار ہوں

معارف میں یہ پایہ ارجسند	ہو نخل نبوت کی شاخ بلند
وہی مرتبہ علم کا راز کا	تفادت کرامات و اعجاز کا
محمد کہ عین حقیقت ہوے	چراغ شہستان وحدت ہوے
جہان میں وہ شمع حریم وصال	آسی جا پہنچتے ہیں اہل کمال
مگر نشان میں فرق معلوم ہو	وہ حاکم ہیں یہ فرقہ محکوم ہو
نخل ہو نہ ہو انکے آئین میں	نہ دنیا میں ذلت نہ دین میں
اصول تمدن مناسب رہیں	خدا کی طرف بھی مخاطب رہیں
مگر تو دیئے جاوہ جام شراب	کہ خود نشہ موٹھا دے حجاب
دلیل حقیقت مری راہ ہو	طریق وصول الے اللہ ہو
دکھارے وہ نورِ طورِ صفات	تجلی اعظم ہو تمیزِ ذات
ہر اک سورجِ موحش بر آب ہو	کہ عین الیقین عالم خواب ہو
بھٹاکر وہ معراج عین الفتوح	جہان جسم کا حکم رکھتی ہو روح
زبان پر مگر مائعِ فنا کئے ہو	کہ ہم کیا ہیں اسکا تو ادراک ہو
بلاوہ محو عشق وحدت نما	کہ جامع ہوں اطلاق و تنقید کا
دکھاتا ہے یہ انتظام و نظام	ہو اللہ تمیز ذاتی کا نام

محبت کا پیدا ہوا جب اثر  
تو اب اس سے باہر نہیں کوئی شر  
نہ مسئلہ ہو آبِ جیوان نہ خمر  
کہ موقوف ہو مانگنے پر عطا  
بناؤں پہ جو لوگ شا کر ہے  
یہ توفیق بھی ہو اسی سمت سے  
کہ القائے رحمانی و نشیرو روح  
افاضہ پہ آئے جو وہ ذاتِ پاک  
مظاہر یہ اجناس و اصدا کے  
مجاڑا ہو یہ فصل یہ اتصال  
محرم جو اسکا ارادہ نہ ہو  
ہو انسان میں جب تک خودی کا اثر  
پلا وہ دوائے دل ایذ و فنون  
اٹھیں ہاتھ بھی گود عا کے لیے  
خبر بے طلب کب وہ لیتا نہیں

مشیت ہوئی ذات میں جلوہ گر  
جو ہونا ہو وہ علم عالم میں ہو  
اَنَا اسْتَلِمَ امْتِنَا لَا كَلَامُكَ  
نہیں متی بے آہ و زاری دوا  
دعا کی تو پھر کیوں نہ سدرے سے  
یہ تصدیق بھی ہو اسی سمت سے  
ہو سالک کے حق میں پیام فتوح  
نہ کیوں مرکز نور ہو مشیتِ خاک  
موافق ہیں فشاے ایجاد کے  
عَنِ الْحَقِّ لَكَيْسَ لَنَا الْوُفُصَال  
کسی میں یہ سلب و افاضہ نہو  
لطائف اسے کیونکر آئیں نظر  
کہ اغراضِ نفسیہ سے پاک ہوں  
ہو جو بات وہ ہو خدا کے لیے  
جو مانگیں تو کیا شریہ و تیا نہیں

فقیروں کے سایے والی ونی  
 یہ بندے ہیں وہ مالکِ تخت و تاج  
 مشیت کو مرنے ہویدا کیا  
 بھان کچھ تعین کا خطرہ نہیں  
 پناہ دے وہی ماحی کیف و کم  
 ترا حکم بالغیب گومان لون  
 کہ تک یہ درپردہ حسنِ کلام  
 دیکھ جلوہ کب تک یہ مخدّر نقاب  
 وہ مودے تکلف نہ باقی رہے  
 کہوں کیا زمانے کا رد و بدل  
 مگر مان و مان بھی محسوس ہو تو  
 کہ جب تک نہ یہ جلوہ منظور تھا  
 اٹھا پھر وہ جامِ شرابِ کمن  
 خدا نے جو عالم ہویدا کیا  
 ابو آدم اس جسمِ ظاہر کا نام

غنی ہوا کلافتِ قاسم  
 اسی کی طرف سے ہو ہر احتیاج  
 جو چاہا وہ قدرت سے پیدا کیا  
 دو عالم وہاں ایک قطرہ نہیں  
 بُدِّ المعارف مُدِّ اللہم  
 تجھے تو مگر جان پہچان لون  
 بنادے مجھے مرجعِ خاص و عام  
 کہ عالم ہو خود اسکا عین الحجاب  
 لگا ہوں میں ساقی ہی ساقی رہے  
 ازل ہر ابد ہو ابد ہر ازل  
 کوئی وقت ہو پر مؤید ہو تو  
 وہ خود اپنی ہستی میں مستور تھا  
 وَأُخْرِجَ إِلَى كِتَابٍ سَاقِيًا  
 ہمیں اپنی صورت پہ پیدا کیا  
 ہوئی شکلِ حق شکلِ باطنِ تاسم

ہر اجمال کو حق نے تفصیل وار  
 حقائق کا جامع ہوا جو بشر  
 یہ کامل وہ ناقص وہ شعلہ یہ نور  
 عجب جلوہ شانِ معبود ہو  
 چھکا دے نہ جوش میں تا کمی  
 برابر میں بیتا پلاتا رہوں  
 تماشا تھا اپنا جو مگر نظر  
 فَلَا يَنْتَسِبُ إِلَيْنَا الْوُجُودُ  
 یہ تخصیص جز جوشِ مستی نہیں  
 اُسی کی نمائش اُسی کا ظہور  
 اَدِّ حُرَّكَاسَ عَشِقٍ كَمَا هِيَ لَدَيْكَ  
 کہ پیشِ نظر عالم ذات ہو  
 نہ چھوٹے مگر یہ رہِ ہندگی  
 هُوَ الْقَادِرُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ لَدَيْهِ  
 حقیقت میں اک شکلِ ہی ہیں ہم

کیا ظاہرِ باطن آشکار  
 نہ گلی کی جڑی کو پہونچی خبر  
 کہاں تک نہ ہو معرفت میں قصور  
 کہ آدم ملائک کا مسجود ہو  
 لَا يَجِدُ اسْمَهُ مَا أَوْثَقَ بِهِ  
 تری خیر ہر دم مناتا ہوں  
 ہوا نقشِ کن ذات میں جلوہ گر  
 مَعَ كُنْ بِهِ الظَّاهِرُ لِلشُّهُودِ  
 یہ ہستی مری کوئی ہستی نہیں  
 نہ دیکھیں تو آنکھوں کا اپنی قصور  
 وَمَا هُوَ فَالْقَاءُ سَرَّيْ عَلَيْكَ  
 ہر اک بات میری تری بات ہو  
 کہ زبیا ہی ہم کو سراغ بندگی  
 فَلَا بُدَّ مِنْ لَفِيقَائِ الْيَكُونِ  
 کہ عالم ہو مرآۃ مرئی ہیں ہم



مشیت کا ہر عکس شانِ شہود	مجازاً ہر ہرک صفت کی نمود
ان اسما کی رو سے میانِ ظہور	یہ انسان ہو کون جامع ضرور
نظر آئی جو بات جزا افتقار	ملی اُس سے اک شانِ پروردگار
حقائق کو اپنے پر رکھتے رہے	خصائص کا ہم نام رکھتے رہے
ہر اک شان سے یوں ہوئی آگاہی	وَلَمَّا عَلِمْنَا وَصَفْنَا بِهٖ
سوا ان کے ہمیں اور کتنے صفات	اُنہیں جانتی ہو فقط اُسکی ذات
ہمیں جتنی تعلیم منظور تھی	کتابِ ازل میں وہ مسطور تھی
نہ ہو غیبِ حکمِ خدا تا شمار	فَجَوَّدَتْ نَفْسِي لِلْفَاعِلِ الْمُضَارِ
کہا خوب اُس نے جسے خوب ہو	جو عامل ہو اُسکا وہ محبوب ہو
وہ محو سے محارم سے بچتا ہو	خداوند کے آگے سچا رہوں
نہ رکھ فکرِ ذاتی سے مجھ کو سقیم	فَأَنْظُرُ إِلَى مَا أَبْدَعَهُ الْقَدِيمُ
ہمیں ہی خیالات سے شانِ ذات	مناسب ہو بندوں کو فکرِ صفات
رہوں بادہ کش میں تو ساقی ہے	ادب اور تہییز باقی رہے
وہ مجھ کا سر جوش ہو فتح و نصیر	وہ محو عالمِ امر کا جس پہ حصر
وہ محو جو کلیدِ درِ استیاز	وہ محو جو محبوبِ اربابِ راز

وہ مردے جو ہر محسن کا نور ہو	وہ مردے جو خود تیری منظور ہو
وہ جس کا حق الیقین ہو خار	وہ جس کی معرفت جس کا ادلی شعار
وہ جس کو پیٹے ہیں وہ ذوفنون	وہ جس کو کھاتے ہیں وہ ذوالکون
وہ جس کو خفا سے لگالی گئی	وہ جس کو کھاتے ہیں وہ ذوالکون
وہ جس کا ہر قطرہ عین الحکم	وہ جس کی مستی وجود اتم
وہ جس کو حق جس کا پہلا سرور	وہ جس کا نشہ تجا کے نور
شَرَّابِ کَلْبِ یَعْلَمُ الْفَارُ لَدَیْکَ	ہو یہ جو کچھ لاکھوں کلمہ الیک
وہ جس کو یا سے لگائے مجھے	وہ جس کو دی ہیں سنبھالے مجھے
وہ جس میں ہو رنگ اسرار کا	وہ جس کو جو غارہ رخ یار کا
وہ جس کو کہ جو عین ہر خاصہ	وہ جس کو کہ جو عین ہر خاصہ
وہ جس کو ظلمت سے بخشے ظالم	وہ جس کو ظلمت سے بخشے ظالم
وہ جس کا خم ذات رب امین	وہ جس کا خم ذات رب امین
وہ جس کی صافی فضا ہے جلال	وہ جس کی صافی فضا ہے جلال
میں کس سے کہوں کیون کرم ہو نہیں	میں کس سے کہوں کیون کرم ہو نہیں
نہ جیتک میسر ہو یہ انکشاف	نہ جیتک میسر ہو یہ انکشاف

تو ساقی وہ عالم دکھائے مجھے  
 اٹھا جامِ کر و رول سے غبار  
 ہٹا ابرِ جمال کو رشکِ بدر  
 یہاں بوسے موحیانِ اخلاص ہو  
 حقیقتِ مین بہن جو فنا فی اللہ  
 جسے جس قدر چاہے وہ مین  
 تصور میں ایسی ہو شانِ جنور  
 وہ مودے جو ظلمت کو کھوتی رہے  
 وہ پیرِ مغانِ قادری بانوی  
 فنا تھا مرا شاہ اُس ذات میں  
 وہ اُمی تھے لیکن خبرِ جب ملی  
 شک و ریب سے پاک تھا وہ کلام  
 مرید اُنکا سارا فرنگی محل  
 پلاؤ کہ ساقی زروے یقین  
 یہ پیشین گوئی تھی اُس شاہ کی

خدا نے کیے اب چھکا دستے مجھے  
 کہ دیکھوں تری شانِ تفصیل  
 مفصل ہو لکھو تاسیرِ سرق  
 محمد کا یہ مرتبہ خاص ہے  
 ملی اُنکو یہ شانِ حُسنِ قبول  
 لکرتی عینی عنِ اَکامِ کبر  
 رگ و پین ہو بس محمد کا نو  
 تصور کی تصدیق ہوتی رہے  
 شہِ عبد الرزاق و آلِ نبی  
 نمایان تھا اعجازِ ہر بات میں  
 زبانِ عرب میں تھا حکمِ جلی  
 ہوئے مقتد جس کے ملا لفظاً  
 خلیفہ ہر اک عالم بے بدل  
 مین اُس شاہ کا ہوں عقیدت گزیر  
 عیان جس پر قدرت تھی اللہ کا

چھٹے سلسلے میں ہر اک آفتاب  
خدا کی طرف سے ہو جب انکشاف  
دیے جا یونہی وہ مژبے خمار  
لگا ہوں میں پھرتی ہو گوشانِ ہمو  
وہ مردے رہے حد کے اندر قدم  
ہو نور علی نور کا گو ظہور  
خدا سے ہر تمیز کی التجا  
نہ چھوٹے کبھی یہ رہ مستقیم  
یہی مسئلہ اختیاری رہے  
کھلا اولیٰ رضا نبیا پر جو حال  
ملا جس قدر کشف باطن اُنھیں  
جہان تک دکھاتا ہو نور یقین  
بری ہر تعین سے ہو وہ جلیل  
پلامد دکھا دے وہ شانِ مبین  
کہاں تک یہ حیرت کا ہر دم و فور

نہ ہو گا من اللہ وہ فیضیاب  
نہ کیوں رازِ مخفی نظر آئے صاف  
کہ تمیز وستی ہو کامل عیار  
فَلَا تُدْرِكُ اللَّهُ اَدْرَاكَ  
کَمَا حَدَّثَ كُلِي اِمَامٌ اَلَامُ  
رہے حافظ العمد بندہ ضرور  
وَ اَرْجُو اَنَا اَنْ اَجَابَ النِّدَاءَ  
کہ حادث کا مذکر نہ ہو گا قدیم  
محمد کا فرمان جاری رہے  
یہ اُنکی حقیقت کا تھا سب مال  
خدا سے کیا اتنا مومن اُنھیں  
وہ غائت ہو اپنی خدا کی بین  
وہاں کام کیا آئے علم قلیل  
لَجَعَلَكُمْ اَللَّهُ مُسْتَحْفِیْنَ  
کہ انسانِ کامل میں ہو گلِ ظہور

خبر کیا کسی کو ہو اس حال کی	یہ تفصیل ہو سارے اجمال کی
وجود اسکا ہو ظنِ شانِ جلیل	هُوَ حَسْبُنَا اللَّهُ نِعْمَ الْوَكِيلُ
وہ خود دے کہ جز حق میں قائل نہوں	أَصْلًا كَثِيرًا مِّنْ شَائِلِ نَهْون
بری قید سے کب ہو ایہ مقام	کہ اطلاق ہو عالمِ ہو کا نام
لگا ہوں میں جہنِ شانِ حیرت بیان	یہ ادراک و تمیز و غفلت کہاں
نہ ہر شے مطلق کی اس جا تمیز	نہ ہو مطلق الشَّیْءِ بیان کوئی چیز
بیان ابتدا و نہایت نہیں	کمالاتِ روحی کی غایت نہیں
دکھاتے ہیں علم و عمل بے گمان	علوئے مراتب علوئے مکان
ہو کافی پر اسکی معیت ہمیں	یہ سر ہو یہ جا معیت ہمیں
نہ جب تک ہو لطفِ خدا و تکریم	علوئے مراتب ہو نقصان پذیر
علوئے مکان کا ہوا جو مکین	وہ امین ہو منصب سے گرتا نہیں
کہ جامع ہو ہر دو علو کی وہ ذات	محلِ ظهور اسکا ظلِ صفات
چمکا اب تو ساقی میں بے چین ہوں	کہ مستغرقِ عین ہر عین ہوں
مرے دل کی وسعت من اللہ ہی	ازل سے پسندیدہ شاہ ہو
ہو جس گھر میں خود جلوہ حق مکین	اکثر و زون ہوں عالم تو کچھ بھی نہیں

تو ساقی اُسی مے سے بھر دے مجھے  
 غلو کیوں نہ مستوں کی ہو جاہ میں  
 وہ مے دے کہ حاصل ہو تخلیق و ہم  
 ہو منظور جو ذہن میں روبرو  
 ہو کامل جو حاکم خیالات کا  
 کوئی شکل ذہنی جو پیدا کرے  
 نظر آئے خارج میں جو ہو ہو  
 بنے کیوں نہ عالم کا فرمانروا  
 من اللہ جو کچھ کرے وہ ہر کم  
 جو ناقص ہو ناقص ہو اُس کا علو  
 کہ مقدور خلقت پہ قادر نہیں  
 ہر اک طرح کامل کو گو ہوش ہو  
 کہ عارف بھی ہوتے ہیں بے اختیار  
 مشیت پہ ہوتی ہو جس کی نظر  
 وہ مے دے کہ پی کر جسے میں کہوں

کہ جو مصدر پر نور کر دے مجھے  
 وسیلہ ہو تو اُسکی درگاہ میں  
 نظر آئے خارج میں تصدیق و ہم  
 فَقَدْ أَلْهَمَ أَمْرُ عَلَامٍ لَّهَا  
 وہ عارف ہو اعیان کا ذات کا  
 خدا چاہے تو وہ جو پیدا کرے  
 هُوَ مَا يَكُونُ وَاجِبٌ دَلَّهَا  
 کہ ناظر ہو وہ عین اسباب کا  
 هُوَ خَاسِرٌ مِّنْ تَحِلِّ الْهِمَمِ  
 وَيَخْلُقُ مَا لَا فَوَاجِبُ دَلَّهَا  
 خیال اُسکا ہرگز مؤثر نہیں  
 جو اکمل ہو اس جاوہ خاموش ہو  
 مگر ہاں جسے حکم دے کردگار  
 وہ ہوتا ہو اوہام سے بے خبر  
 مِنَ اللَّهِ أَعْلَمُ وَلَا تَعْلَمُونَ

یہ ظاہر نہان میں نہان میں عیان  
 سارے جو بالکل دوئی کا اثر  
 جو حفظ مراتب پہ قائم رہا  
 کہ ہر کل کی حافظ وہی شان ہو  
 اگر رب کی طرف کل کی ہوا احتیاج  
 اگر اس طرف ہو تو مجبور ہو  
 جو مجبور ہو وہ ہو مرد و کل  
 فنا ہو کے پاتے ہیں جو یہ مقام  
 کہ ہو نفس عارف کا تقویٰ یہی  
 وہی عین اول وہی انتہا  
 مگر انتہا کی بھی غائت نہیں  
 یہ اسما کہ عین المستی ہیں سب  
 ہیئت سے جب شان ظاہر ہوئی  
 ہر اک شان سے امر مربوط ہو  
 تجلی غیب و شہادت تمام

تصاد اور ہر شان حق تو امان  
 وہ جس شان میں چاہے ہو جلوہ گر  
 ہوا غیر مرد و وسالم رہا  
 فَلَکِنَّ عَبْدًا سَابِقًا وَلَا مَاتَ لَکَ  
 ہو بندے کے سر پر کرامت کا تلج  
 اگر اُس طرف ہو تو مغفور ہو  
 نہیں کوئی جس نے عبد محمود کل  
 ہیں خاصانِ درگاہ ربِ انام  
 وَلَکِنَّ بَعْضَہُمْ یُتَیَمَّمُ  
 لَنْسَبُ لَیْلَہِی صَحَّ لَنْسَبُ  
 یہ تحدید جز ضبط نسبت نہیں  
 معارض ہیں باہم بکلم النسب  
 طلب بھی جدا گانہ آخر ہوئی  
 کہ قادر کا مسترور مشروط ہو  
 کہ ہر قلب عارف میں جس کا مقام

عطا کرتی ہو قابلیت ہمیں  
جو ہوتا ہو قلب مشاہد وسیع  
وہ تقئید کو دل میں لاتا نہیں  
بدھردیکھے جلوہ ہو یار کا  
سمائی ہر رحمت میں کل شے ضرور  
اسی کی طرف سے ہو ہر حسن و عیب  
ہوئیت کا عالم وہاں نور ذات  
وہ خود دے کہ ترک تصرف کروں  
نہ جز عجز ہو کچھ بھی اپنا شعار  
ہر اک امر میں حق کا تابع رہوں  
حسن الجببت کو جب نمائے خدا  
نہیں تجھ سے اعلیٰ و اقویٰ کوئی  
بنیں اہل تصدیق کیا سب کے سب  
نہیں بہرہ عام نور یعتین  
وہ خود دے جو اکمل بناوے تجھے

دکھاتی ہو پھر ویسی صورت ہمیں  
تو ملتا ہو اُسکو مکان رفیع  
نہیں دیکھتا غیر مطلق کہیں  
نہیں تا ابد حسل انکار کا  
وہ رحمت ہو کیا قلب عارف کا نور  
کہ میں پاس اُسکے مفاتیح غیب  
کتاب مبین شرح علم صفات  
مقام ادب میں تو قف کروں  
ہو بہ لجر جو ہو نہ بالاختیار  
سین اسد جو پیش آئے کہوں  
وَلَا تَنفَعُ يَهْدِي هُوَ مَنْ يَشَاءُ  
دعا پر کرے ناز پھر کیا کوئی  
لَا لِيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ هُوَ جَب  
هُدَى اللَّهِ اَعْلَمُ نَبَا الْمُحْتَدِينَ  
وہ خود وصل کا جو مزادے تجھے



وہ مودے جو وحدت کی معیار ہو	وہ مودے جو کہ خود رند و خستار ہو
هُوَ الْكَائِنُ لَهُ الْيَتِّ حَقَّتْ	کہ ہر منظر ذات عالم بھی
وَهَذَا هُوَ عَيْنُ سَيِّدِ الْقَدَرِ	وہ مودے ہوں ہر امر سے باخبر
نہ ڈالے مجھے شک میں خلقِ جدید	ایسا دے تو وہ ساغرِ عینِ دید
وَاعْيَانُنَا الظُّلَّ لَا عَمِيرَةَ	اُسی ذات سے ہر یہ نشو و نمو
لَقَدْ قَامُوا كُنْ فِي يَكُونٍ لَّالَهُ	وہ دیکھے جسے دے وہ نورِ نگاہ
وَاحْسِنُ كَمَا احْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ	اِدْرَا حَ نُورِ بَشَانِ لَدُنْكَ
ترقی میں ہر وقت ہو آدمی	چھکا دے کہ ہو کیا فنا سے کمی
میں شانِ محمد کا آئینہ ہوں	وہ مودے کہ حکمت کا گنجینہ ہوں
وہ مودے جو عارف کا سمع و بصر	وہ مودے جو عاشق کا نورِ نظر
وہ مودے جو مُصَدِّقِ کا ایمان ہو	وہ مودے جو تصدیق کی جان ہو
میں خیرِ اکثرا کا مصداق ہوں	وہ مودے کہ محبوبِ آفاق ہوں
هُوَ مَا لَمْ يَخَافْ فِي الْكَرَامِ	وہ مودے علمِ باللہ کا فیض تام
ترقی پہ حُسنِ افاصنہ رہے	سہو و اسکا ہر دم زیادہ رہے
کہ ہو نفعِ روح القدس میرا دم	ایسا دے وہی راحِ فیضِ تدم

یہ آنکھوں میں دل میں ترا نور ہو	مجھے ہر جگہ وادی طور ہو
ترے عشق میں دل یہ جلنے لگے	کہ ہاتھوں میں لوہا پگھلنے لگے
مگر پھر بھی راحم جہان پر رہوں	تری شانِ رحمت کا منظر رہوں
دیے جا وہی جامِ راحِ حرام	کہ دوزخ بھی ہو تو ہو برد و سلام
وہ مژدے کہ قبضے میں عالم ہے	خطِ جامِ خود نقشِ خاتمِ رہے
وہ مژدے کہ ہو یہ یقین کا کمال	بنے عینِ تعبیرِ خود عینِ حال
نہ تیرے لیے میں غمِ جان کروں	مرے پاس جو ہو وہ قربان کروں
وہ مژدے ہو گرمی جس کی چال	نظر میں ہو روحانیوں کا جلال
وہ مژدے کہ دلِ ثنائے خالی کروں	ہر آیت کی تفسیرِ عالی کروں
وہ مژدے ہو رویا میں بھی خیال	علی قدر وسعت ہو تعبیرِ حال
وہ مژدے کہ گو میں ہوں غرقِ سکر	نہ چھوٹے مگر مسلکِ صبر و شکر
نہوں وقفِ حرص و ہوا کے لیے	میں جو کچھ کروں وہ خدا کے لیے
وہ مژدے رہوں وجد میں باخبر	غللِ ہونٹوں و احادیث پر
تھے خود اس پہ قائم جنابِ رسول	جو چپوڑے اسے ہوا بغا ہر جہول
ہوا پر اُڑوں یا چلون آبِ پر	کرامت یہ ہر گز نہیں معتبر

ہین بالقصد پابند سنت عوام  
ولی کی ہو یہ حالت عام  
یکا یک بلا قصد بھی ہو جو کام  
اسی طرح ہر فعل و ہر قول بھی  
خلاف اوامر ہو اک عمل  
نہیں اس سے تعزیر کا کچھ گلہ  
ہمیں اس سے بخشا جس تمیز  
روانہ کیے انبیا و رسل  
تو اب بھول توڑے کوئی یا کہ خار  
رہ عشق کا جو وہ سالک ہوا  
یہاں بحث غفلت ہو بالکل فضول  
کسی کو اگر جانتا ہو طبیب  
ابھی سے اگر چارہ کار ہو  
جو خاموش نشیٹھے تو مجرم ہو وہ  
وہ پہلے ہی سے جو تباہی غلام

یہ ہو شیوہ مومنین و کرام  
کہ ہوا اتنی محویت تامہ  
وہ ہوتا بع شرع خیر الانام  
ہو بے قصد بھی حسب حکم نبی  
تو ایمان میں پڑتا ہوا تنہا خل  
فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَاطِلَةُ  
نہ ہو نچائے تا کچھ ضرر کوئی چیز  
انہوں نے دکھایا ہمیں خار و گل  
غرض ہر طرح ہو اسے اختیار  
تو خود ملک لیلی کا مالک ہوا  
اِذَا مَا تَجَلَّىٰ عَمَّاءُ الْعُقُولِ  
کہ رہجور ہو گا یہ میرا حبیب  
بفضل خدا پھر نہ بیمار ہو  
تصادق نہ مخلص نہ مسلم ہو وہ  
بگڑنے نہ پائے ذرا بھی مزاج

نہ مانے کہ مانے کوئی اس سے کیا نہ جب تک خدا دے کسی کو یقین محمدؐ میں جو شانِ اخلاص تھی چلے انکے ارشاد کے جو خلاف جسے کچھ رسالت کی تصدیق ہو وہی ہو کہ حق جس میں خورسند ہو کرے لاف تقویٰ کوئی کیا مجال نہ ہوں جو شریعت پہ ثابت قدم محمدؐ وسیلہ ہیں پیشِ حق خدا کے لیے ہاں چھکا دے مجھے	طیب اپنے حق سے ادا ہو چکا وہ کس طرح جانے کسی کو امین خداوند کی رحمتِ خاص تھی وہ خود اپنی صحت کا دشمن ہو صاف اسی کو اطاعت کی توفیق ہو وہ نختے نہ نختے خداوند ہو گنہگار بندے کا ہو بال بال محمدؐ کو کیا منہ دکھائیں گے ہم یہاں ہو ترا واسطہ ساقیا ہوں دلدادہ دلبر بنا دے مجھے
---	--

آمین

اطاعت

پلا سا قیام بادۂ بے خمار یقین ہو مجھے قسمتِ خوب سے بنائے کوئی لاکھ صورت تری	کہ صورت سے بہتر نہ صورت نگار یہ مجنون ہی راضی ہو محبوب سے کسوٹی ہو لیکن طبعیت مری
---	---

جو کوئی شریعت سے کچھ بھی ہو دے  
 جسے حق سنبھالے وہ ٹلتا نہیں  
 وہ مطلوب کل عین طالب ہو وہ  
 قوی عَزِيزٌ بِدِیْعِ السَّمَاءِ  
 یہ پانا کہ ہو وہ بڑا بے نیاز  
 کہ مَحِیْ یَنَادِیْ لِصَلَاةٍ مُّجِیْبِ  
 جو وصل باقی پادے مجھے  
 اَرْحَمًا یَا کَرِیْمًا رَاحِ الْیَقِیْنِ  
 کہ اتیک تعیش کا یہ ہتھام  
 فَلَا خَیْرَ فِیْهَا وَآرِبَابِهَا  
 یہ دنیا کبھی سیر کرتی نہیں  
 وَتُحْتَسِرُ عَبْدٌ لِأَخْذِ الْعَطَا  
 فَمَنْ غَاوِ الدَّنْبِ لَا الْأَمِیْنِ  
 نہ میں مدعی ہوں کمالات کا  
 بہار جوانی ہو دلشاد ہوں

وہ پائیگا کیونکہ محمدؐ کا نور  
 خداوند پر زور چلتا نہیں  
 وہ ہر شے پر قادر ہو غالب ہو وہ  
 فَتَحْمِلُ أَرْذَى الْمُلْكِ وَالْکِبْرِیَاءِ  
 وسیلہ ہو لیکن رسولِ حجاز  
 وَیُکْرِمُ قَلْبِیْ لِذِکْرِ الْحَبِیْبِ  
 محمدؐ سے ساقی ملا دے مجھے  
 وَقَدْ كَانَ ذَا الْفَضْلِ لِلطَّاهِرِیْنَ  
 کہ فانی ہو دنیا کی زینت تمام  
 فَالْعَبْدُ یَفْنِیْ عَنْ أَكْسَابِهَا  
 طبیعت کسی طرح بھرتی نہیں  
 فَالْأَمْرُ وَالنَّهْيُ تَعَوُّدُ الرِّضَا  
 وَمَنْ عَاَصَهُ الْعَبْدُ لَا الْمَعِیْنِ  
 نہ عالم ہوں میں غیب کی بات کا  
 عطا حق میں بھی مشرود و آزاد ہوں

ہو محویت ایسی عنایت مجھے  
 لبِ بام پہونچا اگر آفتاب  
 خدا اس پہ شاہد ہوا عزی وقار  
 غم ضیق و فکر فراغت نہیں  
 توقف مناسب نہیں زمینہار  
 غنیمت ہو جو دن ہو ای خوشِ گل  
 تکلف نہیں شرعِ اسلام میں  
 جہان ہوں میں نصرتِ مرے ساتھ ہو  
 یہ اہلِ دنیا گھیرتے ہیں مجھے  
 خدا پر مگر زور چلتا نہیں  
 کوئی دم میں آفت یہ ٹل جائیگی  
 خدا نے ہدایت جو دی ہو مجھے  
 جو تو نے کہا ہو وہی حکمِ رب  
 میں اس دائرے سے نکلتا نہیں  
 نہ جز حکمِ رب کچھ بھی آئے خیال

کہ ہو رنج بھی عینِ راحت مجھے  
 تو اُس وقت کیا ہوگی فکرِ صواب  
 کہ مقصود فانی نہیں زمینہار  
 کسی غیر واجب کی حاجت نہیں  
 کہ مطلق نہیں زسیت کا اعتبار  
 کسی کو خبر کیا ہو کیا ہوگا کل  
 تو کیون سادگی ہو نہ ہر کام میں  
 کہ مجھ پر خدا کا مرے ہاتھ ہو  
 رو راست سے پھیرتے ہیں مجھے  
 میں ہوں کوہِ صرصر سے ٹلتا نہیں  
 جلی ہو یہ آندھی نکل جائیگی  
 ہوا الحق محمدؐ کو لگا تجھے  
 خلافِ اوامرِ صمدالت ہو سب  
 طبیعت کی مرضی پہ چلتا نہیں  
 یہی ہو کر امت یہی ہو کمال

جو ہکاتے رہتے ہیں یوں رات دن  
 یہ رہنا ہیں دشمن ہیں ایمان کے  
 رہ حق اگر جاننا چاہیے  
 کہ یہ منتشر سارے عالم میں ہیں  
 یہ بیرون کی صورت مریدوں کی شکل  
 بنیں لاکھ ہادی یہ گم کردہ راہ  
 نہو حفظ عصمت کا جسکو خیال  
 اٹھا جام کیا تجھکو و سو اس ہی  
 نہ مانے شریعت کو جو بے ادب  
 کسی سے یہ مکار کھلتے نہیں  
 نہ جب تک کوئی انکا ہدم بنے  
 مگر مان ابھی کم سنی ہو مری  
 پھنسائے مجھے حسن ظن جو کہیں  
 نہ جب تک ہو معین الیقین بار بار  
 تو اتر ہو جب تجربوں کا مجھے

یہ امثر ارسا لک کے ہیں ممتحن  
 شیاطین ہیں پردے میں انسان کے  
 انہیں پہلے پہچاننا چاہیے  
 ہیں ابلیس پر شکل دم میں ہیں  
 مصادر سے بس یاد انہیں شرع اکل  
 کہان تک چھپیکا سفید و سیاہ  
 وہ ناپاک کیا ہوگا صاحب کمال  
 خدا کی کسوٹی مرے پاس ہی  
 یقیناً ہی شیطان وہ مرد و درب  
 بجز زور کے ملتے جلتے نہیں  
 وہ کیا قابلِ قدر و محرم بنے  
 محافظ رہے شانِ رحمت تری  
 بچا نا مجھے امی معین و امین  
 مرے دل پہ کیا ان سے آئے غبار  
 تو ہو قطع حجت پکاروں تجھے

اُبھارے جو غیرت تجھے ساقیا	تو آئینہ کر دے مجھے ساقیا
دکھا موبو جلوہ شانِ ذات	کہ ہوں مجھ میں پیدا ترے کل صفات
تو سمع و بصر ہو تو میری زبان	غرض ہو تو ہی تو نہان و عیان
نظر آئے تابعینِ حق امی کریم	اَنَا اسْتَغْنٰی لِسَا بِ الْعَظِيْمِ
زمان و مکان کا ہو تجھ میں ظہور	ترے سامنے کیا ہو نزدیک دور
تو ہو بابِ نظارہ شانِ ذات	نہ جس میں تعذّر نہ جس میں جہات
ترمی دید ہو دیدِ حقِ احسن	بغیر اسکے دیدار ممکن نہیں
جہان تک مجھے تاب دیدار ہو	ترا جلوہ حسن درکار ہو
اسیرِ خمِ زلفِ شبنون ہو نہیں	ازل ہی سے ہاں تیرا مجنون ہو نہیں
بنادے تو لٹک لیلانے مجھے	عنایت بھی کر طرف اپنا مجھے
یونہی روز افزون ہو جیت تری	مگر جھکو بھولے نہ ہستی مری
ابد تک ترا فیض ساقی رہے	میں گم ہوں تری شانِ باقی رہے
سراپا میں روحِ مجرّد بنوں	زمانے کا اپنے محمد بنوں

پھر ایسی گویہ طلب دور دور  
ملیگا تو اِسْتَعَا سَرَّ بَیْ ضَرور



## ادراک

پنا بادہ سوزِ دل ساقیا  
 چھکا دے کما تک یہ حالِ سقیم  
 مشارِجِ مافات کر منتفع  
 محبتِ تری میرے گوہر میں ہو  
 یہ دنیا نہیں جائے دلبستگی  
 نہیں کوئی ہرگز کسی کا یہاں  
 جہاں تک رہیں دور یہ اہلِ زور  
 ولی و نبی گو مکرّم تھے سب  
 عدوئے عدو و دوست کے دوست تھے  
 ہدایت ہو یہ خضرِ آگاہ کی  
 عنایت کا پابند کوئی نہیں  
 وہ ہر کون کرنے میں جو ہاتھ دے  
 وہی فردِ ہی بس وہی کارساز  
 کوئی احسن سے عشق کرتا رہا

ہی التّائری فیہا السّلام کنا  
 فالتّکوّل للہ ربّ العظیو  
 ہوا القدر والخیر فیما وقع  
 ازل ہی سے مستی مقدر میں ہو  
 کہ حاصل نہیں کچھ بھی جزِ خستگی  
 کہ اپنی غرض کا ہوتا ہے جہاں  
 غنیمت ہو ادر جانِ اہلِ شعور  
 وفادار کوئی نہ تھا بے سبب  
 کہیں بغیر تھے وہ کہیں پوست تھے  
 صمد ہو فقط ذات اللہ کی  
 غنی جزِ خداوند کوئی نہیں  
 برابر بد و نیک کا ساتھ دے  
 نہیں کوئی اُسکے سوا بے نیاز  
 کوئی مرنے والوں پر مرتا رہا

غرض یہ کہ اول سے تا انتہا  
 یہ عین الیقین دے جو رب غفور  
 چمک ہو یہ ذُرّون میں لیکن عیان  
 مجازی میں دیکھوں یہ حسن صفات  
 مگر یہ مسنگین جوانی کی ہیں  
 جہان نورِ باقی نظر آگیا  
 لگا وٹ مٹے جسم ظاہر سے جب  
 مراتب مظاہر کے ہیں پر جدا  
 کہیں ہو مخالف کہیں اتفاق  
 اُسے چاہیں چاہے جسے ذوالجلال  
 ہوا تجربہ یہ مجھے لاکھ بار  
 جو ان گلِ خون سے طبیعت ہو سیر  
 تو عاشق بنا حکیم رب کا منجھے  
 کہ احوالِ قبول و حسنِ خیال  
 پر اسکا بھی کیا ناز و خوشِ نعل

محبت نہیں خلق کی ہر سیریا  
 محبت ہو فانی کی قاتی ضرور  
 ملے آفتابِ ازل کا نشان  
 کہ ہر شے ہو آئینہ نور ذات  
 جو دلدادہ محبوبِ فانی کی ہیں  
 جو پانا تھا عاشق کو وہ پا گیا  
 تو ہر چیز ہو عین انوارِ رب  
 جدا گانہ ہو شانِ امرِ خدا  
 کہیں اتحاد اور کہیں ہو فراق  
 ہو یُحِبُّکُمُ اللہ تاعینِ حال  
 کہ جھوٹے ہیں دنیا کے سارے نگار  
 نہیں کچھ بھی مقصود یا بی ہیں دیر  
 نہ ہونا زینِ جانشین کا منجھے  
 جسے دے خدا ہی وہی خوشِ مال  
 نہیں جانتا کوئی کیا ہو گا کل

کے اپنا انجام معلوم ہے  
 مَنْ ابْتَغَا بِمَعْمَلِهِ الْخَيْرَ  
 وہ توفیق دے تو ہو مرتد ولی  
 وہ جس شو کو چاہے مٹا دے وہین  
 یہ ایمان و توفیق خیر و صواب  
 وہ حجت سے جو چاہے دے اگر حسین  
 مگر جب فتح کی گئی کا فرمان ہو  
 کرے شاہ کو وہ غریب الذیار  
 نہ اپنی اقاہت نہ آوارگی  
 جسے وہ یقین دے وہ پھر تائین  
 میان عقول کرام و کبار  
 تو اب لامحالہ ضرورت ہوئی  
 نہ کیونکر وہ کامل حق آگاہ ہو  
 ہو ادین کامل تو پھر کیا ضرور  
 ضرورت یہ باقی رہی تا قیام

کہ عالم وہی حی و قیوم ہو  
 مٹاتی ہو ناز و نسب سر بسر  
 وہ ہادی نہ ہو تو ہو فاسق نبی  
 وہ سب کچھ بنا دے جہاں کچھ نہیں  
 اسی کی عنایت ہو اریحی مآب  
 ہم اُسکے ہین کچھ بھی ہمارا نہیں  
 نہ کیوں شکرِ نعمت کا اعلان ہو  
 غریب الوطن کو کرے تاجدار  
 فقط بسندگی اور دیچارگی  
 وہ جسکو اٹھائے وہ گرتا نہیں  
 تفاوت مراتب کا ہو آشکار  
 خدا کی طرف سے ہو اکمل کوئی  
 کہ جو عقل کامل من اللہ ہو  
 کہ ہو انبیا و رسل کا ظہور  
 مجد و کریم دین کا اہتمام

یہ فرما دیا حق نے بہر کون  
 ہوئی پاک تحریف سے جو کتاب  
 جہانت تک کرین اتساع رسول  
 جہانت تک شریعت میں نقصان ہو  
 او اس پر قائم ہو جو اس طرح  
 ہو جس دل میں عشقِ خدا اور رسول  
 شیاطین کے ظلم سنتا ہو وہ  
 غرض ہو جسے فقر سے اغذ مال  
 جو ہو بندہ نفس و حرص و ہوا  
 تھے سرگرم خدمت جو صحت کیا  
 وہاں خدمتِ خلق پر تھی نظر  
 خلافِ پیہر جو ہو خود پرست  
 جو ڈھونڈے غرض اور آرام کو  
 مگر چاہتا ہو وہ مردِ شریر  
 بری آدمیت سے ہر انکی بنس

کتاب کی ایک کہ حافظان  
 مخالف کو باقی رہا کیا جواب  
 دلیل ولایت ہوا خوش اصول  
 حقیقت میں ناقص وہ انسان ہو  
 اُسے کوئی نہ کائے پھر کس طرح  
 شدائد سے ہوتا نہیں وہ طول  
 خدا کی حفاظت میں رہتا ہو وہ  
 کسی کے مقرر سے اُسے کیا مال  
 اُسے شرمِ عقبی نہ خوفِ خدا  
 نبی اُن سے زائد تھے خدا گزرا  
 نہ تھا دینِ حق میں خودی کا گزر  
 ہو کیونکر ہدایت اسے سو ہند  
 وہ کب دوست رکھتا ہو سلام کو  
 کہ ہوں اور بھی اس بلابین اسیر  
 انھیں سے غرض ہو شیاطین انس

تھے محتاج وحی خدا مصلحتاً  
 اگر حق سے اک نسبت خاص ہو  
 تو الہام ہو ہرہ اولیا  
 جو سنت کا تارک ہو یا بدعتی  
 ابھی تک تو یہ عدد ٹوٹا نہیں  
 کسی کو بھی پروردگار غنی  
 جو حاصل ہوئی کچھ بھی تعلیق دہم  
 ولایت اگر سحر کا نام ہو  
 کرامت دکھاتے ہیں جوگی بہت  
 جو بنے ہیں نال کرامت شمار  
 شریعت سے جو فعل ہو کچھ بھی دور  
 کسی کو عمل ہو جو ہمزاد کا  
 رو کجروی تیج در تیج ہو  
 من اللہ جو کہ گئے ہیں نبی  
 شریعت ہو علم اور طریقت عمل

یہاں غیب دان ہر ہر اولیٰ خدا  
 ادائے سن میں بھی اخلاص ہو  
 کہ پر تو ہو وہ صاحبِ وحی کا  
 نہ معلوم کیونکر وہ ہوگا ولی  
 خدا اپنے وعدے میں بھوٹا نہیں  
 نچا ہے گا بے اقبال نبی  
 کمال اُسکو سمجھے یہ اربابِ فہم  
 تو کیا حاجت شرع و اسلام ہو  
 محبت کے بھی ہیں بروگی بہت  
 شریعت کے عامل نہیں زمیندار  
 وہ بالکل ہو واللہ فسق و فجور  
 وہ ہو پیرِ فہرغون و شہزاد کا  
 یہ سب لغو ہو تیج در تیج ہو  
 شریعت یہی ہو حقیقت یہی  
 یہ ہو تو نہ ہو معرفت میں خلل

ہو شرع و طریقت میں کیونکر خلافت  
 ہو جس پروری پر جو کوئی مرے  
 ہمہ ادست کا نام لیتے ہیں یہ  
 رکھی آئے ہیں اس واسطے یہ پلید  
 جو حکم رسالت کا عامل نہیں  
 ہمیں تو خدا کا یہی حکم ہو  
 لگا ہوں میں جسکی نہ جزو حق رہے  
 جو خود گم ہو فانی ہو اور دستگیر  
 نہیں چاہیے کچھ دلیل ہو جس  
 مکلف ہر اک صاحب ہوش ہو  
 مگر کچھ بھی جسکو نہ ہو تجربا  
 رہے قال میں پاس شریع نبی  
 خلافت شریعت ہو سب مکر و فن  
 وہ باتیں نہ تھیں جو نبی کو روا  
 یہ فرماتے ہیں حضرت غوث پاک

لبطون و نواہر موافق ہیں نہ صاف  
 تو بدنام اسلام کو کیونکر ہے  
 و غاسب کو پردے میں دیتے ہیں یہ  
 کہیں تا خدا پیر جی کو خرید  
 وہ صدر ہدایت کے قابل نہیں  
 کہو تم کہ مخلوق ہو جملہ شر  
 ہمہ ساتھ آوے وہ کیونکر کہے  
 اُسے یاد آئی ہو کیونکر ضمیر  
 ہمہ ادست کننا ہی کافی ہو جس  
 کہ مستغرق الحال خاموش ہو  
 وہ کیا سمجھے ترویر اہل دعا  
 کہ جو حال ہو قال سے ہو بری  
 یہی حسن ظن ہو بڑا راہزن  
 فقیر وں کو جائز ہوں کیونکر بھلا  
 کہ بیٹھا تھا میں بادل دردناک

سوئے آسمان جو اٹھائی نظر  
عجب اسکی سبزی عجب نور تھا  
مین سمجھا تجلی جانان ہو یہ  
ندا اُس سے آئی کہ ای پاکباز  
جو ثابت قدم ہم نے دیکھا تجھے  
حرام و حلال و روا و ناروا  
نہ ایتک چلا تو ہمارے خلاف  
سنایہ تو بولے وہ شاہِ غیور  
یقیناً تو مردود و شیطان ہو  
نہ وہ نور تھا پھر نہ وہ ریب تھا  
کہ ای پیارے محبوب عالی مقام  
ہزاروں کو اسنے گرایا یونین  
روحِ رومی سے نہ ٹلتا کبھی  
پسند آئی یہ استقامت ہمیں  
تم اہل ولایت کے سردار ہو

تو اک نورِ اخضر ہوا جلوہ گر  
سراپا جو حیرت سے معمور تھا  
یقین ہو گیا نورِ رحمان ہو یہ  
پسند آ گیا ہم کو تیرا نیاز  
کیا آج محبوب اپنا تجھے  
تجھے سب ہو جائز اب ای با وفا  
فراقِ فیض کیسے ہم نے سارے معاف  
کہ لا حول لا یستعین غفار  
ہدایت کے برعکس یہ شان ہو  
منادی مگر ہاتھ غیب تھا  
یہ مردود و شیطان تھا لا کلام  
خدا لیت کے بن مین پھر ای یونین  
خلاف ادا مر نہ چلنا کبھی  
ہوئی تم پہ لازم عنایت ہمیں  
مرے پیارے محبوب و مختار ہو

ہدایت ہو یہ حضرت غوث کی  
جو مجذوب و دیوانہ ہو با خدا  
خلافتِ شریعت ہو جو حسن ظن  
فقیروں کی صحبت سے ہو پیر غرض  
بڑھے و لولہ ذوقِ طاعت بڑھے  
معاذ اللہ ہو کیا فقیر ہی ہی  
ہو جائز سماعِ اہل و ذی حال کو  
ستار اور ڈھولاک پہ ذکرِ اک  
جھڑایا ہمیں جس سے اسلام نے  
اگر شعبہ سے نچھو بھی حاصل ہوئے  
جو دعویٰ کر رہے ہیں دربار میں  
مجتہد ہو مہیا حسن قبول  
خدا کی شریعت نہ چھوڑے کبھی  
یہی بس محبت کی پہچان ہو  
کسی سے جو رشتی ہو وہ ذوالکمال

تو کیوں بے شریعت کو جان میں ولی  
تو بیعت نہیں اُس کی ہرگز روا  
یقیناً وہ سالک کا ہو راہزن  
نہ رہ جائے باطن میں کوئی مرض  
خدا و نبی سے محبت بڑھے  
کہ رخصت ہو اسلام کی شان بھی  
اگر ساتھ محرم کے خلوت میں ہو  
کنشت و کلیسا کی ہو رسم و راہ  
پھنسا یا اسی میں پھر اس کام نے  
کرامات میں سب وہ داخل ہوئے  
دعائیں وہی نہ چین بازار میں  
اسی سے ہیں راضی خدا و رسول  
کوئی حکم ہو منہ نہ موڑے کبھی  
اطاعت ہی عاشق کا ایمان ہو  
تو کیا چیز ہو اُس کے آگے کمال



اگر لب ہلائے دعائیں فقیہ	تو ہر نصیحت کو ہست کر دے قدیر
سمجھتا ہو وہ جسکو تمیز ہو	کہ مالک کی مرضی بڑی چیز ہو
ہو اسکی رضا اقبالِ رسول	نہ ہو یہ تو کیا ہوں دعائیں قبول
شریتِ محبت کی زنجیر ہو	یہ محبوب ہونے کی تدبیر ہو
اُسی کی ہو توفیق اُسی کی مدد	خدا رکھے مخلص ہمیں تا ابد آمین

## التجا

پلا ساقیا ساغرِ اتحاد	اِذَا كُشِفَتِ الْحُجُبُ فَمَوْا الْمُرَادِ
عز لا یگا کب تک غم اشتیاق	يَا أَيُّ هُمُومٍ ابْتَلَانِي الْفِرَاقِ
کہاں تک لحاظ و ناؤ جفا	مقامِ محبت میں ہو سب روا
جفا کی شکایت وفا کی طلب	ہیں دونوں یہاں عینِ ترکِ ادب
فَمَاذَا السُّلُوكُ وَمَاذَا الطَّرِيقُ	لَقَبَلِ الطَّرِيقِ يَكُونُ الرَّفِيقُ
ہو مشکور یہ سعیِ کامل مری	کہ ہو واجب القدر منزل مری
نہیں عینِ ذاتِ خدا جو صفات	فَإِنِّي لَنَا هَذِهِ الْبَسِيَّاتِ
نصیحت گرمیِ عشق میں ہو فضول	هِيَ عِلَّةٌ لَا أَسْأَلُهَا تَزُولُ
ازل ہی سے مستی ہو فطرت مری	ہوئی مری پرستی طبعیت مری

اَدْرِ كَاسَ سَاحِجٍ يَرَوْنَهُ فِي الْوَحْشِ  
 نہ ہو لب پہ کچھ غیر مذکور دوست  
 نہو جسکے نامے میں اک فعلِ شرت  
 جو دفتر کسی کا ہو کیسریا  
 اسی کی رضا پر ہو سب انتظام  
 جو دل سے پکارے کوئی یا مجب  
 کہانتک ستائیں گے یہ اہل کین  
 خدا سے جہان آفرین بے نیاز  
 فَمَنْ يَذَّهَبَ لِلْجَحِشِ عَنْ مَحْصَاهُ  
 بدیع سے نہ بچے فحشِ الدعاء  
 فَادْعُوا الَّذِي مِنْهُ ذُوقُوا نِقَامَ  
 مرے رب مرے قادر ذوالجلال  
 نہیں اے صمد یار تیرا کوئی  
 ملائک رسول و نبی و ولی  
 یہ جب تک ترا حکم ہوا ہی معین

وَادْعُوهَا قَائِلًا عَلَى الْاِصْطَالِ  
 نہ کچھ چشم دل میں ہو جز نورِ دوست  
 ضروری نہیں اُسکی خاطر بہشت  
 عجب کچھ نہیں بخش دے جو آلہ  
 کہ دربانِ جنت کا عنوان ہی نام  
 فَتَضَرَّعُونَ لِلَّهِ فَتَمُوتُ فِتْرَتُهُ  
 الیس ہو یا حکمِ الحاکمین  
 ہی عاجز پسند اور مسکین نواز  
 وَمَنْ يَتَّقِ الشَّوْءَ عَمَّنْ دَعَاهُ  
 وَاِنْ شَاءَ امْرَاُئِرُ الْقَضَاءِ  
 وَقَدْ اِعْتَصَمْتُ بِرَبِّ الْاَنَامِ  
 لَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَا مِثَالَ  
 مصاحب نہ مختار تیرا کوئی  
 ہیں تیرے ہی محتاج سب و غنی  
 کوئی ذرہ عالم میں ہوتا نہیں

فَاَنْتَ اَوْ لَمْ تَوْحِنِ اِلَيْهَا	وَاَدْ دَاْعَ دَاْعَ فَاَنْتَ اَجْمَاد
ترے لہات سے ہر نہ ہر نظر	ترے فیض سے ہر دعائیں اثر
فَمَنْ جَاءَ دَاْعًا فَكَانَتْ اُكْبَاد	وَمَنْ ذَلَّ حَيْدًا فَكَانَتْ اَلْوَكْبَاد
ہیں گو معر کے سخت شیطان کے	خود انسان رہزن ہیں انسان کے
اچھی بہت آہ پریشان ہیں ہم	کہ سرتا قدم سہو و نسیان ہیں ہم
بچائے سوا تیرے کون اور سلام	فَاَنْتَ الرَّقِيبُ الَّذِي لَا يَبْكَو
نہ مغموں کی ناجفاؤں سے تو	بچا نا ہمیں بیوفائوں سے تو
اکھی صفا گوشہ صاحب دے	ہمیں تو رخسار ارجاب دے
بوقت ضرورت کریں جو طلب	طے بے توقف وہ امیرے رب
فرستے غیبت قدر دے مری کام کو	کہ دون جان تازہ میں اسلام کو
مداشرار کے جور ہر گز سہیں	تو راضی ہے ہم سے ہم خوش رہیں
وہا بھی ترا فضل ہوا حمید	وَاَنْتَ عَلٰی مَا نَقُولُ شَهِيد
ہر سبیل درستی پہ میرا نظام	بحق محمد علیہ السلام

شجاعت

مگر مریج بارہ ہر تیغ کمال

ستائش کے قابل ہر ذات قدیم  
ثوابت کو دی یہ بزرگی جہان  
اسی نور سے ہیں یہ سب فیضیاب  
ہیں خود اپنے مرکز پہ جلوہ نما  
جو اقرب ہیں انہیں وہ ہیں اتنی دور  
جنہیں ہفت گردون بتاتے ہیں ہم  
معین ہو ہر چرخ کی برتری  
مصباح قدرت سے اموزی قار  
لکھے کوئی اعداد جو عمر بھر  
جنہیں کہتے ہیں ہفت بالغ ارم  
کسی گوشہ کمکشان کے نجوم  
تو کہتے ہیں یہ سب زروئے شمار  
جو تارے نہیں آتے مطلق نظر  
جو ہوں انکے اعداد یکجا بھی  
جو آتے ہیں رانی سے کمتر نظر

ہندو کی بزرگی علیٰ سخط  
ہر ذرے سے کم آفتاب جہان  
ہر اک انہیں ہو غیرت آفتاب  
کسی سے نہیں کرتے کسب ضیا  
نہیں کام اتنا کسی کا شعور  
کروڑوں میں اک میل سے بھی کم  
سموات سب سے ہیں یہ بری  
عیان ہو جلال خداوندگار  
ثوابت کی دوری نہ ہو مختصر  
وہ ہیں بعض ثوابت کی وسعت کم  
نہیں گن سکے اب تک اہل علوم  
کوئی جانے کیا جز خداوندگار  
ہیں گنتی میں ان سے کمین بیشتر  
کروڑوں میں نسبت نہوا یک کی  
ہو وسعت سے انکی خدا کو خبر

<p> یہ گردش میں یہ ہر کمرہ ایسا نکار  نہیں کوئی ساکن بحکم و دود  کیا قدرت حق نے جب انتظام  یہ مقدار اجسام یہ فاصلہ  کشان میں اتنی ہو بایکدگر  بدلتا ہو درپردہ جو کچھ نظام  ہزاروں برس کے ان اطوارین  بتاتا ہو یہ انقلابِ نہان  پڑیگا ضرور اس میں اکدن خلل  اگر ریزہ ریزہ ہوں ٹکرا کے سب  یہ انجم ہیں شانِ کمالِ حکیم  یہ گو علم خالق میں محدود ہیں  خدا جانے ان میں جلالی ہیں کون  ثوابت ہیں یہ سب کہ ستیا رہیں  یہ ممکن ہو ایسا ساقی باخبر </p>	<p> کہ سرعت کا جسکی نہ ہو کچھ شمار  یُسَبِّحُ تَعْلُو مَسَا فِي الْوُجُو د  لیا قوتِ جاذبہ سے یہ کام  ہو کیا قدرت و حکمت کا ملہ  نہیں ایک سے ایک کو کچھ ضرر  کسی کو نہیں اُسکی تمیزِ تام  ذرا فرق آتا ہو رفتار میں  کہ جو کچھ ہو نظم و نظامِ جہان  کَمَا قَالَ لِكُلِّ شَيْءٍ أَجَلٌ  فنا ہو یہ عالم بہ فرمانِ رب  فَالْعِظْمَةُ لِلْعِزِّ يُزِيلُ الْعِلْمُ  ہمارے لیے غیر معدود ہیں  نہ معلوم ان میں جمالی ہیں کون  یہاں دم بخود اہلِ اسرار ہیں  کمال انکی دوری کا ہوا سقدر </p>
--	--

ہیں جس خطِ دوری پہ گردشِ کنان  
 ہو یا چال میں نسبتِ وحدہ  
 یہ سب شاہدِ حسنِ ایجاد ہیں  
 نہیں خالی از حلقِ عنصر کوئی  
 پر اقسامِ خلقت کو جانے خدا  
 اسی کی تجلی کا ہو سب ظہور  
 ہیں تسبیحِ گویان یہ سب احوالِ کریم  
 فلک پر ثوابت کہ سیارہ ہیں  
 کہ مغرب میں غورِ شید ہو جب نہان  
 ہر ذاتِ رسولِ کریم آفتاب  
 ہر اک مالکِ حسنِ تدبیر ہو  
 جسے اسکی تمیزِ اللہ دے  
 مگر رنجِ قسمت میں ہوتا ہو جب  
 نہ دے اسقدر حُسنِ ظنِ محیِ خدا  
 شریعت میں پائے جو کچھ بھی خال

نہ ہو اسکی تمیزِ مطلقِ یہاں  
 نہ ہوتے ہوں جس سے یہ بتیاعدہ  
 جدا گانہ خلقت سے آباد ہیں  
 سمندر میں موجود آتش میں بھی  
 فقط کُن سے جس نے یہ پیدا کیا  
 کَذَا قَبْلِ فِي الذِّكْرِ اللَّهُ نُورِ  
 کہ سُبْحَانَ رَبِّكَ الْكَبِيرِ الْعَظِيمِ  
 ہیں تو مگر دو ہی درکار ہیں  
 تو نورِ قمر سے ہو روشن جہان  
 قمر جسکے پر تو سے ہو فیضیاب  
 جو ہو ماہِ کارل وہی پیہر ہو  
 اسے کیا دغا کوئی گمراہ دے  
 تو ہوتا ہو کوئی نہ کوئی سبب  
 جو رہزن کو جانے کوئی رہنما  
 تو سمجھے کہ ابلیس ہو یہ غسل

اسی میں ہر عشق و ہر شوق کا راز ہے  
 نہ ہو جو کہ پاہنست حکم خدا  
 ہمیں چاہیے بس یقین صفات  
 ہو جس امر میں جس صفت کا ظہور  
 تھے عین ہدایت جناب رسول  
 یقیناً اگر مرتبے میں ولی  
 جو مستغرق الہیوں بھی کہیں  
 انھیں کیا غرض جو کریں وہ مرید  
 کوئی مست اگر ہو تو مجبور ہو  
 کہ وہ اپنے باطن کا ہو خود گواہ  
 ولی اپنی شہرت پہ مرتے نہیں  
 جو ہو حسن نیت پہ قائم عمل  
 ہو داناؤ بنیا خدا سے جہان  
 جو ہو راست اسکا قوی ہاتھ ہو  
 وہ مردے کہ میں حق پہ قائم رہوں

ف

شریعت ہی سچی ہو دھوکا ہو سب  
 بھلا اس سے حاصل ہو کیا جزو فنا  
 کہ شامل ہو ہر اک صفت میں وہ ذات  
 وہی اسکا انجام ہو گا ضرور  
 وہ بتلا گئے شانِ رد و قبول  
 خلاف شریعت نہو گا کبھی  
 وہ اور دن کو برباد کرتے نہیں  
 جو ایسا کرے ہو وہ دیو پلید  
 وہ بیعت کے لینے سے معذور ہو  
 کرے اور لوگوں کو پر کیوں تباہ  
 مسلمان یہ کام کرتے نہیں  
 تو نیکی میں پڑتا نہیں کچھ خلل  
 نہیں کرتا اجرِ عمل رائگان  
 خدا نیتِ خیر کے ساتھ ہو  
 پیئے جاؤں گی اور صائم رہوں

## نار و نیاں

<p> لَقَدْ طَالَ سَوْفِي وَابْنُ الْحَبِيبِ  لَمْ يَكُنْ رَجُلًا بِهَرَابٍ تَرْجِيهِ اِحْصَالِ  نَهْنِيْنِ تَجِدُ سَعِيْدٌ شِدْرٍ وَحَالَتِ مَرِي  فَارَحِمَ مَجِيْدٌ وَابْنُ كَالِمْ اَنْتَ كِيْ تَرَاهِ  جَلْبُجْ هُوَ مَرِي تَمِيْرِي اَنْتَ شَرِيْ نَارِ  طَبِيعَتِ وَهْ بَرْدِ اَشْتِ كَرْتِي رَهِي  سَبْنَهَا لِي رَهِي پَر اَسِيْدِ وَصَالِ  اَمَّا اَنْ لَكَ اَنْ مَشْرِقِيْ لَسَا  اَسِيْ هَكِيْ جِيْ پِيْنِ لِيْ جِهَانِ اَجْمَالِ  شَكْرُكُمْ اَلَيْسَ لَكُمْ وَابْنُ الْاَسْرَادِ  فَقَطْ نَارِ كُنْدَرَمِ كِيْ تَحِيْرِيْ مَتِيَارِ  فَاِيْكُنْ عَسْدِيْ نَقِيْ وَابْنُ الْحَبِيبِ  نَهْ جَزِيْرِيْ سَعِيْدِ كَامِلِ مَنَ اِيْكُنْ  يَهْ خَارِيْ سَوِيْ قَبِيْلِيْ سَعِيْدِ اَسْنَانِ </p>	<p> پلا بادہ وصل ای خوش نصیب  کہوں کیا کہ پوچھا کہانتک ملال  یہ بارالم یہ نقاہت مری  یہ زاری یہ خود درد دل کی گواہ  کہانتک یہ غربت یہ سوز و گداز  جو آفت پہ آفت گزرتی رہی  کہانتک اٹھاتا میں بارِ ملال  ۱۹۲ ارمان و حسرت ہوئے سب فنا  یتا دے کوئی مست پیرِ مغان  حریفوں پہ کیا کیا نہ تھا اعتماد  ہو واجب ہویدا یہ رازِ نہان  کسی میں نہنیں راستی ای جلیل  بہت لوگ ناقص بنے نیک بھی  دکھائے کمالات رحمان کے </p>
---	--



<p> نہیں رہتی کیساں زمانے کی چال  میرزا شون سے بچاتا ہو وہ  فَسَيُصَحِّبُنِي عَلَى كُلِّ حَال  ہر پر حکم جو عشق کا دم بھرے  محمد کا ارشاد ہو بار بار  فَكَيْفَ إِلَيْهِ وُصُولُ الْحَكِيمِ  نہ جب تک ہو تیری عنایت قریب  جہان میں سراج السبل ہو وہی  حَبِيبِي غَيِّ وَ قَلْبِي لَدَيْهِ  ترے فیض سے گو بہت کچھ ملا  وہ دے کہ میں عینِ اخلاص ہوں  فَأَنْظُرْ إِلَيَّ وَمَاذَا حَبْرِي  جہان تو نے سب کچھ دیا اے کریم  اکابر جو تھے راز کے منتظم  پئے حفظ ناموس دینِ متین  اب ہجر سے ہوں مگر بمقار  قَمَامَنْ يُحِبُّ عَلَى كُلِّ حَال  محبت میں اپنی رچاتا ہو وہ  وَلَكِنَّ مَنْ ذَاهُوْدُ وَالْجَلَال  محمد کو اپنا وسیلہ کرے  کہ اس گھر میں ہو بس ترا اختیار  فَكَيْفَ إِلَيْهِ وُصُولُ الْحَكِيمِ  اکسین شلخ گل بھولے گل ہو وہی  اتدري بما صار أموري إليك  نہ اب تک مگر غنچہ دل کھلا  خداوند کا محرم خاص ہوں  وَأَنِّي عَلَى ذَلِكَ مِنْ مَشْنِي  مٹے ہجر کا بھی عذاب الیم  كشفت لنا عن مفا لا تصم  دیا منصبِ خاص حق الیقین  گیا تا سرِ عرش دل کا بنجار </p>	<p> نہیں رہتی کیساں زمانے کی چال  میرزا شون سے بچاتا ہو وہ  فَسَيُصَحِّبُنِي عَلَى كُلِّ حَال  ہر پر حکم جو عشق کا دم بھرے  محمد کا ارشاد ہو بار بار  فَكَيْفَ إِلَيْهِ وُصُولُ الْحَكِيمِ  نہ جب تک ہو تیری عنایت قریب  جہان میں سراج السبل ہو وہی  حَبِيبِي غَيِّ وَ قَلْبِي لَدَيْهِ  ترے فیض سے گو بہت کچھ ملا  وہ دے کہ میں عینِ اخلاص ہوں  فَأَنْظُرْ إِلَيَّ وَمَاذَا حَبْرِي  جہان تو نے سب کچھ دیا اے کریم  اکابر جو تھے راز کے منتظم  پئے حفظ ناموس دینِ متین  اب ہجر سے ہوں مگر بمقار </p>
--	---

ہو تیرے سوا کون میرا طبیب  
 اُلٹ دے نقابِ جوب و شہو  
 تغافل سے تیرے بڑھا اضطراب  
 لَقَدْ نَرَا دَبَّتِي وَحَلَّ الْوَبَالَ  
 کسی طرح غفلت نہیں اب روا  
 کہاں تک یہ صبر و امید و یقین  
 ہر سب حال میرا عیان موبہ  
 یہ مانا کہ تجھ کو نہ ہو کچھ خیال  
 تَعَالَى إِلَيَّ بِكَ إِنَّ الْأَصْفَلَ  
 مئی شوقِ دیدار سے چور ہوں  
 مگر وصل اب تو پلا سا قیسا  
 تعین کا پردا اٹھے جو کہیں  
 فَمِنْ أَيْنَ لِلْخَلْقِ هَذَا الْوُجُودُ  
 کہاں تک رُکاوٹ کہاں تک حیا  
 فنا و بقا حسبِ منشائے ذات

وَمَنْ يَسْتَعْلُ عَنْ سِقَامِ الْغُيُوبِ  
 اَنَا لِلْوَدَادِ وَأَنْتَ الْقَادُودُ  
 قَمَالِي أَرَاكَ كَثِيرًا مُجَابِ  
 إِذَا جِئْتَنِي بِهِ يَتِيمُ الْمَلَالِ  
 مئی ترجمو اِنی و حالِ کد  
 کہ اب ان سے تسکین ہوتی نہیں  
 فَيَا لَيْتَ شَعْرِي مَتَى تَرْجَمُوا  
 مجھے تو ہو تجھ سے امید وصال  
 وَأَدْخُلْ عَلَى أَحْسَنِ الْقَبُولِ  
 خدا جانتے ہیں کب سے مخمور ہوں  
 وَلَا تَشْكُ مَتَى مَضَى مَا مَضَى  
 تو دراصل جز ذاتِ حق کچھ نہیں  
 لِمَاذَا الْفِرَاقُ لِمَاذَا الصُّدُودُ  
 کہ محرم سے پردا نہیں ہو روا  
 اُسے ہو جسے دے وہ علمِ صفات

<p>وَلَا يَمُوتُ إِلَّا الْكَذِبُ مَا يُرِيدُ  اُسی کے ارادے کو ہی بس بقا  وَيُلْقِيَهُ رَوْحًا عَلَى مَنْ يَشَاءُ  وَحِثْنَا بِشَيْرِ الْوَصْلِ الْحَبِيبِ</p>	<p>تَقْضَى الْقَدِيرُ مَسْئَلَتِي الْحَدِيدِ  ہر چیز ذات حق جملہ شر کو فنا  وَأَمَّا لَطْفًا يُصِيبُ الْعَصَا  فَكُنْ مُنْعَمًا إِلَى بَعْدٍ قَرِيبِ</p>
	<p>آمین</p>
	<p>محبت</p>
<p>دکھا جاہم بادہ میں نوحی لال  کہ جو دل ہی بیدرد وہ سنگ ہی  نہ ہو عشق تو پھر یہ کچھ بھی نہیں  محبت ہی عالم میں اک چیز ہی  کہ ہر بے نیازی دلیل کمال  مرے دل کا اتناک وہی رنگ ہی  کوئی فکر اس میں سما تی نہیں  جسے دیکھتا ہوں وہ محبوب ہی  ہو واجب یقین وہم پھر چیز کیا</p>	<p>کہاں ہو تو ایسا قی خوش جمال  تو کیوں میرے نالوں سے دلتنگ ہی  ہیں تسبیح میں آسمان و زمین  یہی حاصل حسن تمیز ہی  کہ بون ابتدا میں ہو شوق وصال  ازل سے یہ آئینہ بے رنگ ہی  اسے غیر کی یاد بھاتی نہیں  اتنا شائے وحدت جو مطلوب ہی  ابد و نیک کی اس میں تمیز کیا</p>

اگر عشق ہو حسن ہی حسن ہی  
 نہ خوشرو نہ کوئی حسین چاہیے  
 لقب دون کسی کو اگر یار کا  
 میں عاشق ہوں وہ گل مرار ہو  
 جو ہو صادق الوعد وہ فرد ہو  
 کوئی زشت صورت ہو یا حسین  
 وہ خودے کہ محبوب محبوب ہوں  
 اثر کا ہو در پردہ یہ اہتمام  
 یہاں وحی کی کچھ ضرورت نہیں  
 تعین پر اسما میں ہو ناگزیر  
 لَکَلِّمَہُ وَحَیًّا لَنَا فِی الْکِتَابِ  
 جلائے جہان سوز دل شمع نور  
 پھر اتا ہی گو در بدر اشتیاق  
 وہ ہے کہ ہر فخر حاصل مجھے  
 وہ ہی نور میں پیکرِ مشتِ خاک

محبت میں ہر عیب بھی حسن ہی  
 مگر بان نظر حسن میں چاہیے  
 حقیقت میں نقطہ ہو پر کار کا  
 کہ اَوْفَا یَعْمَدِیْ کا اظہار ہو  
 جو ہو فرد الا فرد وہ مرد ہی  
 محبت میں کچھ سوچتا ہی نہیں  
 میں طالب رہوں اور مطلوب ہوں  
 یہاں دل ہی دل میں ہو باہم کلام  
 محبت ہی یہ کچھ نبوت نہیں  
 هُوَ اللّٰہُ فَزِدْ سَمِیْعٌ قَدِیْرٌ  
 لَکَلِّمَہُ اَوْ مِّنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ  
 وہاں کیا ہو تعین نزدیک و دور  
 نہیں لذت وصل کچھ بے فراق  
 ملے منصبِ عشقِ کامل مجھے  
 میں جسمِ کثیف اور وہ جانِ پاک

جو ہو عشق وہ روح الارواح گل  
 جسے حسن تمیز دے ذات پاک  
 بنامست خوبی سے بھرے مجھے  
 مگر کچھ نہ کچھ ہو تمتا ضرور  
 نثار روح کی سوز اور درد ہی  
 تصور میں پیدا ہو یہ اتحاد  
 جو تصدیق ہو کشف بھی ہو ضرور  
 یہاں بے کلام و کتاب و ورق  
 نہیں لذت دید محتاج قال  
 کوئی بات آئی جو دل میں ادھر  
 ادھر دل میں جو بات پیدا ہوئی  
 اگر حسرت و شوق میں ہو کمال  
 بدلتی ہو گو شکل لیسی بہت  
 جو نقطہ ہو مرکز کا پیش خیال  
 زمین و فلک انجم و مہر و ماہ  
 بنامست مجھے حسن میں رشک گل  
 وہ کیونکر کے ایک بین نور و خاک  
 تو مثل اپنے محبوب کر دے مجھے  
 کہ حاجت دلاتی ہو شوق حضور  
 یہاں جام قہوہ دم سرد ہو  
 نہ ہو کچھ تمیز مرید و مراد  
 محبت بناتی ہو مٹی کو نور  
 ہر القاد و الہام پہلا سبق  
 زبان بیان ہو بیان عین حال  
 ہوئی قلب عاشق پہ وہ جلوہ گر  
 دل یار پر وہ ہویدا ہوئی  
 فراق اتم بھی ہو عین وصال  
 پیراک دل کو ہر اک تمنا بہت  
 دوا رہون پیدا علی قدر حال  
 جسے دیکھے عشق میں ہو تباہ

یہاں بواہوس دل لگاتا نہیں  
یہ ہر منزل عشق صادق یہاں  
محبت سے جنکو ہوا یہ خطاب  
انہیں کو تھا زیبا یہ حق کا پیام  
یہی اس محبت کا اسلوب ہو  
بہت قابلِ قدر ہے جذبِ دل  
خیالی رہے کچھ دنوں گفتگو  
نہ جب تک وسیلہ ہو یہ عشق پاک  
مشیت نہ ہوتی جو صورت پذیر  
یہ ظاہر یہ باطن غرض جملہ شے  
ہر اک امر کی جسکو تمسیر ہو  
وہ نقشہ کھینچے کشفِ حالات کا  
کہیں ہو کلام اور نفاذِ مبین  
کہیں امرا کُل ہو سامع کہیں  
سمجھ میں جو آجائے منشائے ذات

کہ عاشق کبھی چین پاتا نہیں  
قَوْلُ اللَّیْلِ إِلَّا قَلْبًا کَمَا  
ہیں محبوبِ حق وہ رسالتِ آب  
کہ عاشق پہ ہو خوابِ راحتِ حرام  
جو عاشق ہو کامل وہ محبوب ہو  
کہاں روحِ یزدان کہاں اُپگل  
تو ہوتی ہو وہ شکل خودِ و برو  
سراپا بنے روح کیا مشتِ خاک  
تو کہتا اُسے کون سب کدیر  
حقیقت میں اک عالمِ امر ہو  
کہوں کیا میں ساقی وہ کیا چیز ہو  
میں ہر امر پہچان لونِ ذات کا  
کہیں حاملِ وحی و روح الامین  
ہو فارقِ کہیں اور جامعِ کہیں  
خلافِ او امر نہ ہو کوئی بات

خداوند کے اپنے پیار سے رہیں  
 اگر کچھ ہو برعکس منشاء ذات  
 وہ خود سے کہ جو عین دیدار ہو  
 نہ ہو دل میں کچھ جز تجسلی یار  
 نہ ہو وہ جو عاشق کا آرام دل  
 محبت کے قابل ہو وہ ذات پاک  
 مگر چاہیے کچھ تو مظهر ضرور  
 تصویر میں باتیں ہوں اک ماہ سے  
 نہ ہو ہوش جان فکر ہستی نہو  
 محبت میں پیدا ہوا اتنا کمال  
 نہ ساغر نہ بادہ نہ ساقی رہے  
 کہ جو شر تصور میں ہو جلوہ گر  
 ہو معشوق و عاشق میں یہ اتفاق  
 جدائی ہی شان تمسیر ہو  
 مزا کیا جو باہم نہ ہو اشتیاق

ہم انکے رہیں وہ ہمارے رہیں  
 تو کیا بن پڑی صورتی میں بات  
 خط جام بھی خط گلزار ہو  
 کہ اس آئینے پر نہ چھائے غبار  
 تو پھر کیا ہو انسان جز آب و گل  
 کہ رزق ہو پر تو سے جسکے یہ خاک  
 کہ پر لطف ہو جائے شان ظہور  
 حقیقت میں ہو ربط اللہ سے  
 یہ سب کچھ ہو بہت پرستی نہو  
 کہ گم ہو نشان فراق و وصال  
 خدا داد تمسیر باقی رہے  
 وہ خارج میں ویسی ہی آئے نظر  
 کہ ہو اختیار وصال و فراق  
 حجاب اور فراق ایک ہی چیز ہو  
 کہ وصل حقیقی ہو عین فراق

فاحکمت کی تا ہوا زیبا نمود	محبت میں خوشتر ہو دو کا وجود
کہ میکش ہوں میں یار ساقی رہے	خودی میں بھی اللہ باقی رہے

### محبوب

پلا یادہ اے ساقی گلزار	کہ ہو یہ جوانی شباب بہار
اچھوتا دے پھر کوئی جام نبیند	کہ سنتا ہوں کئی شکر دینا لکن بند
بھائے مجھے جو کسی کا جمال	وہ ہو پر تو جلوہ ذوالجلال
تعلیں میں تو وہ مرا ماہ ہو	الگ ہو کے دیکھوں تو اللہ ہو
ہو صورت پرستی میں پہلے کمال	کہ قابو میں آجائے اپنا خیال
ہو جب دہر کی بے ثباتی عیان	صنائے ہوں راجح سوئے صل جان
نہ ہو جب تصور میں کچھ غیر ذات	ملے بت پرستی سے اُسد م نجات
نہ عاشق نہ کوئی مرا ماہ ہو	لگا ہوں میں اللہ ہی اللہ ہو
مگر جو تعلیں نہ ہو درمیان	ہو کیا رازِ اکوفا بے حدی عیان
نہ ٹھہرے جو اس میں تو فاسق ہو	جو ہو حافظ العمد عاشق ہو وہ
نہ ہو گو تمنا بد و خوب کی	ہو تمسکیز پر شانِ محبوب کی
جسے غیر عاشق کا آئے خیال	وہ محبوب ناقص ہو اے بالکمال



خدا سے اُسے کیا سروکار ہو  
 پر اس میں خطا کیا کسی ماہ کی  
 ستم میں ضرر کچھ ہمارا نہیں  
 نہ قائم رہے جسکا یکساں خیال  
 پر کھتی ہو لیلیٰ بد و خوب کو  
 ہو لغزش جہاں ہم ٹھہرتے نہیں  
 نہ جب تک کہین جلوہ گر ہو وہ ذات  
 ازل سے جو محبوب یکتا نہیں  
 میسر جسے یہ کرامات ہو  
 وہی ذات اقدس ہو شایان عشق  
 اگر جوش ہو آپ کی چاہ کا  
 فنا ہو محمد میں جو ساقیا  
 شرِ غوثِ اعظم مرے دستگیر  
 محمد تو منظر ہیں اللہ کے  
 کوئی اُس سے ولیوں میں ہو کیا بڑا

جو اپنی غرض کا فقط یار ہو  
 کہ بے عیب ہو ذات اللہ کی  
 مگر کچھ بھی لغزش گوارا نہیں  
 وہ محبوب باطل ہو صاحب زوال  
 پر کھتا ہو صادق بھی محبوب کو  
 محبت کو بدنام کرتے نہیں  
 کوئی سمجھے کیا قلب عاشق کی بات  
 وہ صادق کو پہچان سکتا نہیں  
 وہی منظرِ کامل ذات ہو  
 نہیں جز محمد کوئی جانِ عشق  
 یہی عشق ہو عشقِ اللہ کا  
 وہی منظر ذات ہو ساقیا  
 اکابر کے سرتاج پیر و نیک پیر  
 یہ منظر ہیں کامل اُسی ماہ کے  
 جو ہو منظرِ کامل مصطفیٰ

بڑے شان گو کتنی ہی وصل کی  
 محمدؐ میں نور اور حمانِ ظلیٰ نور  
 جو ہو نقطہ مرکزِ ذاتِ حق  
 معترِ اذنب سے ہوتا ہو وہ  
 وہ جو صاحبِ حسنِ تمیز ہو  
 جسے اسکی تمیز حاصل نہیں  
 جہان بے تمیزی کا اثبات ہو  
 جو ہو بد تمیز اور صاحبِ غرض  
 محبت کا زیور ہو صدق و صفا  
 محبت کے معنی میں شامل ہو انس  
 جو غینیتِ تامہ ہو بہم  
 یہاں دل میں کچھ غیر وحدت نہیں  
 محبت محرکِ مشیت کی ہو  
 محبت سے ہر گز نہیں حق جدا  
 خدا کی طرف سے کشش ہو اگر

مگر فرع تابع رہے اصل کی  
 ادب کی جگہ ہو اگر ہو شعور  
 دوا تر ہوں اُسکے طبق بر طبق  
 شک و ریب کو دل سے کھوتا ہو وہ  
 سمجھتا ہو راسخِ بڑی چیز ہو  
 وہ ناقص کسی طرح کامل نہیں  
 وہاں سعیِ تضرعِ اوقات ہو  
 محبت کو وہ جانتا ہو مرض  
 نہون ایک دو دل تو پھر لطف کیا  
 محبت کا واسطہ حاصل ہو انس  
 وصالِ صنم ہو منراقِ اتم  
 نہوا انس تو وہ محبت نہیں  
 محبت ہی کبھی حقیقت کی ہو  
 جہاں ہو محبت وہیں ہو خدا  
 ملے خود بخود نیک و بد کی خبر

جسے ترک فانی کی توفیق ہو	یقیناً وہ محبوبِ خلاق ہو
جو عاشق کہ صادق ہو کامل ہو وہ	جو راسخ ہو عالم کا حاصل ہو وہ
جو اللہ کا جو وہ منظر ہوا	قیود و تعین سے باہر ہوا
کسی کا نہ طالب نہ مطلوب ہو	وہ اپنا ہی عاشق ہو محبوب ہو
حقیقت یہی ہو پرائے باکمال	مزا دیتی ہو رحمت ذوالجلال
کہ اُس نے دو عالم کو پیدا کیا	عدم سے یہ سب کچھ ہو پیدا کیا
کوئی دم کے یہ دوست جانی نہیں	وہ محبوب باقی ہو فانی نہیں

وہا

مبارک ہو تو اے خداے کریم	بصیر و قدیر عفو و رحیم
بری ہو تری ذات ادراک سے	شنا کیا ہو پھر مجھ کفِ خاک سے
کسی کو ہو کیا علم کیسا ہو تو	تجھی کو ہو معلوم جیسا ہو تو
ترا غلغلہ شہر و بازار میں	ترا نغمہ ہر ساز کے تار میں
مبارک ہو تو اے علیٰ العظیم	لطیف خبیر سمیع علیہم
نہ کیوں تیرے گئے نگوں ساز پہن	گنگا رسا میں گنگا رہون

نہیں تجھ سے پردا کسی بات کا  
 مہارک ہو تو اسی مرے بے نیاز  
 ادھر جو نظر ہو تری امی اکہ  
 یہ رحمت تری دل لبھاتی رہے  
 مگر یہ تمنا بھی ہو اک گناہ  
 بچالے مجھے ایتوا ای ذوالجلال  
 ندامت سے ہر وقت مرتا ہوں نہیں  
 یہ امید ہو تیرے اکرام سے  
 ولی ہن جہان میں کہ اخیا رہیں  
 سوا تیرے قد و س کوئی نہیں  
 بشر کیا ہوں شایانِ حسن قبول  
 مگر مان ترا فضل ہو چارہ ساز  
 مری عاجزی میری بیچارگی  
 عیان ہو ترے سامنے اے غفور  
 کہانتک جہائم کا میرے شمار

تو پھر کیا محل عرضِ حاجات کا  
 بڑا دینے والا بڑا کار ساز  
 یہ ذرہ بنے غیرتِ مہر و ماہ  
 تمنا طبیعت سے جاتی رہے  
 غنی کون ہو جز ترے امی اکہ  
 کہانتک معاصی کہانتک خیال  
 گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میں  
 مجھے سیر کر دیگا انعام سے  
 ترے سامنے سب گنہگار ہیں  
 مگر تجھ سے مایوس کوئی نہیں  
 لقب دے جنھیں تو ظلوم و جہول  
 کہ امی ذوالمنن تو ہی عاجز توان  
 مری بیکسی میری آوارگی  
 کہ اَنْتَ عَلَیْکُمْ بِذَاتِ الصَّدُورِ  
 میں ہوں رحمتِ خاص کچھ مستگار

مصیبت میں عاجز کے تو ساتھ ہی	بڑا زور والا ترا ہاتھ ہی
ہمیں اپنی قوت سے غم سے نکال	ہمیں دستِ قدرت سے اپنے سنبھال
تو ہر دم ہو میرا رفیقِ طریق	ترے خاص بندے ہوں میرے رفیق
تو امن ہو مسکین و مغموم کا	تو مضبوط قلعہ ہو مظلوم کا
مخالف مرے بڑھ گئے ہیں بہت	ایک ایک یہ سرِ حیلہ گئے ہیں بہت
اگر بخشدے تو ہدایت کے ساتھ	ملوں میں بھی اسے محبت کے ساتھ
ترے قدم کی آگ بھڑکے اگر	تو یارب کہاں پائے کوئی مفر
مسکافات سے میں بہت دور ہوں	مگر تیری مرضی سے مجبور ہوں
تو پھیرے تو منہ سب کے پھر جائینگے	بلندی سے اسفل کو گر جائینگے
نہیں جز ترے کوئی ہاد و مضل	ہر گویا ترے حکم سے آب و گل
یقیناً تو خالق ہو رحمان ہو	مگر کُلُّ یَوْمِ نئی شان ہو
مبارک ہو تو ارحمِ رحیم و مجیب	رگِ جان سے بھی ہر لہر کے قریب
نڈا لے اگر تو حجابِ شہود	تو باقی رہے کیا ہمارا وجود
تو باطن ہو ظاہر ہو ای میثال	تو اول ہو آخر ہو ای ذوالجلال
خبر لے مری اور خدا سے غیور	کہ صد ہون سے ہو دل مرا چور چور

مصالح سے خالی یہ دنیا نہ ہو  
 جو توفیق دے تو مجھے ذوالجلال  
 ان آنکھوں میں تیرا یہ جلوہ ہے  
 جو تیرا ہوا ارحم الراحمین  
 فَإِنِّي أَنَا أَسْأَلُكَ الْعَطَا  
 ترے فضل کا کوئی مانع ہو کب  
 جسے تجھ سے کچھ اُنس و اخلاص ہو  
 مرا حوصلہ دیکھ اے کردگار  
 اکی میں نادم ہوں بیچارہ ہوں  
 میں کیا ہوں مرے حصے بھی ہیں کیا  
 بضاعت یہاں کچھ نہیں جز خطا  
 جو کچھ دیگا تو اے حلیم و غبور  
 تو ہی دے تو سب کچھ ملے اے خدا  
 زمین و فلک میں ہے جو اے کریم  
 جو کچھ خلق میں ہو نہاں و عیان

تمنا ہو بیجا تمنا نہ ہو  
 تمنا ہو پھر غیر کی کیا مجال  
 کہ دنیا نظر میں نہ دنیا رہے  
 اُسے در بدر تو پھراتا نہیں  
 أَحِبِّ دَعْوَتِي يَا حُجِّيْبَ الدُّعَا  
 ترے دستِ قدرت کے تابع ہیں سب  
 وہ تیری فقط رحمتِ خاص ہو  
 جو تیرا کرم ہو تو بیڑا ہو پار  
 کسی کی محبت میں آوارہ ہوں  
 تو دیکھ اپنی قدرت کو اے کبریا  
 میں طالبِ نین ابر کا جز عطا  
 وہ ہوگا طلب سے زیادہ ضرور  
 نہیں جز ترے کوئی حاجت روا  
 يُسَبِّحُ فَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَظِيمِ  
 وہ کرتا ہو تقدیس تیری بیان

تو تبتح و تبتس و تباب ہر	تو تبتح و تبتس و تباب ہر
تو ہی پر وہ پوش گناہ عظیم	تو ہی پر وہ پوش گناہ عظیم
مے رب مے پاک پروردگار	مے رب مے پاک پروردگار
مجھے خواہش اہل دنیا نہو	مجھے خواہش اہل دنیا نہو
مگر آئے دل میں مے جو خیال	مگر آئے دل میں مے جو خیال
ہر اک عزم کا میرے ہو کار ساز	ہر اک عزم کا میرے ہو کار ساز
گنہگار ہوں میں تو ربنا میں	گنہگار ہوں میں تو ربنا میں
بشر ہوں مگر شر مرا نام ہو	بشر ہوں مگر شر مرا نام ہو
مجھے دعویٰ پارسائی نہیں	مجھے دعویٰ پارسائی نہیں
جہاں ہوں نہ امت مے ساتھ ہو	جہاں ہوں نہ امت مے ساتھ ہو
ہو مکن ترے حکم سے ہر حال	ہو مکن ترے حکم سے ہر حال
اکیلا ہو تو ای قوی و جلیل	اکیلا ہو تو ای قوی و جلیل
نہ جو تجھ سے مایوس کوئی فقیر	نہ جو تجھ سے مایوس کوئی فقیر
یہ جو کچھ ہو سب امر مہم ہو	یہ جو کچھ ہو سب امر مہم ہو
تو حاکم ہو ارض و سموات کا	تو حاکم ہو ارض و سموات کا
تو قہار و غفار و ثواب ہو	تو قہار و غفار و ثواب ہو
تسلی دہ بینظیر سقیم	تسلی دہ بینظیر سقیم
فَاَنْزِلْ بِلُطْفٍ عَلَيْنَا الْوَقَارَ	فَاَنْزِلْ بِلُطْفٍ عَلَيْنَا الْوَقَارَ
دعا ہو کہ انکی تمنا نہ ہو	دعا ہو کہ انکی تمنا نہ ہو
وہ تیری طرف سے ہو ای ذوالجلال	وہ تیری طرف سے ہو ای ذوالجلال
مے نصرت و فتح امی بے نیاز	مے نصرت و فتح امی بے نیاز
فَسَيُخَالِطُكَ اِنَّا وَاِنَّ الظَّالِمِينَ	فَسَيُخَالِطُكَ اِنَّا وَاِنَّ الظَّالِمِينَ
میں انسان ہوں نسیان مرا کام ہو	میں انسان ہوں نسیان مرا کام ہو
اُنہا ہوں سے اکدم رہائی نہیں	اُنہا ہوں سے اکدم رہائی نہیں
میری آبرو اب ترے ہاتھ ہو	میری آبرو اب ترے ہاتھ ہو
تو اللہ باقی صد ذوالجلال	تو اللہ باقی صد ذوالجلال
كَرِيمٌ حَقِيقٌ رَقِيبٌ وَكِيلٌ	كَرِيمٌ حَقِيقٌ رَقِيبٌ وَكِيلٌ
کہ ہر شے پہ قادر ہو تو ای قدیر	کہ ہر شے پہ قادر ہو تو ای قدیر
تری ذات بس حی و قیوم ہو	تری ذات بس حی و قیوم ہو
تو مرجع ہو کل کی مناجات کا	تو مرجع ہو کل کی مناجات کا

تری شانِ قدرت ہماری نمود	ترا فیضِ رحمت ہمارا وجود
مبارک ہو تو ای بدیع و سریع	ترے قہر سے تیری رحمت وسیع
بحق محمد بنی کریم	خطائیں مری بخش دے ای علیم
میں بیگیں ہوں میرا محافظ ہو تو	کہ حافظ ہی غالب ہو تو ای عفو
مبارک ہو تو ای سریع و بدیع	سَرَّیْعَ سَبَدَّیْعَ بَدَّیْعَ سَرَّیْعَ
جسے چاہے جلوہ دکھاتا ہو تو	غریبوں سے کیوں منحہ چھپاتا ہو تو
ہماری زبان سے سن ای ذوالجلال	تباہی کا قصہ مصیبت کا حال
ستائے ہوئے ہم مین ای دادگر	تو کرا اپنی رحمت کی ہم پر نظر
سرا پا خطا ہوں ریا کار ہوں	عقوبت کا بیشک سزاوار ہوں
مگر تجھ سے رحمت کی اُمید ہو	زیادہ عنایت کی اُمید ہو
ترا حلم بخشے خطائیں مری	ہوں مقبول ساری دعائیں مری
مبارک مین وہ ای مرے دادگر	ہو جنکا تو کُل تری ذات پر
بحق محمد رسول امین	ہو اب رحم یا ارحم الراحمین

عروج

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ كَلِمَاتُ عَظِيمَا

بناست ای روحِ راحِ کریم



حبیب ایک محبوبِ اکرم کا ہوں  
 زمانے پہ لازمِ ادب ہو مرا  
 ترے فیض سے صدرِ اصحاب ہوں  
 کوئی سر اٹھائے ذرا کیا مجال  
 ہر اک سحرِ باطل مٹا یا گیا  
 کسی پر نہیں ختم فیضِ عیسم  
 منافق نہ واللہ فاسق ہوں میں  
 انھیں کی شریعت کا پابند ہوں  
 محمد کا فیضانِ روحی ہو یہ  
 ید اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ ہو  
 ازل سے ہوں میں خادمِ غوثِ پاک  
 وہ سلطانِ عالم وہ مولا مرے  
 نہ میں خشک زاہد نہ مجذوب ہوں  
 مقدر سے اب کیا گلا ہو مجھے  
 یہاں فکر کچھ غیرِ وحدت نہیں

میں اسوقت سرتاجِ عالم کا ہوں  
 کہ دستورِ اعظم لقب ہو مرا  
 میں اس دور کا قطبِ الما قطب ہوں  
 من اللہ ہو میری شانِ جلال  
 مجھے اسمِ اعظم بتایا گیا  
 کہ ہر شے پہ قادر ہو ربِّ عظیم  
 محمد کے جلوے کا عاشق ہوں میں  
 انھیں کے کرم سے برومند ہوں  
 ہمارا تو جامِ صبوحی ہو یہ  
 یقیناً خدا خود مرے ساتھ ہو  
 ہوئی جنکے صدقے میں روشن خاک  
 وہ مخدومِ اعظم وہ آقا مرے  
 ازل ہی سے محبوبِ محبوب ہوں  
 محمد کا ورثہ ملا ہو مجھے  
 کتاب و معلم کی حاجت نہیں

کسی کا نہ احسان سر پر لیا  
 زمین و فلک جملہ خلق خدا  
 کبھی ختم شان ولایت نہیں  
 ملین پر نہ جب تک یہ تینوں کمال  
 سخن ہو کر امت نہ رد ہو دعا  
 بظاہر نہ ہو جو دعا مستجاب  
 وہ مردے کہ حق کا نظارہ کروں  
 خلاف اُنکے رستے کے جو پیر ہی  
 ہی مجنون وہی اور صاحب ثبات  
 شریعت سے جو پیر سر تاب ہی  
 بحکم شریعت تو فاسق ہی وہ  
 اُسے فکر آغاز و انجام کیا  
 لباس اکابر میں وہ خود غرض  
 جہان بال و پر خوب پیدا کیے  
 یہی رنگ نقشہ جمانے کے ہیں

مجھے جو دیا وہ خدا نے دیا  
 یَقُوتُ لَوْ نَحْنُ كَيْفَ نَعْمَلُ مِمَّا يَشْكُرُ  
 کہ محدود فیضانِ قدرت نہیں  
 محمد سے کامل نہیں اتصال  
 ہو پیشین گوئی بحکم خدا  
 خبر مصلحت سے ہو اُسکی کتاب  
 محمد محمد پکارا کروں  
 وہ شیطان پر مکر و تزویر ہی  
 کہ پیدا ہوں لیلیٰ کے حسین صفات  
 محمد کا دشمن وہ کذاب ہی  
 ہو اللہ شاہد منافق ہی وہ  
 ہدایت سے اُسکو بھلا کام کیا  
 بنانا ہی اور وکٹو صاحب مرض  
 مہنی و صنع کے لوگ یکجا کیے  
 یہی ڈھنگ دنیا کمانے کے ہیں

نہ کیوں انکی ہر بات کو ہو فروغ  
 جو بہت پر انکی نہ مفتون ہوا  
 نہ کچھ سیرت مصطفیٰ کا ہو ذکر  
 نہ پاس اخوت نہ آداب دین  
 جو مقصود شہرت نہیں یا نزع  
 نہیں اہل جوارگ سننے کے لوگ  
 جو قبروں پہ سجدہ نہ کوئی کرے  
 سنیں راگ خلوت میں محرم کے ساتھ  
 پلاؤ کہ ان سب سے تائب ہو نہیں  
 عمل ان احادیث پر ہو تو اب  
 نہ جب تک نہ نثر نہیں ہو کچھ فتور  
 مخالف ہو قرآن کے جو حدیث  
 جو ہو بدعتی حق پہ قائم نہیں  
 بہت ان میں ایسے بد اعمال ہیں  
 یہ تعلیم دیتے ہیں یہ بے حیا

ہر امر پر سب انکو صدق و دروغ  
 اسے کہد یا یہ تو ملعون ہوا  
 نہ آثار اصحاب کی انکو فکر  
 جسے چاہا بس کہد یا ہو لعین  
 تو خلوت میں سنتے نہیں کیوں سماخ  
 لگاتے ہیں کیوں اُنکے پیچھے پیروگ  
 تو یہ چاہتے ہیں اسی دم مرے  
 کہ ہو درد عشاق کے دم کے ساتھ  
 سراپا شریعت پہ راغب ہو نہیں  
 نہوں جو خلافِ نصوص و کتاب  
 میں ہوں جو حقیقہ کا پیر و ضرور  
 تو راوی و حامل ہیں دونوں نسبت  
 جو اتنا چھوڑے وہ مسلم نہیں  
 حقیقت میں جو فخر و جال ہیں  
 ہی پیر طریقت کا سجدہ روا

سکھاتے ہیں لوگوں کو یہ خصال  
 بناتے ہیں اور دن کو آزاد یہ  
 سنا کوئی دوا تو ہیں لوٹ پوٹ  
 پڑھے کوئی آیت جو الحان سے  
 کلام رسول و کلام خدا  
 یہی کیا محشر کو منظور تھا  
 یہ مانا کہ جائز ہو نفس سماع  
 نبوئیں کے قرآن کو جو غنی  
 کوئی خاص میرا مخاطب نہیں  
 جو بدعت پر ایمان رکھتے ہیں یہ  
 وہ قدسی نفس اہل دراک تھے  
 خلاف شریعت نہ اک کام تھا  
 اکابر یہ یہ حرف آتا نہیں  
 نہ تھے عیش کے یوں طلبگار وہ  
 ہو رہے تھے مین گو کوئی فخر جہان

ہو وحدت میں کیساں حرام و حلال  
 ہزاروں کو کرتے ہیں برباد یہ  
 کنصیا کی صورت لگی دل پہ چوٹ  
 تو بیٹھے رہیں چپ یہ انجان سے  
 سنیں تو نہ ہو و جدا نکو ذرا  
 یہی کیا شہابہ کا دستور تھا  
 نہ پر اسطرح جس سے اُٹھے نزاع  
 وہ ہم سے نہیں کہ گئے ہیں نبی  
 ہو بے شرع جو پیر وہ کچھ نہیں  
 اکابر یہ بہتان رکھتے ہیں یہ  
 اکابران اطوار سے پاک تھے  
 انھیں حفظ آداب اسلام تھا  
 کوئی اُنکے رتبے کو پاتا نہیں  
 نہ شہرت پہ مرتے تھے زہار وہ  
 مگر قرب خیر القرون اب کہاں

کہاں غوثِ اعظم سا بے دستگیر  
 تھا انکے لیے دین وہ دین کے لیے  
 میں بندہ خداوندِ قادر کا ہوں  
 انھیں کا یہ سب فیضِ تقلید ہی  
 نہوگو کمالات میں کچھ قصور  
 جہاں تک ملے قربِ خیر القرون  
 جو نسبت کرے انکی سچے خلاف  
 جسے کچھ بھی بے شرع جانیگے ہم  
 اکابرِ شریعت کے پابند تھے  
 بزرگوں پہ اب بھی یہ باتیں ہیں شاق  
 جو پابندِ احکامِ ظاہر نہ تھے  
 نظر آتے ہیں اب بھی جو بدعتی  
 دکھاتے ہیں جو طرزِ حسنِ قبول  
 سمجھتا تھا میں پندرہ سال تک  
 اُھلین جس گھڑی ان کی مکاریاں

کہاں اب وہ ہندو ملی سافقیہ  
 وہ رتبے تھے انکے انھیں کے لیے  
 میں نقشِ قدم ان اکابر کا ہوں  
 جو سرمایہٴ عیشِ جاوید ہی  
 جو پہلے تھے انکو شرف تھا ضرور  
 اسے کیون نہ آخر سے بہتر کہوں  
 وہ بہتانِ ظاہر ہو تہمت ہو صاف  
 نہ مانینگے اسکو نہ مانیں گے ہم  
 مٹے حضورِ خداوند تھے  
 یَعُوذُونَ مِنَ شَرِّ أَهْلِ الْبَغَاثِ  
 وہ ہرگز ہمارے اکابر نہ تھے  
 عدوئے خدا ہیں عدوئے نبی  
 یہ ہیں بودہ اور جو گویں کے اصول  
 کہ حق پر ہیں یہ بھی کسی حال تک  
 وہ پر دے ہی پر دے میں عتیار یاں

کون کیا جو مجھ کو ندامت ہوئی  
 بجز زور کے کچھ بھی حاصل نہ تھا  
 جو اسے طبیعت غنی ہو گئی  
 مگر ایک شب کو یہ رحمت ہوئی  
 جو عالم ہوا وجد کا حال کا  
 کسی سے نہ گو غنیجہ دل کھلا  
 ستا یا تھا اہل دغا نے مجھے  
 محمد کا اُس دم جو اکرام تھا  
 دعا حسن انجام پا ہی گئی  
 خم و ساقی و جام و بادہ ملا  
 نہ باقی رہا بچہ دوری مجھے  
 تھا اُس دم مرے سامنے اک شریہ  
 یہ دیکھا تو بھاگا وہ منہ پھیر کر  
 کہ جو میری سنت پہ قائم نہیں  
 دکھائے بھی گو وہ ہزاروں کال

فقیر و نکی صورت سے نفرت ہوئی  
 ہزاروں میں اک مردِ کامل نہ تھا  
 معاذ اللہ کیا بدظنی ہو گئی  
 رسولِ خدا کی زیارت ہوئی  
 یہی اجر تھا پندرہ سال کا  
 مگر حُسنِ نیت کا ثمرہ ملا  
 نہ محروم رکھا خدا نے مجھے  
 خدا کا یہی فضل و انعام تھا  
 محبتِ مری کام آ ہی گئی  
 طلب سے بہت کچھ زیادہ ملا  
 ملی فضلِ حق سے حضوری مجھے  
 مرید اُسکے لاکھوں صغیر و کبیر  
 ہوا تب یہ ارشادِ خیرِ البشر  
 منافق ہر وہ پیرِ مسلم نہیں  
 فَيَسْتَدْرِجُهُ لَكَا فِي ضَلَالٍ

خلاف او امر کرین رات دن  
 خلاف شریعت جو ذوالحال ہو  
 شریعت ہو محبوب اربابِ حال  
 کوئی اس سے منہ موڑ سکتا نہیں  
 شریعت محبت کی معیار ہو  
 شریعت کا پورا جو عامل نہیں  
 جو ہو خود غرض اور بدعت پسند  
 نہ جوگی نہ فاسق ہوں میں ساقیا  
 نہ محمد نہ آزاد رہبان ہوں  
 مرادین عشقِ حبیبِ خدا  
 اکابر کی تعظیم حسبِ کرام  
 شب و روزی حفظِ آدابِ دین  
 ہیں جتنے یہ شیدائے دنیائے دون  
 نہیں دین میں کارا و ولعب  
 ہیں دنیا کی خاطر یہ مکر و فریب

ولایت کا پھر دم بھرین رات دن  
 وہ ساحر ہو جوگی ہو دجال ہو  
 شریعت ہو معیارِ صدق و کمال  
 مسلمان تو چھوڑ سکتا نہیں  
 جو پیر ہو اسکا وفادار ہو  
 ولی بھی ہو لیکن وہ کامل نہیں  
 وہ کس طرح پائے مقام بلند  
 محمد کا عاشق ہوں میں ساقیا  
 میں بندہ خدا کا مسلمان ہوں  
 مقلد ہوں امتارِ اصحابِ خدا  
 خداوند کی یاد ہر صبح و شام  
 مگر ہاں مجھے لو آتا نہیں  
 يٰمُؤْمِنُونَ فِيْضًا وَهُمْ يَكْفُرُونَ  
 نہ مومن ان افعال کا مرتکب  
 ہو بدعت سے انکی فقری کو زیب

یہ محبوب حق خاتم الاولیا	جو چاہیں کریں انکو سب ہو روا
اگر ہوں کسی وقت گمراہ یہ	کرامت ہو استغفر اللہ یہ
انھیں اہل اسلام میں بالخصوص	حیثیت نہ غیرت نہ باہم خلوص
وہ خود دے کہ دم تیرا بھرتا ہوں	شریعت کہ میں حفظ کرتا رہوں
وہ خود دے کہ مردہ نہیں اک نام ہو	مرے ہاتھ میں بیخ اسلام ہو
نہ ہرگز پھروں لاکھ کوئی کے	محمد محمد زبان پر رہے
سمائے رگ و پریں ذکرِ آلہ	خدا خود ہر میری وفا کا گواہ

## اسماء حسنی

پا سا قیا جام وصل حبیب	وَلَا تَجِبْ إِلَّا نَجِيبَ نَجِيبٍ
غم ہجر کا وصل میں کیا گلا	فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَهْلِي إِلَّا لَكَ
ہو چمن بیشک وہ فرد و غیور	إِذَا مَا ابْنُ كَلْبَةَ فَإِنَّ الْحَبَابَ
اگر ہو کوئی داعی اشتیاق	فَوَيْلٌ لِّلَّذِي الْوَدَى لَا يَطْلُقُ
جو عاجز بنا کوئی وہ ہو حلیم	وَمَنْ تَلَبَّاهُمْ فَأَوْفُوا زَالِجِيمٍ
جو پکڑے کسی کو وہ رب غفور	فَمَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ
اُسی کی عنایت اُسی کا کرم	جِسے چاہے دوس ملک ناز و نعم



فَبَشِّرْهُ لِمَنْ يَرْتَضَى بِالْقَضَا  
 اگر سوچ دین اُسکو سائے ہو  
 نہیں دیر رحمت میں غفار کی  
 جسے چاہے دم میں کرے فیضیا  
 جو ویران کو وہ رشکِ بستان کرے  
 کیا مجھ سے بکس کو یون کا سیاب  
 نہ لب بند تو بہ سے ہوں مکنفس  
 توجہ ہوئی پیرِ کامل کی جب  
 مرے حال پر حق کی رحمت ہوئی  
 بلا جام پر جام اب تو شتاب  
 گشتا میں ہیں گھنگھو چھائی ہو میں  
 برسنے لگا ابر جو گھوم کر  
 یہ حکم تظاہرِ حسن قبول  
 درمیکدہ پر حریفوں کا شور  
 عجب بادہ نوشی کی ہو دھوم دھام

وَعَوَّبِي لِمَنْ يَصْبِرُ عَلَى رَحْمَتَا  
 وہ کرتا ہے بندوں کو راضی ضرور  
 لگی ہو مگر دل سے دلدار کی  
 عَلَيْهِ التَّكَاَلُ إِلَيْهِ الْمَأْب  
 کہانتک کوئی شکر احسان کرے  
 وَقَدْ قَازَقُونَا بِهِ مِنْ أَكْثَابِ  
 وہاں عاجزی کام آتی ہو بس  
 دیا اُسے گنجِ کمال و ادب  
 محمد کی کامل عنایت ہوئی  
 وہ کیا جھومتا آ رہا ہو سحاب  
 چھوڑیں ہیں کیا تلملانی ہو میں  
 ہواؤں کے جھونکے چلے جھوم کر  
 یہ بارانِ رحمت کا ہر دم نزول  
 وہ جوشِ جوانی وہ مستی کا زور  
 درستی پہ ہو میکدے کا نظام

وَقُلْ حَسْبُنَا اللَّهُ نِعْمَ الْوَكِيلُ  
 اَفَوْضَلَا مَرِي إِلَىٰ مَرِي  
 خَبِي هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ  
 غِيَاثُ الْمُنِيْتِيْنَ ذُو الْاِنْتِقَامِ  
 وَمُتَكَبِّرٌ مُّنتَقِمٌ الْجَبَلِ  
 رحيم اور جبار و ديان ہو  
 وہ متان و متان وہ لا يزال  
 مہین ہو تو اب و قائم ہو وہ  
 قریب اور اقرب ہو وہ مثال  
 هُوَ قَاضِي الْحَاجَةِ لِلْوَاسِي  
 ہوئی وہی اور وہی ہو میت  
 فِيْكُمْ وَتُثَابِتٌ هُوَ مَا يَشَاءُ  
 وہی مستدر اور قادر وہی  
 وَسُبْحَانَ ذِي الْحِكْمِ خَلَقَ الْجَمَالَ  
 اسی کو ہو زیبا جلال و غرور

اَوْرَكَسَ رَاحِ شَيْءَ الْعَالَمِ  
 لَخِيْفٌ خَبِيْرٌ لِّصَيْرِتِ  
 بِدَائِعِ سِرِّيَّةٍ مُّجِيبٌ مُّشِيْرٌ  
 هُوَ الْمُغْنِي الْفَرْدُ رَبُّ الْكَانَمِ  
 وہ غلاق و رزاق کل کا کفیل  
 وہ سبوح و قدوس و رحمن ہو  
 وہ ذو الطول و ذو لبش و صاحب جلال  
 مصور ہو علام و عالم ہو وہ  
 وہ عالی و اعلیٰ ہو رب العالم  
 وہ مولا ہو کل کا وہ سب کا خدا  
 ہو محضی وہی اور وہی ہو یقین  
 وہ حاجی و ثبت وہ حاکم ہوا  
 مقدم وہی ہو موحش روی  
 فَاتَّخَذَهُ اللَّهُ صَنِيعَ الْكَمَالِ  
 وہ بندہ نواز و خدا کے غیور

هُوَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ مَنْ  
هُوَ الْبَرُّ الْعَظِيمُ ذُو الْبَقَاءِ  
هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ أَحَدٌ غَفُورٌ  
هُوَ الْبَرُّ سَيِّدُ رَبِّ كَبِيرٍ  
هُوَ الْوَلِيُّ إِلَى رَبِّ تَعَالَى  
هُوَ الْخَافِظُ الْوَاحِدُ الْمَاجِدُ  
هُوَ الْبَاقِي مَعَ الْجَلَالِ  
هُوَ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْخَافِضُ  
هُوَ الْعَاشِرُ مُتَعَالِي الْقَاهِرُ  
رَفِيعٌ عَلَى الْعَظِيمِ كَبِيرٌ  
مَلِكٌ سَلَامٌ طَهِيرٌ الْعَبَادُ  
هُوَ الْكَافِي الشَّافِي الدَّائِمُ  
هُوَ مَالِكُ الْمَلِكِ مَلِكُ مُبِينٍ  
هُوَ الْقَاسِطُ الْعَدْلُ الْبَرُّ الْكَافُ  
هُوَ الْمُؤْمِنُ السَّابِقُ الرَّافِعُ

لَنَا النَّاصِرُ الْعَالِمُ ذُو الْمَنِّ  
هُوَ أَرْفَعُ الشَّانِ ذُو الْكِبَرِ  
وَصَمَدٌ فَحِيطٌ صَبُورٌ شَكُورٌ  
هُوَ الْغَفَّارُ غَفَّارٌ عَبْدٌ فَقِيرٌ  
وَالْمُكَلِّ قَهَّابُ الْأَسْمَاءِ  
هُوَ الْوَاحِدُ الْمُتَعَمِّدُ الْوَاحِدُ  
وَقَتَّاحُ أَبْوَابِ أَفْضَالِهِ  
مُضِلُّهُ هُوَ الْبَاسِطُ الْقَابِضُ  
وَقَهَّارُ الْمُنْجَى نَاطِقٌ  
حَلِيمٌ عَفَّارٌ رَوْفٌ قَدِيرٌ  
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَحِيطٌ جَوَادٌ  
هُوَ الدَّهْرُ ذُو الْقُوَّةِ الْعَاصِمُ  
عَزِيزٌ وَلِيُّ قَوْمٍ مُبْتَلَيْنِ  
شَدِيدٌ الْحَالِ شَدِيدٌ الْعَوَابِ  
هُوَ الْفَاتِحُ الرَّازِقُ الْوَاسِعُ

سَمِيعٌ عَلَيْهِمْ حَفِيفٌ رَقِيبٌ  
 هُوَ مُنْزِلُ الْوَحْيِ وَالصَّانِعُ  
 هُوَ الشَّاهِدُ وَالْحَكَمُ وَالشَّهِيدُ  
 هُوَ الْبَاعِثُ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ  
 هُوَ الْمُبْدِيُّ وَالْمُعِيدُ الرَّشِيدُ  
 هُوَ الْمُنَانِيَةُ مُعْطَى السَّائِلِينَ  
 هُوَ قَابِلُ التَّوْبِ رَبُّ كَرِيمٍ  
 يَدِيرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مَنْ  
 هُوَ اللَّهُ فَعَالَ لِمَا يُرِيدُ  
 هُوَ الْعَارِلُ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ  
 تَقْدَسُ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَشَانُ  
 قُلُوبِ الْعَوَالِمِ يَا كَرِيمُ  
 وَأَفْضَلُ نِعَمَائِهِ الْمُصْطَفَى  
 فَادْعُوا بِأَسْمَائِهِ كُلِّهَا  
 يَا أَحْمَدُ يَا خَالِقَ الْكَائِنَاتِ

مَعِزُّ مَذَلِّ شَدِيدُ حَسِيبٍ  
 هُوَ أَسْرَعُ الثَّابِتِ الدَّامِعُ  
 حَكِيمٌ وَدُودٌ حَمِيدٌ مُجِيدُ  
 هُوَ الْوَارِثُ الْبَاطِنُ الظَّاهِرُ  
 هُوَ الْحَاجِمُ الْهَادِي وَالْوَحِيدُ  
 هُوَ الصَّادِقُ وَالنَّافِعُ وَالْآمِنُ  
 هُوَ غَافِرُ الذَّنْبِ حَقٌّ وَكَدِيمُ  
 لَهُ الْحَمْدُ وَالْقُدْرَةُ وَالزَّمَنُ  
 عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ رَاشِدُ  
 إِلَهُ الْإِلَهِينَ مُعْطَى الْيَقِينِ  
 تَبَارَكَ فِي كُلِّ حِينٍ قَائِمُ  
 تَدْوُو عَلَى شُكْرِ النِّعَامِ  
 عَلَيْهِ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
 يَا رَبِّ رَبِّي مُجِيبُ الدُّعَاءِ  
 أَعُوذُ بِكَ يَا كَرِيمُ مِنَ الْكَافِرَاتِ

ترے در پہ مظلوم آیا ہوں میں  
 لَقَدْ كُنْتُ اِنِّ مِنَ الظَّالِمِيْنَ  
 کوئی شہنشاہ تیرے آگے محال  
 محافظ رہے شانِ قدرت تری  
 جو آہر سے دی مجھ کو اولاد بھی  
 غریبوں کا ماں ہو تو امیر معین  
 کسے تو حے غم میں سنبھالائیں  
 جو دنیا میں بالنگون وہ دنیا میں رک  
 حضوری کا رشتہ نہ ٹوٹے کبھی  
 رہے مجھ پہ یہ فضل ہوا مرے  
 جو سرکش ہوں وہ بھی مرے رام ہوں  
 محمد کی خدمت میں کرتا رہوں  
 بدل دے محاسن سے میرے عیوب  
 بحق محمد سراج السُّبُل  
 بحق علی و بحق بتول

وسیلہ محمد کا لایا ہوں میں  
 فَادْعُنِي بِمَا رَحِمَ الرَّاحِمِيْنَ  
 طلب سے بھی زائد دے اور دلچال  
 نہ ضائع ہو مجھ سے ودیعت تری  
 رہیں تا ابد اُن میں قطب دولی  
 نَعُوْذُ بِكَ وَبِكَ نَسْتَعِيْنُ  
 کوئی جز ترے دینے والا نہیں  
 جو عقیقہ میں چاہوں وہ عقیقہ میں دے  
 محمد کا دامن نہ چھوٹے کبھی  
 کسی کا نہ محتاج ہوں جز ترے  
 رفاقت میں کل اہل سلام ہوں  
 دم شرع و اسلام بھرتا رہوں  
 وَابْدِئْ بِكَ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوْبُ  
 بحق ہمہ انبیاء و رسل  
 پئے اہل بیت و بہ آل رسول

<p>بھقِ حسنِ ہم بھقِ حسین  پئے اہلِ عشق و مریدانِ حق  اکہی پئے جملہ اہلِ یقین  بھقِ ملائک ذوی الاحترام  اکہی پئے شانِ خلقِ عظیم  اکہی پئے شکرِ نعمائے تو  برائین مرادین مری کل شباب  بھقِ محمد علیہ السلام</p>	<p>پئے جملہ اصحابِ بدر و جنین  پئے صادقین و شہیدانِ حق  اکہی برائے ہمہ صالحین  بھقِ ہمہ اولیا سے کرام  اکہی بھقِ کلام و تدیم  اکہی پئے عزائے سمائے تو  بہمین اپنی حمت سے رکھ کامیاب  اکہی رہون تا ابد شاد کام</p>
--	---

آئین

ساقی کوثر

<p>کہ ہوں فیض سے تیرے مہرِ نیر  مین کیسا ہی ہوں تیرا فرزند ہوں  مجھے ناز ہو بس تری ذات پر  تو دستِ خدا ہو تو شیرِ خدا  علیٰ ہین محمد محمد علی</p>	<p>بنامست ای ساقی بے نظیر  ترا دل شکن یا جگر بند ہوں  نہین خضر ہرگز کسی بات پر  تو ساقی کوثر ہی تو مرے تفسے  ولی خدا تو وصی نبی</p>
---	---

جو دیکھے جدا تجکو احوال ہو وہ  
 دو عالم میں برحق ہو یا سیدی  
 سوا اسکے جو کچھ ہو دنیا ہو وہ  
 تو شہر حقیقت کا در بند ہو  
 حجابِ تھے صحیفِ رسولِ انام  
 اَصْحَابُکَ اَصْحَابِکَ کے واسطے  
 ہو اجن سے راضی خدائے مبین  
 تفاوت ہو ہر ایک کی شان میں  
 خدا کا نہیں وہ نبی کا نہیں  
 ترے نور سے جتنے گوہر ہوے  
 ہوں شلِ نبی تا صبور و شکور  
 نہ کیوں انکا حاسد ہو غرقِ عرق  
 اگر ہو کوئی قول انکے خلاف  
 محمد کو حق سے رسالت ملی  
 تو احمد کا محرم محمد کی جان

جو واصل ہوا تجھ سے اکمل ہو وہ  
 رسالت نبی کی امامت تری  
 پئے مجتہد زادِ عجبے ہو وہ  
 ترا عشق عشقِ خداوند ہو  
 فضائل میں انکے نہیں کچھ کلام  
 محبت ہو اجاب کے واسطے  
 جو راضی نہیں اُنسے مسلم نہیں  
 ترے عشق سے جانِ ایمان میں  
 جو تیرا نہیں وہ کسی کا نہیں  
 وہی جانشینِ پیغمبر ہوے  
 رہی راحتِ دنیوی سب سے دو  
 کہاں اہلِ دنیا کہاں اہلِ حق  
 وہ ہو کذبِ ظاہر ضلالت ہو صفا  
 محمد سے تجھ کو والا بیت ملی  
 کسی کا نہیں واسطہ درمیان

تو ہر باب علم نبی اے سلیم  
 ید اللہ و غالب ہر تواری ولی  
 مجھے اپنے ہی علم سے علم دے  
 مین سردارِ جنت ترے دو گھر  
 تو شاو شجاعان تو زوجِ بتول  
 ترے نور سے پُر ضیاء شجہت  
 حقیقت مین اے صاحبِ ذوالفقار  
 مری جان و تن مین تو مخلوط ہے  
 دعا ہر شب و روز اے حق مآب  
 ہمارے لیے وجہ تسکین ہو تو  
 اسی نور سے کرنے مجھے فیضیاب  
 ترے لطف سے اے طیبِ لبیب  
 حضوری مین ہر وقت حاضر رہوں  
 رسولِ خدا نے وصیت یہ کی  
 مری آل کے بعد ہو یہ کلام

نہیں کوئی تیرا شریک و سہم  
 تو کیا انتہا ہو ترے زور کی  
 اسی زور سے زور سے علم دے  
 تو افضلِ جہاں سے ترے کیا خبر  
 نہ جانا کسی نے تجھے جز رسول  
 شریکِ نبوت تو یارِ لونِ صفت  
 تری ہر صفت شان پروردگار  
 مرا سلسلہ حق سے مضبوط ہے  
 کہ ظاہر ہو تو صورتِ آفتاب  
 امامِ زمانِ مہدی دین ہو تو  
 کہ ہر قطرہ جسم ہو آفتاب  
 شفا ہر الم سے مجھے ہو نصیب  
 کہیں ہوں مگر تیرا ناظر رہوں  
 کہ ہو واجبِ القدرِ نعمتِ مری  
 بخمین دو سے کافی ہو میں انصام



مُوْتاب ساقی پلا دے مجھے  
 ہو جس دل میں تیری محبت کا عطر  
 تری ہی ادا بہ سخن مین ملے  
 اسی دھن میں سو یا جو میں ادولی  
 مین کیا دیکھتا ہوں ہر اک بحر نور  
 نہ دیکھی یہ منگو یہ تجسی کہیں  
 ہر اک موج میں ہر عجب بے تاب  
 مین ہوں وسط دریا مین با صمد امید  
 جدھر سے روان ہو یہ دریا ادھر  
 جہان مجھ کو جانا ہو با احترام  
 بہت دور جا کر جو اٹھی نگاہ  
 مین کچھ لوگ اُس پر عماری نہ جھول  
 یہی قصد کرتا ہو وہ فیصل پر  
 مگر دھار پر زور چلتا نہیں  
 جو اس دیکھنے میں ہوئی تنہا دیر

تو جھگڑوں سے اب تو چھڑائے مجھے  
 وہاں غیر کی یاد ہو بوسے قطر  
 ترارنگ و بوہر چمن مین ملے  
 تو القا ہوا تیرا من فیض علی  
 صفا پرور و رشاکِ صحنِ بلور  
 نگاہیں کسی جا ٹھہرتی نہیں  
 نہیں جسکا جزو ریز دانِ جواب  
 عماری پہ بالائے فیصل سفید  
 اُسی سمت کو ہوں مین گرم سفر  
 ہو معلوم اُسکا نشان و مقام  
 پس پشت ہو ایک پیل سیاہ  
 سیہ رو وہ سب اور ہیچ ملول  
 کہ اُجلے کو ماروں زروئے حسد  
 کناے کناے ہو اندوہ گین  
 تو پہلو پہ آیا وہ ہو کر دلیر

یہ چاہا ہو خرطوم سے مشت زن  
کنارے گرا جا کے فیل سیاہ  
گرا مر گیا گل گیا بج گیا  
مسرت فزا گو ہو مرگ لعین  
کہ دریا میں جز فیل جائیگا کون  
جو پھرا ہیون نے سنایہ کلام  
وہاں چل کے خچر منگادین انھیں  
بڑی خوشدلی سے وہ چم غفیر  
اُسی فیل پر با جال و حشم  
پر اتنے میں اک پیک عالیوقار  
ٹھہر جائیے جشن عشرت ہو آج  
یہ سنکر اُسی فیل پر سے وہاں  
تو کیا دیکھتا ہوں کہ اک بزم نور  
ہر ایشی سب کا ملبوس ہو  
چمکتا ہوا جامہ ہر ایک کا

بڑھاتب مرا فیل دشمن فگن  
ہوئی اُن سواروں کی حالت تباہ  
نشان بھی نہ مردود کا رہ گیا  
میں ہوں پر سواروں کی خاطر حزین  
یہ بار سفر اب اٹھائیگا کون  
تو بولے کہ نزدیک ہواک مقام  
رو خشک اب ہم بتا دین انھیں  
روانہ ہوا پا کے زرا و کثیر  
چلے پھر اُسی بحر کی سمت ہم  
پکارا کہ ای خسرو کا مگار  
اسی گھر میں حضرت کی دعوت ہو آج  
نظر روزن در سے کی ناگمان  
مرتب ہو با صد نگار و سرور  
وہ ہیں شمع یہ سبز فانوس ہو  
مغرق جواہر میں سرتا پیا

کہرا میں نے دار و نہ سے پھر کہ ہاں  
لباس سفید آج پہنیں گے ہم  
مرے توشہ خانہ کو جا کر شتاب  
پہن کر وہ ملبوس حاضر ہوا  
بچھا ایک جانب کو ہو ایک تخت  
وہ جامہ سپید اور رخ پر جمال  
ہو دست مبارک میں کوئی کتاب  
وہ ہو ذکر اہل بیت کرام  
جو فارغ ہوا ذکر سے وہ حبیب  
لباس سے پھر اٹھکے ملیہ شتاب  
یہ مولانا محبوب خاص نبی  
یہ فرماتے ہیں مرشد عالمین  
نذا کو نیا زان کا مرغوب ہو  
رہا تنگے جو ہوں بعید و قریب  
نامین نے جو ہیں یہ شیریں کلام

تو آنکھوں سے خود دیکھ لے یہ سماں  
مگر ہوں جو اہرنہ کچھ ان سے کم  
وہی جامہ لایا وہ با آب و تاب  
میں ان سب کا محبوب خاطر ہوا  
ہو اسپر جلیس ایک تابندہ نخت  
سرا پا جمال اور شیرین مقال  
جسے پڑھ رہا ہو وہ عالی جناب  
فضائل سناتا ہو ان کے تمام  
گلے سے لگایا بلا کر قریب  
کہ معان مولا ہو یہ حق مآب  
کرامت ہو انکی ہر اک شنوی  
کہ ہم خود اُنھیں لیکے پہنچیں وہیں  
جو انکا ہو مولا کا محبوب ہی  
اُنھیں ہوگی دید محمد نصیب  
ہو اوڑھ کر دست بوس سام

پراٹنے میں برخاست محفل ہوئی  
 اُسی فیل پر ہو کے فوراً سوار  
 مگر دوڑ کر آئے کچھ خادین  
 یہاں سے نہیں وہ جگہ کچھ بھی دور  
 نظر کی اُدھر تو نمایاں ہو راہ  
 برشتے ہیں انوار رب غفور  
 دکھائی خدا نے جو شکل اسید  
 کہوں کیا میں کیونکر روانہ ہوا  
 وہیں غیب سے دل پہ القا ہوا  
 ائمہ ہیں یہ سب جو ہیں سبز پوش  
 نہ جب تک ہو ظاہر وہ شکل اسید  
 جو چونکا بحکم خداوند گار  
 خدا نے جو بھیجی نویدِ ظفر  
 اثر تھا محبت کا یہ لاکلام  
 نہ کیوں اہل دین پر ہو واجب الادب

تو مجھ کو وہی فکر منزل ہوئی  
 چلا میں سوئے بحر انجام کار  
 پکارے کہ ای شاہ تلج و لکین  
 کہ جس جا سے جاری ہو یہ بحر نور  
 ہو وہ جاے مقصود پیش نگاہ  
 اُدھر سے روان ہو وہی بحر نور  
 چلا جھوم کر تب وہ فیل سفید  
 کہ محبوب رب یگانہ ہوا  
 خدا کی طرف سے ہویدا ہوا  
 ہو مہدی وہی صاحب تخت و شہر  
 رہی گاہ یہ بیوس حضرت سچید  
 اذانِ سحر تھی شہادت گزار  
 ادا کر چکا میں نانو سحر  
 ہوئی درفشان جو زبانِ امام  
 کہ مولانا مجھ کو ملا یہ لقب

وہی مرنے سے ساقیا پھر پانا کہ جسکی بدولت یہ سب کچھ ملا رہوں بادکش میں تو ساقی ہے ابد تک تیرا فیض باقی رہے	
آمین	
عنایت	
ہو فضلِ خدا سے زمانِ ظہور کہ قرآن میں آیا ہو الصَّلٰی خیر کہ رحمت کی پہچان ہو اتحاد اُسے دوست رکھتا ہو ربِّ کریم میرے ساتھ موقعِ حسد کا نہیں کہ تو ام ہو شانِ جلال و جمال ہوئی شانِ احمد کی اُس دمِ خیر محمدؐ کا فیضانِ روحی ہو سب محبتِ مری عینِ اخلاص ہو بڑھا شوق بھی ذکر و اشغال کا میں پڑھتا تھا ہر دم درودِ شریف	بنامست اسی ساقی راجِ نور نہیں زیب دیتی ہو مستونینِ پیر تخالف سے بہتر ہو باہم و داد جو عفوِ جرائم میں ہو ستقیم مقابل کوئی اُس صمد کا نہیں بلا واسطہ حق نے بخشا کمال ملی جب مجھے دیدہ حق نگر وہ رحمت دیا جس نے گنجِ طرب ازل ہی سے اِک نسبتِ خاص ہو میں جسدِ ہوا سترہ سال کا اول سے تھی جو پاک طبعِ لطیف

سحر کو جو اٹھنا اسی فکر میں  
 درود ایک شب پڑھ کے میں بٹیا  
 تو دیکھا کہ ہو پُر فضا اک مقام  
 وہاں ایک سیدھی سڑک نور کی  
 جہاں ختم ہوتی ہو وہ شاہراہ  
 عجب قبۃ نور وجائے کریم  
 اسی سمت میں باہزاران امید  
 کہوں کیا میں اُس دم تھا کیسا جمیل  
 مرا جسم پر نور و جامہ سفید  
 میں رفتار میں تھا بہت زود کوش  
 لگا ہوں میں اُن سب کی یجذب تھا  
 مجھے مل کے سب قید کرنے لگے  
 ہر اک مرد اسی فکر میں غرق تھا  
 اثر بھی نہ کچھ مجھ پہ زہار تھا  
 جو عاجز ہوئے تو یہ بولے وہ سب

مجھے نیند آتی اسی ذکر میں  
 ہوا مائل خواب انجام کار  
 طراوت فزار شک دار السلام  
 دکھاتی ہو ہر دم چمک نور کی  
 وہاں ہو مزار رسول اکہ  
 وہی جا ہو پس بعد عرش عظیم  
 شتایان ہوا ہو کے مشتاق دید  
 کہ ہو حُسنِ یوسف نہ جسکا عدیل  
 قمر سے تجلی میں دونوں مزید  
 کہ پیدا ہوئے چار کس خرقہ پوش  
 رسن سے بندھیں جسطح دست و پا  
 اُسی دام میں صید کرنے لگے  
 مگر باز و کنجشک کا فرق تھا  
 اسی فکر میں گرم رفتار تھا  
 ہم اقطاب عالم ہیں اسی با ادب

بظاہر تو پتیلے میں ہم خاک کے  
 لگے ہیں یہ سب قفلِ ہن تمام  
 اب آگے بڑھائیگا جو تو قدم  
 کہا میں نے لڑنے کو آیا نہیں  
 مگر ہوں میں آلِ رسولِ کریم  
 جہاں تک کہ طی ہو چکی ہو یہ راہ  
 کوئی دس قدم کا ہو اب فاصلا  
 کہا سب نے پھر جا یہاں سے بھی  
 کہا میں نے گوسب ہو تم بے شعور  
 اگر میں ہوں اُنکا بلائینگے وہ  
 یہی کہہ رہا تھا میں با صدا ب  
 اٹھا جبکہ دروازوں کا بھی حجاب  
 نمایاں ہوا جلوہ نورِ پاک  
 الگ جا کے بولے وہ سب ناصبو  
 نہ اک دن بھی یہ لطف ہم پر ہوا

نگہبان ہیں پر اس درِ پاک کے  
 یہ دروازے کھلتے نہیں لا کلام  
 بجنگ و جدل پیش آئینگے ہم  
 جنوں میرے سر میں سما یا نہیں  
 حسد سے تھارے نہیں خوف و بیم  
 نہ پیچھے ہٹوں گا میں بے اشتباہ  
 نہ ہو رخنہ انداز ہر خدا  
 کہ ہم آگے بڑھنے نہ دینگے کبھی  
 مگر مجھ کو پاسِ ادب ہو ضرور  
 مجھے اپنا جلوہ دکھائینگے وہ  
 گرے خود بخود ٹوٹ کر قفلِ سب  
 درخشاں ہوا عارضِ آفتاب  
 تو بھاگے وہ سب بادلِ دردناک  
 کہ مدت سے خادم تھے ہم تو حضور  
 نہ یہ وصلِ ظاہر میسر ہوا

ہوئی درفشان تب زبان سکول  
 مگر تم میں یہ زور ہرگز نہ تھا  
 یہ ایسا ہی دل لیکے آیا یہاں  
 تمہیں اجر دینا جو بھایا تمھے  
 تمہیں بھی نصیب آج دولت ہوئی  
 گلے سے لگا کر شیر و نذیر  
 عطا کی تمھے ہم نے اپنی زبان  
 ازل سے ہی تو ہم کو پیارا ضرور  
 محبت تری حق کو مرغوب ہی  
 حضور میں اتنا مکرّم ہوا  
 ہوا تو ہوس پر نہ مرنا کبھی  
 نہ کرنا کبھی فکر دنیا سے دون  
 بڑھا میرے آگے یہ رتبہ ترا  
 محبت جو تجھ سے کرے لا کلام  
 رہینگے ابد تک ترے جانشین

کہ بیشک ہو تم اہل حسن قبول  
 کہ اک قفل بھی ٹوٹتا بر ملا  
 مجھے اُٹھ کے ملنا پڑا بیگمان  
 محبت نے اس سے ملایا مجھے  
 کہ اسکی بدولت زیارت ہوئی  
 ہوئے درفشان مجھ سے ایسی ظہیر  
 کہ ہو وحی سے تا ابد گامران  
 جو تیرا ہی وہ ہی ہمارا ضرور  
 ازل ہی سے تو مجھ کو محبوب ہی  
 کہ تو قطب الاقطاب عالم ہوا  
 خلافت سنن کچھ نہ کرنا کبھی  
 میں ہر لحظہ ہر دم ترے ساتھ ہوں  
 ترا دیکھنا دیکھنا ہی مرا  
 ہوئی آگ دوزخ کی اُسپر حرام  
 ولایت ملیگی اُنھیں بالیقین



<p>کرے گا وہ مقبول بیشک خدا قیامت میں ہوگا مرے پاس تو رہے گا تصرف ترا تا ابد رہے گا توکل اولیا کا امام تو اس عہد سے سب کا افسر ہوا گلے سے لگا یا بصد لطف و ناز مہکتا تھا کمرہ خوشی دل میں تھی پڑھی میں نے اٹھ کر نماز سحر بکر کبر مجھ کو حسین سا قیا پڑھوں یہ مناجات ہر روز شب</p>	<p>ترے حق میں جو خیر ہوگی دعا کسی طرح اب کرنے و سوا اس تو امریہ و ن پر سارے بحکم صمد ابد تک اسی طرح امد و مقام شرف اولین کو جو تجھ پر ہوا یہ فرما چکے جب وہ شاہ حجاز اسی وجد میں کھل گئی آنکھ بھی تھا وقت انوار سج رہا تھا گجر یہ سب کچھ ملا بالیقین سا قیا وہ مددے رہوں تا ابد با ادب</p>
--	--

### مناجات

<p>یہ سب کچھ ارادے کا تیرے ظہور وَنَثَبْتُ عَلَى الرَّشِيدِ أَقْدَامَنَا تعین بھی اک جلوہ ذات ہو تو رزاق و وارث قدیم واحد</p>	<p>مَنْ دُونَكَ تَرَانِطُ نَوْرٍ فَيَا ذَا الْجَلَالِ وَلَا كَرَامَنَا اکی تو نور السموات ہو تو اللہ و معنی غنی و صمد</p>
---	---

کوئی شہنشین تجھ سے خارج نہان	ہو تیرا ہی جلوہ نہان و عیان
فَإِنِّي أَقْوَمُ لَكَ مَعْرِي إِلَيْكَ	أَنَا الْعَبْدُ كُلُّ مَفَازِي لَدَيْكَ
اذا كان موجوداً أنت الموجود	ترے امر سے ہر نمودِ شہود
فَسُبْحَانَكَ ذِي الْجَلَالِ الْقَدِيمِ	بَدِيعُ السَّمَوَاتِ رَبُّ عَلِيمِ
عَزِيزٌ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ	عَظِيمٌ لَطِيفٌ سَمِيعٌ بَصِيرٌ
كَرِيمٌ مُحِيطٌ حَفِيفٌ رَاقِبٌ	بَدِيعٌ سَرِيعٌ مُجِيبٌ حَسِيبٌ
بُئِيَ حَتَّى وَقِيُومِ عَيْنِ الصَّفَاتِ	الْهَى بِحَقِّ هُوَا اسْمِ ذَاتِ
مُحَمَّدٌ رَسُولٌ وَسِرَاجُ الشُّبُلِ	بِحَقِّ رَسُولَانِ وَتَلَجِ رَسُلِ
بِهَآءِ رَسُولٍ وَبِهَآءِ لَقِينِ	بِحَقِّ طَائِفَاتِ بَنِي صَاحِبِينَ
دُوْعَالْمَنِ رُكْهُ صِلَ سَ كَامِيَابِ	بِهِمِ خَيْرِ دَارِينَ دَسَ حِيَابِ
تَبَارَكَتَ يَا أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ	تَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ الْكَبِيرِ

آمین

## ستایش

گرہ کھولتا ہو جو ہر بند کی	ستایش کروں میں خداوند کی
وفا پیش و نصرت دو راستان	وہ میرا خدا ہو خدا کے جہان
محمد کیا جس نے اس خاک کو	ستایش ہو زیبا اسی پاک کو

بھلا سمجھے کیا انکار تھا کوئی  
 ستائش ہر شایان اسی ذات کو  
 اگر دے وہ مجرم کو خلیہ برین  
 ستائش ہر زیبا اسی فرد کو  
 نہو اُس سے مایوس میشت خاک  
 ازل سے ابد تک اسی کا ہر لاج  
 عزیز و صمد فرد و قائم ہو وہ  
 وہ زندہ ہی بالک مہر اوقت پسند  
 جو بندہ گرا وہ اٹھاتا رہا  
 میں اپنے خدا کی ستائش کروں  
 وہ شوکت ہو میری مری شان ہو  
 میں فریاد کرتا ہوں سنتا ہو وہ  
 وہ معبود برحق ہو قدوس ہو  
 خداوند عالم خدا ہے غیور  
 کسی کا وہاں جھوٹ چلتا نہیں

ہوا کوئی ایسا نہ ہوگا کوئی  
 بنا دے جو کتبہ خرابات کو  
 کوئی روکنے والا ہر گز نہیں  
 کرے عین درمان جو ہر درد کو  
 کہ ہر شے پہ قادر ہو وہ ذات پاک  
 اُسی کی عنایت ہو شاہوں کا تاج  
 شدید و قوی حتی و دائم ہو وہ  
 کیا اُسے سچوں کا رتبہ بلند  
 جو سرکش تھے انکو گراتا رہا  
 اُسی کا میں ذکر نوازش کروں  
 مری آن ہو وہ مری جان ہو  
 کہ سچو نکو جھوٹوں سے چنتا ہو وہ  
 بہت اپنے بندوں سے مانوس ہو  
 ہو مغرور سے اُسکی رحمت نفور  
 بناوٹ سے مطلب نکلتا نہیں

نہ میرا گھبان ہو

وہ میرا خدا ہے میری مری  
 انہیں ہمپر کوئی بلا ہے سبب  
 جو بیٹھا ہو کڑی پاشاک کی  
 خدا صدق دل سے ہو واقف مرے  
 جو بنتے ہیں اُنکو مٹاتا ہو وہ  
 نہ حاجت ہمیں ہو دعا کی بہت  
 اسی کو ہونے با گھمنڈ اور ناز  
 خبر لے عنایت سے بد حال کی  
 مری تیج ہو وہ وہ میری سپاہ  
 وہ میرا رجز ہو مرا شور ہو  
 وہ مولا ہو میرا وہ میرا نہ  
 ہمیں حسن اور اک دیتا ہو وہ  
 وہ میرا خدا ہاں خدا ہو مرا  
 اسی پر توکل ہو میرا سلام

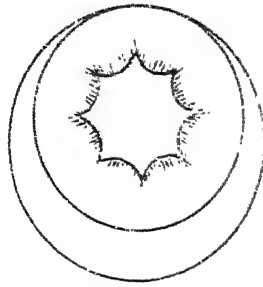
نہ میرا گھبان ہو

میں چوں کہ تو وہ خود نظر ہو مری  
 وہ خاصوں کو دیتا ہے اپنے ادب  
 ستایش کروں میں اسی پاک کی  
 کہا تک بڑھینے مخالف مرے  
 جو بڑھتے ہیں بیجا گھٹاتا ہو وہ  
 ستایش کریں ہم خدا کی بہت  
 ہمارا خدا قادر ہے نیاز  
 جزا دس گنی دے جو اعمال کی  
 مرا متکا ہو وہ میری پناہ  
 وہ بازو ہو میرا مرا زور ہو  
 وہ حاکم ہو میرا وہ میرا گواہ  
 عنایت سے جب کام لیتا ہو وہ  
 وہ دل ہو مرا دعا ہو مرا  
 وہ میری دعا ہو وہی ہر کام

<p> و نور بندہ سے گرا نبار ہوں  بدی کی مری انتہا ہی نہیں  خدا کے سوا فرد و واسع ہو کون  وہ راضی رہے ہم سے ہم مطمئن  یہ روشن کرے نام کو کام کو  سوئے خیر ہم کو ہدایت کیوے </p>	<p> میں اپنے خدا کا گنہگار ہوں  کوئی کام اچھا کیا ہی نہیں  اگر بخش دے وہ تو مانع ہو کون  ہمارا وہ حامی رہے رات دن  کہ دون جان تازہ میں اسلام کو  جو مانگیں ہمیں وہ عنایت کرے </p>
---	---

آمین





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کہ شانِ محمد ہو حسنِ نظام  
مرادلِ محبت سے معمور ہو  
الیہ الوسیلۃ بے عشقِ پاک  
نہ طاعت کرو نہیں کسی غیر کی  
کہ ملتی ہو جو اہلِ اخلاص کو  
میں ہر دم مؤید من اللہ ہوں  
غرض یہ کہ محبوب کروے مجھے

یلا سا قیامتِ حق کا جام  
وہ جو جسکے نشہ میں وہ نور ہو  
اُڑاؤں میں کب تک ہر اک کی خاک  
حرم کی ہو س ہو نہ ہو دیر کی  
دکھا دے ہمیں اُس رہِ خاص کو  
نہ مغضوب ہوں تانہ گمراہ ہوں  
خود کے صدقے میں بھرتے مجھے

امین

## ظہور

پیا سا قیا بادہ بے خوف و بیم  
 اسی کو تو راحِ ظہور بنا  
 بڑھانظر کر دے مجھے بنیظیر  
 شفق میں سرِ بامِ چرخ کہن  
 بسیر و ن کو جانے لگے وہ طیور  
 سنہری ہوئیں حوض کی چادرین  
 کھڑے ہیں وہ کوٹھن پاریا دین  
 افق کی طرف غور سے بار بار  
 چڑھے تھے فضیولن پہ جو اہل صوم  
 مبارک ہوا مظلومان وصال  
 یہ سنکر ہوئے شاد پیر و جوان  
 مہ نو ہوا جلوہ گر دہرین  
 سلامی کی آواز آنے لگی  
 ہوا فطاری کی ہر طرف دھوم دھام  
 ہوا اللہ صمدًا قلی کریم  
 اسی جام کو حوض کوثر بنا  
 کہ ربّی علیٰ کلّ شئ قدیر  
 ابھی جگمگاتی ہر کچھ کچھ کرن  
 اندھیرا بھی چھانے لگا درود  
 وہ اڑنے لگیں سر پہ چمکا درین  
 لگائے ہوئے آنکھ پر دور بین  
 نظر کر رہا ہر ہر اک روزہ دار  
 پکارے خلائق کو وہ فخر قوم  
 دکھاتا ہو وہ تیغ ابرو ہلال  
 مسرت کا ہر سمت چھایا سماں  
 وہ نبھنے لگیں نو بتین شہرین  
 شہانے کی دھن کیا جھانے لگی  
 اذانوں سے گونج اٹھی بستی تمام



مہ نو کی خاطر بہت دیر تک  
 دکانوں پہ وہ لپ جلتے لگے  
 مہ نو کی کشتی پہ ہو کر سوار  
 فریضے سے فارغ ہوئے پاکباز  
 مساجد سے گھر کو چلے خاص و عام  
 وہ پونچے مکان پر صفار و کبار  
 علی قدر حیثیت اہل دَوَل  
 سجا خوب ہر قصرِ جنت نشان  
 پراتنے مین ہر سو ہوئی یہ لپکار  
 دم صبح حاضر ہوں برناؤ پیر  
 محل ہر جو دیوان خاص است  
 اسی مین وہ سلطان عالی مقام  
 منادی نے جس وقت دی یہ ندا  
 یہاں سے ہر نزدیک تراک مقام  
 وہاں رہتے ہیں ہمارے اہل وفا

بچھائے رہا مسخِ اطلس فلک  
 ستارے بھی دواک نکلنے لگے  
 اترنے لگی شامِ قلزم کے پار  
 اٹھائے لگا چرخ بھی جانماز  
 مہ نو نے جھک کر کیا وہ سلام  
 وہ کھاپی کے فارغ ہوئے روزِ دار  
 سجانے لگے اپنے اپنے محل  
 بنا کعبہ خیر رشک جنان  
 رہواپنے سامان سے ہوشیار  
 حضورِ شہنشاہِ مہرِ سنیر  
 وہاں میرِ فطرت کا ہی بندوبست  
 کر لگا سویرے سے دربارِ عام  
 خوشی کا پڑا شہر مین غلغلہ  
 کہ جب کا دیا رِ محبت ہو نام  
 نہیں جانتا کوئی نام ریا

مقدم مغرب قلعة و شہر بھی  
عجب سرزمین شک بلخ ارم  
اُسی ملک خوبی کا یکتا امیر  
وہ محبوب اہل جمال و جلال  
وہ سرکردہ اہل صدق و یقین  
وہ ممدوح ارباب فضل و کمال  
تعلیق کی مشق اُسکو ہر صبح و شام  
جہان مل گیا کوئی عاشق مزاج  
اُسی کی تواضع اُسی سے کلام  
وہ اقبال و دولت کا روشن چراغ  
وہ عالی گرام ملک تخت و تاج  
وہ دہن کو باب الفرج کے قریب  
اُسے رات دیتے ہیں اہل صلاح  
یہاں سے روانہ ہوں پچھلے پہر  
یہ سنکر ہوا حرفت زن بنیظیر

وہاں کا ہر دار الخلافت وہی  
کہ کھاتی ہر نریت اُسی کی قسم  
کہ ہر عشق بازی میں وہ بنیظیر  
وہ مطلوب اہل کمال و وصال  
وہ سرمایہ فخر اصحاب دین  
ہر اک علم و فن میں عدیم المثال  
شب و روز مہر و محبت سے کام  
تو سمجھا اُسے فرق صحبت کا تاج  
اُسی کی ملاقات و خدمت مدام  
جسے صرصر رنج و غم سے فراغ  
یہاں سیر کرنے کو آیا تھا آج  
فروکش ہو وہ خسر و خوش نصیب  
کہ عید آگئی ہو اُسی میں فلاح  
سحر ہوتے ہی تاپ ہو خج جائیں کلم  
کہ دیکھیں گے ہم بزم مہر منیر

خدا جانے کیا اس میں اسرار ہو کہ پہلے دوگانے سے دربار ہو

### حضورِ

پلامو کہ صدّ قُت فی کُلِّ حَیْن  
چھکا دے کہ بیشک ہو تو اوجیہ  
نین مستی عشق بلدا حسین  
بسر ہو گئی لو شب انتظار  
نجوم فلک جھللا نے لگے  
قریب آگئی صبح روشن نفس  
وہ ٹھنڈی ہوا اور تار و نکی چھان  
وہ شہنائیں سوہنی کی دھن دلفریب  
کھینچے کس لیے دل نہ ہر تان پر  
سُزِ ملی صدا ہوش کھوئے لگی  
بھری آہوئے شب نے بھی چو کڑی  
عیان ہو گیا فرق بحر و سراب  
وہ بوٹوں میں کلیان چٹکنے لگیں

اَللّٰهُ اَنْتَ نُو سَائِبِیْنَ  
کتاب قدیم و لاریب فیہ  
حَمَلْتُ ظُلُوْمًا وَاِنِّ اَمِیْن  
تجلی رحمت ہوئی آشکار  
چراغِ سحر ٹٹمانے لگے  
اُٹھے خوابگا ہوں سے اہل ہوس  
نزولِ صفا کا وہ پیارا سمان  
شہانے سے وہ شادیانے کی زیب  
کہ ڈک رہی ہو اثر جان پر  
ستاروں کو وحشت سی ہوئے لگی  
ہرن ہو گیا نشہ خواب بھی  
روانی دکھانے لگی صبح آب  
وہ شاخون پہ چڑیاں چھکنے لگیں

نہ رہ جائے تا کوئی سرگرم خواب  
 فضا نے چمن رنگ لانے لگی  
 صفائی کے سامان ہونے لگے  
 وہ پونچے کلیسا میں اہل فرنگ  
 صفا دمبدم اور بڑھنے لگی  
 ہوا شیر صبح انکو آب حیات  
 نظر دور تک کام کرنے لگی  
 بڑی چوب نقارہ صبح پر  
 نہادھو کے مسجد چلے پار سا  
 ہوئے محو تر تیل با سوز و ساز  
 ہوئے آ کے شاخون پہ نغمہ سرا  
 طیورِ سحر دل لبھانے لگے  
 بنا کاں شجرِ چرخِ کبود  
 ہوئی زعفرانی بساطِ فلک  
 گلے مل رہی ہیں بہار و خزان

وہ شبہ نے چھپرے کا چمن پر کلاب  
 نسیم سحر گل کھلانے لگی  
 حسین ہاتھ منہ اٹھکے دھونے لگے  
 چلے ہندو اشران کو سونے گنگ  
 وہ پو پھٹکے وَالصُّنْبِ پڑھنے لگی  
 پڑے تھے جو پیر مردہ طفل نبات  
 ضیا آسمان سے اترنے لگی  
 اٹھا ہر طرف شورِ مرغِ سحر  
 وہ اللہ اکبر کی آئی صدا  
 وہ سب اول وقت پڑھکر نماز  
 وہ مینا پہاڑی وہ کا کا تو ا  
 عنادل گلستان میں گانے لگے  
 ہوئی آسمان پر وہ سرخی نمود  
 شعاعیں دکھانے لگیں وہ جھلک  
 شفق میں سبستی کرن طوفان

وہ زردی ذرا اور گہری ہوئی  
 مطلقا ہوا گنبد ہر شجر  
 جھپکنے لگی چشم برناؤ پیر  
 سوئے بزم شاہنشاہ دادگر  
 ادا کر کے رسم رکوع و سجود  
 ہوا حرف زن شاہ فرخ لقا  
 سنا انکو وہ ماجرائے عجیب  
 اٹھا حکم پاتے ہی وہ نیک نام  
 الا ایہا القوم یہ شاہ دین  
 ہوا بخدا جانے کیا تجربا  
 جو عاشق ہوں محسن و کمالات کے  
 کسی کو بھی دیکھا نہ جب بے ریا  
 مگر خود نمائی نے یہ عرض کی  
 جو آئینہ ہو خوبصورت بنے  
 مگر بے ریا ہو وہ مرد غیور

پہاڑوں کی چوٹی سنہری ہوئی  
 برسنے لگا ہر طرف آب زر  
 وہ چمکا سر تخت مہر منیر  
 روانہ ہوئے لوگ باکڑ و فر  
 پڑھا سب نے اُس شاہ دین پرورد  
 کہ امیر صدر دیوان دار القضا  
 کہ تا آزمائین یہ اپنا نصیب  
 مخاطب ہوا سوئے ہر خاص و عام  
 بہت دن سے رہتا یہ عزت گزین  
 سمجھتا ہو کل دہر کو بے وفا  
 وہ بندے ہیں تمنا کسی بات کے  
 تو اپنا جمال آپ دیکھا کیا  
 ضروری ہو صورت کو آئینہ بھی  
 تماشا گاہ حسن صنعت بنے  
 صفا چاہیے آئینے کو ضرور

طبیعت میں محبوبیت کی ہو  
 اُسے کھینچیں گولا لکھ اہل نیاز  
 غرض ہو نہ اُسکو بد و نیک سے  
 اسی واسطے کر کے اتنا سفر  
 نہ رہ جائے تا غدر کچھ درمیان  
 وہ رکھا ہو جو بار مہر و وفا  
 یہ ہو حکم جا کر اٹھاؤ اُسے  
 تحمل جسے ہوگا اس بار کا  
 غرض باری باری ہر اک پہلوان  
 تھکے زور کر کے وہ سب نامدار  
 جو اُن پہلوانوں کا دیکھا یہ حال  
 بلا کر یہ اقبال سے پھر کہا  
 کہ حکم ازل ہو یہ کس کے لیے  
 یہ کی عرض اُس نے کہ عالم میں آپ  
 جو اس وقت حضرت نے چاہا کیا

کہ تا شکل آئے نظر ہو بہر  
 مگر وہ نہ چھوڑے رہ وزیرِ نماز  
 سے دونوں عالم میں وہ ایک سے  
 ہوا شاہ اس شہر میں جلوہ گر  
 نکالی ہو یہ صورت امتحان  
 نہ معلوم اس میں امانت ہو کیا  
 اٹھا کر مرے پاس لاؤ اُسے  
 بنے گا وہی آئینہ یار کا  
 اٹھانے لگا جا کے بارِ گران  
 نہ اٹھا کسی سے مگر زنیار  
 ہوا شاہ دین کو نہایت ملال  
 ابھی جا کے دفتر میں تو دیکھ آ  
 کسے حق نے یہ جو ہر اُس دن دیے  
 دو عالم میں محکوم حاکم میں آپ  
 جو اب چاہیے سمجھیے بر مابا

ہر جملہ بد و نیک پر خست یار  
بفرمودہ شاہ عالی مقام  
دیا رحمت میں ہوا اک جوان  
سراسر وفا عاشقِ بنیظیر  
مقامِ طرب کا ہر وہ بادشاہ  
سنا ہر کہ وہ خسر و خوش عمل  
ہوا حکمِ آخر کوئی نو جوان  
سنا یہ تو پیکِ طلبِ زود تر  
پہنچ کر برنگِ بہارِ چین  
تری دید کا قہر مشتاق ہو  
زہے تیری قسمت جو ای بنیظیر  
یہ سنکر اٹھا وہ بہارِ شباب  
مگر اہل دنیا دغا باز ہیں  
کہا متفق ہو کے سب نے حضور  
دیا حکمِ شہ نے کہ جاؤ ابھی

کہ میں آپ شانِ خداوندگار  
ابھی دیکھ کر آ رہا ہوں غلام  
ضیا بخش چشم و دلِ مقبلان  
ازل سے محبت کا تیری اسیر  
اٹھائے گا اسکو وہی رشکِ طاہ  
سوئے کعبہ خیر آیا ہو کل  
اسی دم روانہ ہو با عز و شان  
ہوا گرم رومِ مثلِ برقِ نظر  
کہا خوش ہوا بنیظیر زین  
جو ہر بات میں فخرِ آفاق ہو  
تو ہو آستانِ توحیدِ مہرِ منیر  
یہ چاہا کہ سانس ہی ہوں ہر کاب  
ہر اک کام میں حیلہ پر ازین  
مقامِ طرب کی پاننا سرور  
مرے سامنے نہ آؤ کبھی

مگر اس بین بین چند ہمارا خاص	کہ رکھتے تھے ہر وقت وہ مختصا
انھیں کی طرف کر کے آخر خطاب	ہوا حرف زن یوں پچھیم پُر آب

## بلیسی

ارے بلیسی تو کہاں جائیگی	مجھے چھوڑ کر سخت پہچنتا نیگی
تری ہر ادا مجھ کو مرغوب ہو	کہ تو باعث وصل محبوب ہو
نثارِ غم و حسرت یا رہوں	انھیں باتوں کا میں خریدار ہوں
ترے ساتھ سے مُٹھ نہ موڑ لوں گا میں	تو چھوڑے بھی لیکن نہ چھوڑ لوں گا میں
نہ چھوڑی کسی دم رفاقت مری	ہمیشہ رہی بیش خدمت مری
جو دن آئے اچھے تو باتی ہو تو	رقیبوں کے جھانسنے میں آتی ہو تو
نہ دل سے ٹھلا تو مری چاہ کو	ارے مُٹھ دکھانا ہو اللہ کو
حسنوری میں اسکی جو دم لوں گا میں	تجھی کو وہاں نذر بس دوں گا میں
مری آبرو تو مری جان ہو	مرا فخر ہو تو مری شان ہو
نہ آتا تھا جو وہ سکھایا مجھے	سبق عاجزی کا پڑھایا مجھے
وٹائی سوئے صبرِ رغبت مجھے	کیا ناز بردارِ حسرت مجھے
نہ سر کی کوئی لفظ تو پاس سے	ملا یا گلے غریت و یاس سے



میرا ساتھ دے جو اسی چاہ سے	رہی آج تک مجھ پہ تو مہربان
ملا دون ابھی تجھ کو اللہ سے	مجھے چھوڑ کر جائیگی اب کہاں

دردِ دل

یہ نیسی کی دیکھ او دردِ دل	ذرا اور پہلو سے ہوشِ متصل
کبھی اُس طرف تھا کبھی اُس طرف	بتا تو یہ اُٹھ کر چلا کس طرف
مرے دل پہ ہو نقشِ بہت تری	بڑی خدمتین کی مہین تو نے مری
کرو لنگا تجھے پیش سرکار میں	مرے ساتھ چل تو بھی دربار میں

سوزِ نہان

ذرا اور سوزِ نہان دل جلا	یہ کیا سہرِ مہری ہو کہ تو بھلا
نکالی یہ تو نے کہاں کی طرح	تجھے دل میں رکھا ہو جان کی طرح
نہ چھوڑو لنگا تجھ کو کسی طور آج	دل زار کو تو جلا اور آج

مصیبت

مصیبت ذرا دیر تو صبر کر	رہی تد تون تو مری ہم سفر
جو منزل پہ آیا تو جاتی ہو تو	ذرا دیر کو دم چراتی ہو تو
اگر بیان ہو تیرا مرے ہاتھ آج	ذرا جیل کہیں تک مرے ساتھ آج

بناؤنگا تجھ کو مین اپنا لباس	ہو جانا مجھے ایک سلطان کے پاس
------------------------------	-------------------------------

غم ہجر	
--------	--

یہ سب درکنار ای غم ہجر آ	کہ تو ان مصائب کا ہو پیشوا
تو مجھ کو گرامی تر از جان رہا	کہ تیرے ہی دم سے یہ سامان رہا

سامان	
-------	--

ہر اول ہو نالہ علدار آہ	افغان کو س زن آرزو گدراہ
-------------------------	--------------------------

سیاس	
------	--

دل و جان سے اُسکے ہزاروں سپاہ	کہ جس نے کرم یہ کیا بیتی
ویا اور جو دے سب احسان ہو	کہ مین اُسکا بندہ وہ سلطان ہو
وہ ہو کون غم جس میں لذت نہیں	میں خوش ہوں اسی میں فکایت نہیں
کہ الحمد اسی ساز و سامان سے	کسی در پہ جاتا ہوں میں شان سے
نظر آئی اک بزم آراستہ	برنگ عروسان نوخاستہ
ادب کا دربان محافظ جلال	ہوئے جس سے کترا کے مرغ خیال
وہ ان فطرۃ اللہ سے بیکیر	تک کہ کرم عدل و قدرت وزیر
ہاں کترین چاکر اقبال و جاہ	ہر اک امر کا منتظم عزم شاہ

بعد عز و تمکین سر تخت ناز  
 پس از حمد و تسبیح و تقدیس و شکر  
 اگر ا خاک پر عجز سے بینظیر  
 بہ آہستگی حسن انداز سے  
 سنگا کر ملا عطر قدس ایکبار  
 سنگھایا بہت عقل کا لٹخنا  
 لگایا گلے مہر نے پیار سے  
 کہا اُس سے اے میہمان عزیز  
 ہو اگر مئی راہ سے کیا یہ حال  
 وہ بولا کہ شاید یہی ہو سبب  
 ہوا مضطرب مہر عالی وقار  
 قسم دیکے پوچھا وہ سر بستہ راز  
 مجھے جب سے اس لاگ کا ہو خیال  
 اسی سے خیالی محبت رہی  
 مردوں سے لیتا تھا میں بار بار

وہ بیٹھا ہو شاہ منشیہ بے نیاز  
 ہوا بادہ شوق سے غرق سکے  
 اٹھا خود اٹھانے کو مہر منیر  
 بٹھایا اُسے گود میں ناز سے  
 کہہ سکتے سے فارغ ہو وہ گلزار  
 نہ تدبیر کا کچھ اثر جب ہوا  
 تو ہوش آ گیا بوئے دلدار سے  
 مرے یوسف مصر و جان عزیز  
 ہوئی خود بخود جو طبیعت ٹڈھال  
 یہ بتلائیے کیوں کیا ہو طلب  
 کہ شاید نہیں قابل اعتبار  
 تو کہنے لگا وہ سراپا نیاز  
 میں دیکھا کیا خواب میں یہ حال  
 زمانے کی صورت سے نفرت رہی  
 تو اس شکل وہی پہ کیوں ہوتا رہ

نہ اب تک سنی ہو نہ دیکھی کہین  
 وہی رہتی ہو واہمہ سے دوچار  
 مگر عشق صادق ہو کچھ اور چیز  
 مگر شوق سے جام دل بھر گیا  
 مگر آرزو تھی کہ جلا دے تھی  
 کہ ہوں آج اسی شکل کا میہمان  
 کہ اک وہم کا ہو یہ کامل طور  
 کہ آج آپ نے خود بنایا مجھے  
 جہد دی مجھے اپنے آغوش میں  
 کہ بندے پر یہ رحمت بیقیاس  
 ہو بس تکیہ حضرت کے افضال پر  
 جو کیسے گردن اب ہمدرد و مہمان  
 مجھے اسکے قابل بنائے آپ  
 وہ رکھا ہی جائے اٹھا لایا میں  
 ہوئی دست بوسی ظفر پر گواہ

تصور ہو یہ کوئی صورت نہیں  
 پسند آگئی ہو جو شکل ایک بار  
 تھکین خوب سمجھا کے عقل و تمیز  
 یہ درپردہ اپنا اثر کر گیا  
 زبان پر فغان تھی نہ فریاد تھی  
 عجب اُسکی قدرت عجب اُسکی شان  
 نہ کیوں کوٹ جائے دلِ نا صبور  
 مقدّر نے یہ دن دکھایا مجھے  
 میں بنجود تھا لائے مجھے ہوش میں  
 کروں کس زبان سے ادائے سپاس  
 میں ناچیز ہوں ایک ادنیٰ بشر  
 بہ حال ای شاہ گردن و سرانہ  
 کہ جو کچھ کہیں گے کر دیئے آپ  
 کہا مہر نے ایک بار گران  
 یہ سنکر اٹھا چوم کر دستِ شاہ

ہوا بکری قریب اسے وہ کامران  
 کیا ایسی قومی القدر  
 خدا یا تری کنہ کو تو ہی کیا  
 پریم اور ہر وقت میرا رفیق  
 میں کیا مانگوں دیتا ہو تو بے طلب  
 تجھے مانگوں تو یہ نہیں منہ مرا  
 دے دے داعی فَاَنْتَ الْقَرِيبُ  
 ہو چکا کام کیا مجھے ناکام سے  
 مری تاب کیا جو اٹھاؤں یہ بار  
 تو یہ ہے توکل جزو ہر جزو گل  
 زلف میں لے اب غور و سونپا تجھے  
 تمہارے ہم کو دیا دستگیر  
 یہ کہ تھا یا وہ بار گران  
 ہر دن رکھ کر اسے غنیمت  
 ہر سہول کر شاوگردوں چشم

مخاطب ہوا سوئے رب جہان  
 تو ان بخش ہر ناتوان و حقیر  
 نہ جانا کسی نے بھی تیرے سوا  
 تو مجھ سے زیادہ ہو مجھ پر شفیق  
 نہ مانگوں جو کچھ تو ہی ترک ادب  
 نہ طاقت کہ ہو کر رہوں میں قمر ا  
 وَمَنْ جَاءَ بِالصَّدَقِ اِنَّكَ مُجِيبُ  
 پر امید ہو تیرے اکرام سے  
 مگر تو ہی قادر خداوندگار  
 اسے لیچون ہاتھ پر شکل گل  
 تو جالے ترا کام کیا غم مجھے  
 وَاِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرُ  
 ہوا غل کہ اَحَسَّنت اے نوجوان  
 ہوا جا کے پاؤں میں مہر منیر  
 یہ بولا کہ دیکھ اس میں ہو کیا رقم

نوشته ہوا س میں جو ای نازنین پڑھا لیکے اُسکو بصد افتخار اُٹھائے یہ بار گران جو کوئی کہا اُسے اسمین نہیں کچھ بھی طول کہا مہر نے اے جوان جری ابد تک نتھے اے سراپا کمال	اُسی عہد نامہ کا تو ہوا میں لکھا تھا کہ اے عاشقِ روئے یار محبت نہ رکھے کسی غیر کی خوشی سے ہے یہ بشرطِ محک و قبول تھی اس بائین بسا مانت ہی مبارک ہو یہ دولتِ ناز و مال
---	--

## عید گد

کہاں ہو تو اے ساتھیِ میفر و ش مڑ وصلِ جاناں سے دے بھر کے نام زمانے میں تا میگزاری رہے چڑھا دن کرن چلبلا نے لگی لگی راست ہونے شوا عوں کی صف کندر شعا عی پکڑ کر شتاب چلے بنیظیر اور سرِ منیر مسلمان بھی شہر کے خاص و عام	وہ دے نہ غم کا رہے کچھ بھی ہوش کہ خالی ہوتا شیشہ تنگ و نام تیرے مست کا دُور جاری رہے کڑمی دھوپ تیزی دکھانے لگی اقامت کی تھی غرض ہر طرف سرِ بام وہ چڑھ گیا آفتاب ہوا سا تھا اُنکے گروہ کثیر فراہم ہوئے عید گاہ میں تمام
---	---

ہوئی راست صفت وہ اقامت ہوئی	دو گانے سے بھی لو فراغت ہوئی
دعا پڑھ چکے سارے پیر و جوان	پکارا سر برج وہ خطبہ خوان

خطبہ

<p>لَبَّكَ اَحْمَدُ يَا حَيُّ يَا ذَا الْجَلَالِ          تو موجود ہر شے میں پھر کچھ نہیں          صفت میں نہ نہمان نہ تو ذات میں          برمی شش جہت سے مگر ہر طرف          تو ستار و غفار و فرد و حلیم          غریبوں کا آفت میں فریاد رس          جسے چاہے تو اسکو چاہیں سبھی          ترا شکر اے صانع با کمال          دیا ایک ہی تخم کو یہ افر          بھرے دونوں عالم بد و نیک سے          یہ الوان و اوضاع کا اختلاف          شب و روز پھر نامہ و مہر کا</p>	<p>ظہیر گنا ائت فی کلِّ حال          کسی جا نہیں اور پھر سب کہیں          مگر حاصلِ نطق ہر بات میں          ہو تیری ہی جو یانِ نظر ہر طرف          تو معبودِ برحق غفور الرحیم          دم یاسِ مظلوم کا دادرس          اگر تو نبیا ہے نبیا ہیں سبھی          کہ انسان کو بخشا یہ حسن و جمال          زمین پر شجر ہو شجر میں ثمر          کہ پہچان ہو ایک کی ایک سے          دکھاتا ہو آئینہ قدرت کا صاف          تری عینِ حکمت کا ہو قضا</p>
--	--

جدا گانہ اشکال کی ہینتین  
 نئی روح پھونکی ہر اک چیز میں  
 محبت سے روشن کیا جان کو  
 بہائم کو پابند سیرت کیا  
 ترقی کا ہم کو دیا اختیار  
 ہر اک مصلحت میں ہو نفع عظیم  
 پھر اسپر بھی کین تو نے وہ جنتیں  
 ہدایت کی خاطر سوے خاص و عام  
 ہر اک قوم کو ایک رہبر دیا  
 وہ جلوہ نہ کیوں پھیلے ہر دس میں  
 وہ محمود و احمد رسول کریم  
 وہ شمع دو عالم وہ نور ہدی  
 رہ راست آنھوں نے دکھائی ہمیں  
 ہوئی آب رحمت سے شاداب خلق  
 بتایا جہان کو محمدؐ کا نام

ترقی صنع کامل کی ہیں صنعتیں  
 رہیں تاکہ محصور تمیز میں  
 کیا اشرف الخلق انسان کو  
 بشر کو دیا فطرتی حوصلا  
 رہے مرحمت ای خداوندگار  
 فَلَا رَيْبَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ  
 جنھیں دیکھتے ہو گئیں مدتیں  
 روانہ کیے انبیاء سے کرام  
 محمدؐ سا ہم کو ہمیں سر دیا  
 خدا جانے تھا کون کس بھیس میں  
 وہ عین محبت وہ عین النعیم  
 وہ مقصود کون و مکان مصطفیٰ  
 بُرَّائِي بَهْلَانِي بَتَائِي بِهْمِي  
 کہ تھی تشنہ کامی سے بیتاب خلق  
 کیا آگے خود در ہر کا انتظام



تمدن کی شکلیں دکھائیں ہمیں	ترقی کی راہیں بتائیں ہمیں
مٹا کر وہ اگلے رسومِ نفاق	دکھائی ہمیں صورتِ اتفاق
وہ فخرِ عرب افتخارِ عجم	اولو العزم و ذی جاہ و عالیٰ ہجم
وہ ختمِ الرسل شاہِ امّی لقب	وہ سرمایہ نازِ ملکِ عرب
وہ بالیٰ نسب سید الانبیاء	وہ تاجِ سیادت حبیبِ خدا
جلیل اسقدر وہ کہ رفوفِ سوار	جمیل ایسے محبوب پروردگار
وہ امت کے عاشق رفیقِ طریق	وہ ہر قوم و ملت کے مصلح شفیق
یتیموں کے غمخوار بکس کے یار	مرضیوں کے رائیوں کے تیماردار
انیمو مساکین کے سچے ظہیر	خدا کے وہ پیارے بشیر و نذیر
وہ فرمانِ وہ ملکِ عز و جلال	عظیم التظہیر و عظیم المثال
انہیں کے رفیق اور وجہ سکون	وہ قصرِ نبوت کے چارون ستون
وہ پیالے کے پیالے وہ جانِ سرور	خلافت کی زینت امامت کے نور
دو عالم کے سلطان کے چارون وزیر	وہ نفسِ نبی اور ہر دمِ مشیر
گیا دور یہ بھی تو آئے امام	دل و جانِ زہرا علیہا السلام
نہ تھے کوئی ذاتِ نبی سے جدا	وہ محبوبِ حق تھے یہ نورِ خدا

مگر کی صدا فی کے مختار وہ  
 رہا ایک کا دور بالا التزام  
 ہوا شاو جیلان سے پھر متصل  
 وہ جس سے قریب اُس سے رحمت تیر  
 پھلا پھولا رکھے اُنھیں ذوالجلال  
 ہو فرق اُسکی خاک اور اکسیرین  
 کہ جسکے تصور سے کوری ہو دور  
 جمال اُنکی سیرت کا خد متگزار  
 حبیب حسن یادگار حسین  
 کہ ہوتے ہیں ایسے ہی شیر و نئے شیر  
 تو خد متگزار می کو اقبال دین  
 کہ روشن کیے لاکھوں گھر کے چراغ  
 انانے کے سرتاج آل رسول  
 کہ جس جا ملائک کے جنتہ میں پر  
 سمائے نہ جو عقل میں و جمہ میں

جو بن برکت کے سرور ہو  
 میرے ہا اُنھیں فی اللہ پارہ اما  
 وہی نور ہوتا ہوا متصل  
 نبی کے وہ پیارے خدا کے حبیب  
 امانت کے گلشن کے تازہ بنال  
 وہ در جبرو کے کعبے سے تو قیرین  
 وہ خاک اہل باطن کی آنکھوں کا نور  
 جمال اُنکی صورت پر ہر دم متار  
 علی کے وہ تخت جگر نور عین  
 کرین پھر نہ کیوں وہ دو عالم کو زیر  
 کسی پر اگر اک نظر ڈال دین  
 کہان اب کوئی ایسا روشن دماغ  
 محمد کے پیارے وہ جان بتول  
 وہاں بادشاہوں کا ہو کیا گزر  
 وہ شانِ علما اُسے کیا فہم میں

وہ رحمت وہ محبوب پروردگار	یتیموں کے والی غریبوں کے یار
مرے شاہ عالم کا اقبال و جاہ	ترقی پہ ہو دمدم یا اکہ
انہیں کار ہر نام جائے سخن	انہیں کی محبت کی ہو سب کو مہین
یسی فیض جاری ہوا نکام ام	علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام
اٹھے سن کے خطبہ ضغیر و کیر	بے بنیظیر اور مہر مہینیر
ہر اک شخص پھر عید ملنے لگا	بہم شانہ شانے سے چھلنے لگا
ذرا دیر کے بعد وہ خوش سیر	روانہ ہوئے سب کے سب اپنے گھر
سیر شام پھر شہر سے بنیظیر	گیا سوئے خرگاہ مہر مہینیر
وہ دریا جہان خمیہ زن تھا وہ شاہ	یہ دیکھا کہ پھرتی ہیں موجیں تباہ
وہ جلسہ وہ مطرب وہ ساقی نہیں	ہوا پر پرند سب وہ باقی نہیں
وہ نگیر و شامیانہ وہ فرش	وہ کرسی طلائی وہ تابندہ عرش
وہ ہاتھی وہ گھوڑے وہ جم غفیر	وہ شاگرد پیشہ امیر و وزیر
کہ ہر سب کا سب یہ رسا لا گیا	زمین کھا گئی آسمان کھا گیا
کہ اتنے میں اک شخص آیا دوان	وہ عادی رہے بخت و دولت جوان
ایمان سے گئے جب سوئے عید گاہ	تو یہ کہ گئے تھے سران سپاہ

وہاں سے پٹ کر نہ ٹھہری گئے اب  
 اُدھر سے جو لوٹے اُدھر چل دیے  
 مگر ساتھ محکو نہیں لے گئے  
 کہ اے شوق آئے اگر بنیظیر  
 اسی شہر میں کر تو اپنا قیام  
 تجھے خوب جب آزما لینگے ہم  
 بہت میں نے پوچھا پر اے نیک نام  
 سنایہ تو وہ بنیظیر حنین  
 مگر حسبِ فرمانِ مہرِ منیر  
 لہا اور لوگوں سے بہتر ہو آب  
 وہاں ہر دم میرِ سعادت وزیر  
 بہت مدد پرشن کر یہ فرمانِ شاد  
 دیا نہ جانے ہر پہنچی حسبِ خبر  
 اُس کے کہنا حسبِ اور اہل شہر  
 کہ کچھ روئے تو کسی کار و بار

جہازوں پہ ہو بار اسباب سب  
 نہ معلوم پھر وہ کدھر چل دیے  
 یہ فرمان پہلے ہی سے دے گئے  
 تو کہنا یہ ہو حکمِ مہرِ منیر  
 یہیں تھے رہیگا پیام و سلام  
 تو پھر پاس اپنے بلا لینگے ہم  
 بتایا نہ کچھ بھی نشان و مقام  
 ہوا ہجر سے سخت اندوہ میں  
 مع شوق اُسی جا رہا جا لگیر  
 روانہ ہو سوے مقامِ طرب  
 دل وہاں سے ہو اسکے فرمانِ پذیر  
 پہنچو جب قلعہ وہ خیر خواہ  
 عزیز و اقارب چلے و ورت کر  
 گئے زود تر نزد سلطان و ہر  
 کہ آتے رہے روز اہل دیار

گر دید کو جب ترسے لگے	وہیں لوگ جا جا کے بسے لگے
یہ کثرت ہوئے جو مسافر مقیم	وہاں بس گیا ایک شہر عظیم
سخن پنج عشرت ہوا ہر مشیر	ہر سکتے کے عالم میں پر بنیظیر
کچھ ایسی بنی ہر کہ خاموش ہر	تخیر سے وہ خود فراموش ہر

خواب

پلا سا قیا جام حسن نیاز	کہ عشق مشعبد ہر نیرنگ ساز
وہ دے کہ نازا سکا انجام ہو	ترا نام ہو اور مرا کام ہو
برنگ خرم شوق بھر دے مجھے	غرض یہ کہ اپنا سا کر دے مجھے
وہ پھوٹی کرن صنو کھرنے لگی	یہ لو جان دنی کھیت کرنے لگی
تکلی ہوئی گرم رو اس بتدر	کہ اڑنے لگے آسمان پر شرر
چراغے لگے اپنی آنکھیں بنجوم	ستاروں کا ہونے لگا کم بجوم
شعاعوں کا جھڑپ سر موج آب	دکھانے لگا برق کا اضطراب
ہوا غار صی ماہ پر تو منگن	رو پہلا ہوا صحن جبرخ کمن
مرے کا سامان ہر مرنے کی ہر رات	ہر در پیش پراک نئی واردات
کہ بیمار ہو بنیظیر مزین	تنفس کے باعث اجل کے قرین

مرض کے سبب یہ حالت خراب  
قیامت کا ہر سنج مان باپ کو  
اسی کشمکش میں گئی نصف شب  
پڑا غش میں کیا دیکھتا ہو وہ ماہ  
وہ گلزار بے خار نہ بہت برشت  
بلا کا وہ آراستہ پُر فضا  
بیان اُسکا آئے زبان تک اگر  
کہیں لالہ و گل کہیں یا سمن  
نشاط آفرین شور بلبل کہیں  
جو ناکام جائے اُدھر سے نکل  
قدم بوس اشجار باد بہار  
کلاب اور کیوڑے کی تہرین روان  
ملا دو دو میں مشک و عنبر کہیں  
وہ چاروں طرف چادرِ آبشار  
جمائے مٹی برگ سوسن تمام

اُٹھانے بھی دیدیا ہو جواب  
کہ مردہ سمجھتے ہیں وہ آپ کو  
تو لو اب ہوا اور تازہ غضب  
کہ اک باغ رنگین ہو پیش نگاہ  
زمین اُسکی رشکِ زمین بہشت  
کہ زنجیرِ پاموج بادِ صبا  
اُسی دم لبِ خشک عاشق ہوں تر  
طرب خیز ہر سو بہارِ چمن  
سستِ فزا خندہ گل کہیں  
ابھی آئین شاخِ تمنا میں پھل  
طراوت لبِ برگ گل پر نثار  
روش پر بچھائی ہوئی زعفران  
اُسی سے ہی سنبھلی ہوئی گلزمین  
وہ فتارون کی چاندنی میں بہار  
بسا سنبھل تر سے گلشن تمام

وہ کلیون کا ہر سمت جوش ہو  
وہ ہر شاخ سرست صبا عیش  
چنار و صنوبر عجب سایہ دار  
کہیں سرو و شمساد سایہ فگن  
اگر دیکھ لے اُسکا سبزہ کہیں  
کھلے ہین وہ فائدہ نہیں گلمائے تر  
جو اہر کے گملے لب آب جو  
کہیں ارغوان ہو کہیں موتیا  
کہیں مست کن کا منی کی شمیم  
لب گل کے وہ قہقہے ہر طرف  
وہ خوش رنگ پھل زینت شاخسار  
وہ پتے کچھ ایسے لطافت فریب  
بنفشہ ریا حین سیوتی گلاب  
ہر اک رنگ کے پھول بھولے ہوئے  
کہیں دائرہ رز چمکتے ہوئے

تبسم دو غنچہ آرزو  
کھلین جسکے دیکھے سے گلمائے عیش  
کہ ہر شاخ پر جنکی طوبی نثار  
کہیں جلوہ آرا رخسار  
ابھی سبز ہو شاخ کا و زمین  
نظارے سے جن کے ہوتا زہ نظر  
قرینے سے رکھے ہوئے سوبسو  
کھلے پھول ہر رنگ کے جا بجا  
کہیں عطر سا کاروان نسیم  
عنادل کے وہ چہچہے ہر طرف  
ہین روشن کنول یا جواہر نگار  
کہ گوش گل حسن کی جن سے زیب  
ہزارا چنبیلی گل آفتاب  
حوادث کو یک نخت بھولے ہوئے  
خزیا سے خوشے لٹکتے ہوئے

اتنی وضع کے بھی بہت بھول چل  
 بھرا حوض میں وہ سفید انگبین  
 زمین عنبر و مشک و کاغذ کی  
 مکانات ہر سو مصفا رفیع  
 روان ایک دریا ہو پائین باغ  
 جدھر زمین بہتی ہو وہ سلسیل  
 ٹھلکتا ہو اُسپر وہی سیمر  
 ادھر یہ بھی ہو اک روش پر روان  
 بلاتا ہو اسکو وہ شاہِ زمن  
 منقش سے طاقت نہیں دے جواب  
 یہ دیکھا تو رحم اُسکو اتنا ہوا  
 بڑ کر سرِ دست بولا کہ جان  
 سی دم شفا ہو گی اس سے نصیب  
 نگار نے وہ اسمِ عالی پڑھا  
 وہی گفتگو کی جو طاقت اُسے

خزان کے صعوبات سے بے خلل  
 کہ جو رشکِ تسنیم و ماہِ معین  
 لیے شلخِ گلِ مشعلین نور کی  
 دل اہل بہت کی صورت وسیع  
 کہ دیکھے سے جسکے ہوتا زہِ دماغ  
 ہو قلعے سے محکم اُدھر کی فصیل  
 وہی تاجِ محبوبیت فرق پر  
 مگر شدتِ درد سے لب پہ جان  
 یہاں ضعف سے کانپتا ہو بدن  
 مگر دیکھتا ہو بچشمِ پُر آب  
 خود آیا اُدھر مسکراتا ہوا  
 ان الفاظ کو جلد کہ میری جان  
 کہ یہ اسمِ اعظم ہو میرے صیب  
 اثر بھی نہ اُس عارضے کا رہا  
 کیا سو دِصہ عنایت اُسے



کہا پھر کہ شتاق ہوں کچھ سنا  
 یہ سن کر گئے سے لگایا اُسے  
 گر ایہ بھی قدیموں پر بے اختیار  
 اٹھا کر سہ اُسکا کہا احسین  
 ہمارے وطن میں جو آئیگا تو  
 یہ کہہ چلا ہی تھا وہ رشک گل  
 نہ وہ گل وہاں ہو نہ وہ گلستان  
 مگر وہ پر نیراد خاموش ہو  
 جدائی میں گزرا جو رنج و ملال  
 ہوئی درد و غم سے جو حالت تباہ  
 تھیں کوئی ڈھونڈھے تو پائے کہاں  
 تھیں کس طرح ہاے میں پاؤں لگا  
 دکھاؤ گے پھر روئے انور تو کیا  
 یہ سچ ہی مری کیون خبر لو گے تم  
 نہ معلوم تم چل دیے کس طرف

پڑھے اُسے اشعارِ نو بر ملا  
 محبت میں اپنی پھنسا یا اُسے  
 کرے تادل و جان و ایمان نثار  
 ٹھہرتے نہیں ایک جاہم کہیں  
 مزا وصل کا بھر اٹھا ئیگا تو  
 یکا یک گئی آنکھ صدمے سے کھل  
 نہ اُس عارضے کا کہیں کچھ نشان  
 تصور سے اُسکے ہم آغوش ہو  
 قلق جی کو ہر دل پہ صدمہ کمال  
 یہ کہہ کہہ کے روتا ہو وہ رشکِ باہ  
 کہ ظاہر نہیں کچھ بھی نام و نشان  
 اسی غم میں اک روز مر جاؤں لگا  
 مرے بعد آئے لحد پر تو کیا  
 نہ جب تک کہ پامال کر لو گے تم  
 مگر ہاں جو اُنا کبھی اس طرف

مری جیسی یاد کرنا ضرور  
 جہاں ہو سلامت رہو ہا مراد  
 ہزاروں ٹھہیں ہم سے مل جائیں گے  
 جہاں جمع ہوں سیکڑوں ہا مراد  
 چلو خیر تم خوش رہو آسپے  
 گیا جو اسی غم میں جی سے گزر  
 ہر اک طرح کا رنج دیتا حسد  
 مرض ہی تھا صحت سے بہتر مجھے  
 کوئی جی سے جائے کہ برباد ہو  
 تھیں عیش و عشرت سے فرصت کہاں  
 جو ہوتا میں شایان عشق و غیور  
 میں گو بدترین زمانہ ہوں یار  
 جو ہوتا مرا اختیار یہ کام  
 جو اپنے کیے کی نہیں تم کو لاج  
 جو گزریگی دل پر گزر جائیگی

مری قبر پر پاؤں دھو کر ضرور  
 خدا تم کو رکھے دو عالم میں شاد  
 مگر کوئی تمسا نہ ہم پائیں گے  
 وہاں کون کرتا ہو نیکیں کو یاد  
 سزا دل لگانے کی ہم پائیں گے  
 مرے حال کی کون دیکھ خبر  
 مگر تم نہ ہوتے نظر سے جدا  
 زیارت تو ہوتی مقرر نہ مجھے  
 مگر تم تو اغیار میں شاد ہو  
 کسی کی خبر لو یہ مہلت کہاں  
 مجھے پاس اپنے بلا تے ضرور  
 مگر اس میں کیا ہو مرا اختیار  
 بنانا میں اپنے کو فخرِ انام  
 تو ہوتا ہو نصرت یہ بندہ بھی لاج  
 نہ تم تک مگر اب خبر جائیگی

یہ مانا تھیں اپنی پرواہ کو کب یہ کہہ کہہ کے روتا رہا وہ قمر تو دیکھا وہی رہزن صبر و ہوش یہ فرما رہا ہو کہ امینِ قطیب دوم صبح تو لکھ کے نامہ شباب جز اُس کے نہیں یہ کسی کی مجال یہ فرما کے وہ شاہِ عالی وقار اُٹھ لی آنکھ تو پھر وہی درد تھا اُسی بقیراری میں اُٹھ کر شباب بتایا پتہ اُس کو سب بیش و کم	ہمارا بھی اللہ مالکِ خواب مگر آگئی نیند پچھلے سپر کہ یوسف بھی ہیں جسکے حلقہ بگوش میں ہوں وضۃ القدس میں جاگیر اُسی شوق کو دے کہ لائے خواب کہ اس سمت آنیکا لائے خیال نگاہوں سے ادھل ہوا ایک بار بدن گرم لب پر دم سرد تھا جگا کر کہا شوق سے حالِ خواب کیا حالِ دل خط میں پھر یوں رقم
---	--

## نامہ بنیظیر

مے جان و دل کے چین کے حصول تم اب تک نہ آئے بہار آگئی صبائے اُڑایا مے رخ کارنگ کہا نیک ستم کچھ تھیں خیر ہی	امید و نئے غنچے مرادوں کے پھول کلی حسرتِ دل کی مرجھا گئی رہی دل کی دل ہی میں ساری آسنگ مرے بعد پھر سیر ہی سیر ہی
--	---

جو بس نہو جان پھر دیکھا کون  
 دل و جان کو دیتا ہی کیا کیا مال  
 کہا تک رہے دل میں سرت نہاں  
 تمھیں کب ہو میری خبر دیکھیے  
 کہ پوچھا دے تا گوشِ دل یہ پیام  
 اڑاتا ہوں اب تک گلستانِ کُنال  
 مرے غنچہ دل کی تصویر ہی  
 کبھی یہ کہا روکے با چشمِ تر  
 مرا رشکِ گل خندہ زن ہو جہان  
 گریبانِ درِ رنگِ لائیلی کب  
 تمھاری ملاقات کا اشتیاق  
 قرار ایک دم قلبِ لیتا میں  
 لبِ زخمِ دل پارہ گری ہے  
 کہیں آئے جائے سے معذرت نہ  
 کوئی شکل وصل ب نکالو تمھیں

جو بس نہو جس کو پوچھے گا کون  
 تمھاری تمت تمھارا خیال  
 کہا تک کرے کوئی ضبطِ فغان  
 دیکھ لے کب الفت اثر دیکھیے  
 صبا سے یہ کرتا ہوں گاہے کام  
 گریبان کیا دستِ وحشت لے چاک  
 جو غنچہ گلستانِ میں دلگیر ہو  
 کبھی چاک دامنِ برنگِ سحر  
 نسیمِ سحر تو ہی پونچا وہاں  
 یہ وحشت کسی سے ملائیگی کب  
 تمھاری محبت تمھارا فراق  
 طرعی بھر مجھے چین دیتا میں  
 یہی حال اگر ہو تو ہم جی چکے  
 بن اسپر بھی ہر طرح مجبور ہوں  
 لے مضرب کو سنبھالو تمھیں

میں کیا چیز ہوں میری آفت ہو کیا  
 جو اپنا کہا ہو شکایت نہو  
 تمہارا ہی جلوہ ہو کونین میں  
 کہاں ہو تم اے میرے مہر منیر  
 رخ پاک اپنا دکھاؤ مجھے  
 کبھی بلبلوں سے جو یہ گفتگو  
 گلون کی حکایت سنانا اُسے  
 جو اے سبزہ آئے مراد لربا  
 جو اے خار آئے مرار شک جو  
 کبھی ہی یہ سوسن سے میرا کلام  
 یہ کہنا کہ اے بلخ دل کے بہار  
 تری دید کا کوئی مشتاق ہو  
 کبھی ہی زبان پر مری یہ سخن  
 لب بیک گل تو ہی کچھ بولنا  
 تو سنبل ذرا سر ہانا ضرور

تمہاری طرف سے ہر ساری وفا  
 محبت سے مجھ کو ندامت نہ ہو  
 تمہارے ہی دم سے ہیں سب چین میں  
 کہاں ہو تم اے دلبر مینظیر  
 کہیں یہ نہو پھر نہ پاؤں مجھے  
 چین میں جو آئے مرا لالہ رو  
 مراد اے حسرت دکھانا اُسے  
 تو کہنا کہ اس درجہ پامال تھا  
 مری لاغری تو دکھانا ضرور  
 کہ اُس گل سے تو عرض کرنا سلام  
 ترا حسن دونا ہو لیل و نہار  
 اُسے تیری دوری بہت شاق ہو  
 جو گلشن کو آئے وہ غنچہ دہن  
 صبا تو ہی عقدے مرے کھولنا  
 پریشان خیالی دکھانا ضرور

رُخِ ارخوان ہو کہ رنگِ بہار  
 مین سنیچا کیا اشک سے بلغ کو  
 پساراتِ دن مین برنگِ حنا  
 چمن مین جو دیکھا گلِ نستر  
 جو قمری کی فریاد ہو کو بہ کو  
 غرض ہو تھیں تم گلستانِ مین آج  
 ملو تم تو مجھ سے زمانہ ملے  
 تم آؤ جو ار شاو عالی مقام  
 کہ تم کشورِ حسن کے ہو امیر  
 چلا شوقِ جو نامہ لیکر اُدھر  
 نشانِ قدم دیکھتا بھالتا  
 سفر اور اُسپر یہ تازہ ستم  
 مگر وہ اُسی دُمن مین بڑھتا گیا  
 گیا تھا اُدھر شوق جس راہ سے  
 گھا دشتِ وحشت مین وہ پاکذات

مرے اشکِ خونین کے مین یا گام  
 تروتازہ رکھا ہر اک داغ کو  
 ہون سر سبز پر خون ہو دل مرا  
 تو یاد آگیا پھول سا وہ بدن  
 تمھاری ہی اُسکو بھی ہو جستجو  
 لیا تاجدارانِ گلشن سے باج  
 محبت کا سارا خزانہ ملے  
 لگا دوں ابھی نقدِ جان مین تمام  
 ریاضِ دو عالم مین ہو بے نظیر  
 ہوا چپ کے وہ شاہ بھی رہے سپر  
 وہ اک دشتِ پُر ہول مین جا پڑا  
 ہوانے ملے وہ نقشِ قدم  
 ہم آہنگِ دم دن بھی چڑھتا گیا  
 وہ رستہ بھی لو ٹھپٹ گیا شاہ سے  
 خدا ہی نکالے تو اب ہونبات

<p>             کہ اڑتے ہیں ڈرے برنگِ شراب              دہکتی ہوئی وہ پتیلی زمین              کہ ریگِ بیابان کی حالت تباہ              بھری مشک بھی سوکھ جائے ابھی              تو پائے نگہ میں پیرِ آبلے              بلندی سے بھن کر گرین خاک پر              مقرر ہیں وہ نخلِ خرمائے تر              ہوا جا کے سائے میں راحت گزین              کہ تباہ کون اب رہ کوٹے یار              کہ غائب ہوا خسرو دادگر              ہوا خواہ میرِ سعادت وزیر           </p>	<p>             ہوا ہیں تازت کا بحرِ اثر              نہ سایہ نہ سبزہ نہ پانی کہیں              وہ گوا اور گرمی خدا کی پناہ              زمین پر اگر رکھ دے لاکر کوئی              ذرا بھی اگر اُس طرف کو اٹھے              پرندوں کا ہو اُس طرف جو گزر              وہ آتے ہیں کیا اونچے اونچے نظر              اسی سمت آخر وہ سلطانِ دین              طبیعت کو لیکن ہر سخت انتشار              مقامِ طرب میں اڑی یہ خبر              چلا ڈھونڈھنے کو بہ فوجِ کشیر           </p>
---	--

### شوق

<p>             کہ ٹنگھور چھائی ہو کالی گھٹا              فلک پر وہ گھر گھر کے آیا سحاب              بڑے مثلِ سیلاب شوقِ نہان           </p>	<p>             لگا تار دے جامِ مِ سا قیا              مزادِ گلابِ دورِ جامِ شراب              وہ مومے اڑوں شکلِ بر روان           </p>
--	---

جو سوکھی زمین پر ترشح ہوا  
 گر جتے ہیں بادل چمکتی ہو برق  
 گئی نیند اُچٹ پانی کے شور سے  
 ٹپکتی ہو بنگلے کی وہ اولتی  
 ہو ازور سے چلتی ہو بار بار  
 بنا ہو جو وہ ٹین کا سائبان  
 عجب لڑے پانی برستا ہو آج  
 ہر اک جھونک پر کیا نکلتی ہو مینڈ  
 بٹانوں پہ کیا لطفِ نظارہ ہو  
 مہاکے طپانچے جو کھائے ہیں آج  
 لی آتی ہو بدلیوں کی قطار  
 ہواں دھارا سوقت چھایا ہو ابر  
 ٹھی شاخ گل سبزہ کو چوم کر  
 مین ہو ابھی گوجھڑی کی بہار  
 ین آراستہ سبز پوشانِ باغ

نکلتی ہو سووندنی سووندنی سی کیا  
 ہوا صحن کا صحن پانی میں غرق  
 بھی جاتی ہیں نالیان زور سے  
 کہ ہو تار سیمین کی چلن پڑی  
 پونچتی ہو کمرون کے اندر ٹھہار  
 ہو اسوقت ارگن کا اسپرگان  
 کہ زاہد بھی مڑ کو ترستا ہو آج  
 کہ ہر بوند پر خود مچلتی ہو مینڈ  
 کہ جو بوند ہو ایک فوارہ ہو  
 تو پودے سروں کو جھکائے ہیں آج  
 ہوا کے ہیں گھوڑے پہ بادل سوار  
 فلک پر سیہ مست آیا ہو ابر  
 برستی ہو کیا کیا گھٹا جھوم کر  
 نین ٹوٹا کب سے بوند و نکاتار  
 ہو غسل سے ہر شجر کو فراغ



یکایک رُکئی بوند ٹھہری ہوا  
 تروتازہ ہر نخل ہر شاد کام  
 رُک کا منہ وہ بدلی تھی ہوا بھی  
 وہ آمون کے اشجار پر سامنے  
 وہ باغون میں جھولے پڑے بیشمار  
 اُدھر کہ رہا ہر کوئی پی کہاں  
 یہ ہر اس صدا کا اثر کان پر  
 کہیں کوئی چلا رہا ہر کہ ہاں  
 پروں کو سمیٹے ہوئے وہ بطور  
 ہوا زور سے چلتی ہی سرد سرد  
 ہو تشبیہ خامون کی یہ بر محل  
 جو سیندور یہ اُن میں ہیں بیشمار  
 سپیدے جو شاخون میں ہیں بالعموم  
 وہ ہلتے ہیں زرد آم جو سامنے  
 پڑے ہیں وہ ٹپکے ہوئے بیشمار

نظر آتی ہو اور ہی کچھ فضا  
 لہا لبہ میں پانی سے تھالے تمام  
 ہم پر زیر اشجار عالم وہی  
 کوئی کو کتا ہو بڑے زور سے  
 وہ ساون بھی گانے لگے گلزار  
 سنایہ تو قابو میں پھر جی کہاں  
 کہ دل لوٹ جاتا ہو ہر تان پر  
 خورا دیکھنا اس گھڑی کا سماں  
 درختوں پہ بیٹھے ہیں کیا دور دور  
 تو ہلتے ہیں کیا آم وہ سرخ و زرد  
 زمرود کے پتے زمرود کے پھل  
 ہیں لعل بدخشان بھی اُن پر تثار  
 ہوئے آکے روپوش گویا نجوم  
 لٹکتے ہیں پکھراج کے قلعے  
 زمین ہو رہی ہو جو اہر نگار

چٹا ابرہین دھوپ کے کچھ نشان  
وہ ہر شاخ پر کوئین بار بار  
ادھر سے اٹھا لو پیہو نکاشور  
ہو قوس قزح چرخ پر جلوہ گر  
ہوئی شوخ ہر رنگ کی اب بہار  
پڑن زرد کرنین وہ ہر برگ پر  
ہوا سے ہٹی ابر کی جو نقاب  
نہ وہ سیل بہا بہا وہ گھٹا  
شکایت ہو گیون میں کچھ کی عام  
یہ سب دیکھتے تھے جو لیٹے ہوئے  
ہوئی رونق تازہ ہر کارمین  
کسان اور وہقان با یکدگر  
وہ بیلون کو اپنے ہنکاتے ہوئے  
وہ کیڑے موڑے ہزاروں بھر  
وہ تالاب اُڑتی تھی کل حسین گرد

برندے بھی ہونے لگے پر نشان  
اُڑاتی ہیں میٹھی ہوئی کیا مار  
ادھر تانین کیا کیا لگاتے ہیں مور  
ابھی تک نہیں آنا سوچ نظر  
دھنک میں شعاعیں ہوئیں آشکار  
زمرد پہ چڑھنے لگا آب زر  
یکا یک ہوا جلوہ گر آفتاب  
بھری ہیں مگر نالیان جا بجا  
ہیں برصاف بستی کی شکرین تمام  
چلے اب وہ دامن سمیٹے ہوئے  
نکلنے لگے لوگ بازار میں  
گدا اور بل رکھ کے خود دوش پر  
چلے نہٹ ماری وہ گاتے ہوئے  
لگے رینگنے ہر طرف خاک پر  
نکل آئے میٹرک وہاں زردند

وہ کپڑے کہ جو سرسبز خاک تھے  
 سمجھ میں نہیں آتی کچھ اور بات  
 جو اس دردِ باغون سے آنے لگی  
 وہ آگِ قاصد آتا ہی فرخندہ رو  
 سنا یہ تو انجمِ صفتِ خاص و عام  
 اسی طرح اُسکو وہ سب بے ہراس  
 ادب سے کیا اُسے گردن کو خم  
 رہے روز افزون یہ جاہ و وقار  
 دیارِ محبت سے آیا ہوں میں  
 اجازت اگر ہو تو کھولوں زبان  
 سنا یہ تو ہمیشہ کہ وہ شیریں دہن  
 مجھے گویہ معلوم ہو دہستان  
 کہا اُسے اسی شاہِ روشن ضمیر  
 جو کچھ راست ہو کہہ رہا ہوں چال  
 ترا عاشقِ زار و بیمارِ عشق

وہ پانی کے پڑتے ہی سب جی اٹھے  
 مگر تھا یہ بارانِ آبِ حیات  
 نگاہوں پہ خشکی سی چھانے لگی  
 کہ رکھتا ہو وہ مہر کی جستجو  
 ہوئے گرد و پیش کے کیا تمام  
 گئے لے کے اُس شاہِ خوبان کے پاس  
 دعا دی کہ اسی شاہِ گردون چشم  
 مہر و مہر ہوں تیرے خد مت گزار  
 کسی کا خطِ شوق لایا ہوں میں  
 کروں رازِ سر بستہ سارا عیان  
 لگا کہنے اسی قاصدِ سحر فن  
 مگر کہ تو اپنی زبان سے بیان  
 ابد تک رہے تیرا تاج و سرور  
 کہ ہوتا نہیں ایچی کو زوال  
 وہی بمنظیر گرفتِ عشق

جو کچھ دن یہی اُسکی حالت رہی  
 جو بستر پہ ہوتا ہو وہ گلزار  
 جو تکیہ بھی رکھتا ہو کوئی بزور  
 بچھاتے ہیں تخت طلائی اگر  
 جو لاتا ہو کوئی لباسِ نفیس  
 مجھے کوئی کفنِ رنگا دیجیے  
 جو ہوتا ہو کچھ جامہ زیبی کا ذکر  
 جو کہتا ہو کوئی چلو باغ کو  
 جو سنتا ہو فریا و بلبل کا شور  
 جو کہتا ہو کوئی غذا کھائیے  
 کہا جو کسی نے کہ پانی پیو  
 نہ کھانا نہ پینا نہ سونا اُسے  
 تڑپنا کبھی بسترِ خاک پر  
 گد جو رکاوٹِ دوں سے کبھی  
 کبھی بھاگنا شکلِ غمِ شباب

نظر خیر آتی نہیں جان کی  
 تو بھولوں کی جانب بچھاتا ہو خار  
 اٹھلاتا ہو وہ کوئی خشتِ گور  
 تو وہ خاک اڑاتا ہو بالائے سر  
 تو کہتا ہو وہ روکے ایہم حلیس  
 کوئی مرگ چھالامنگا دیجیے  
 اُسے ہوتی ہو خاک بیزی کی فکر  
 تو کہتا ہو دیکھو مرے داغ کو  
 تو کچھ اور وحشت کا ہوتا ہو زور  
 تو کہنا غم تازہ کچھ لائیے  
 تو وہ پی گیا سن کے اس بات کو  
 اکیلے کہیں جا کے رونا اُسے  
 کبھی دستِ غم سینہ چپاک پر  
 وہ دست و گریبان جنون سے کبھی  
 تو وقف کہیں دم کو مثلِ جناب

کہیں رفعتِ شانِ شہزادگی  
 کبھی صورتِ ابرغم وہ اداس  
 کبھی ناز کی راہ سے وہ غیور  
 کسی دم نیاز التبا سے اُسے  
 کبھی غولہ زن، بھر آلام میں  
 کبھی تختہ مشق ستمائے ہجر  
 کبھی عافیت خواہ دردِ فراق  
 کبھی دیکھنا راہِ پیکِ اجل  
 کبھی غارِ جہنم لطفِ خیر  
 کبھی صرصرِ دشتِ آوارگی  
 کبھی نقبش یا کوئے اُمید میں  
 کبھی لذتِ ازلے علمِ زورِ عشق  
 کبھی سردِ سرگرمیِ درد سے  
 کبھی ازلے سے پیرِ ناخبر کی طرح  
 کبھی وہ دما کوئے صبحِ وصال

کسی جازمین بوسِ افتادگی  
 کبھی جادہ پیمائے صحرائے یاس  
 بزمِ گنجِ اجابت دعا سے نفور  
 کبھی روٹھ جانا خدا سے اُسے  
 کبھی برقِ دم دشتِ اودام میں  
 کبھی ناز بردارِ غمہائے ہجر  
 کبھی وہ قد مبوسِ گردِ فراق  
 یہ کہتا کبھی جان سے اب نکل  
 کبھی گلزینِ چین سے گریز  
 کبھی وہ خس کوئے بیچارگی  
 کبھی چشمِ وحسرت دید میں  
 تک پاشِ زخمِ جگر شورِ عشق  
 کبھی گرمِ نالہ دمِ سرد سے  
 کبھی وحشیوں کی نظر کی طرح  
 اسی دم امان خواہ شامِ ملال

کبھی صورتِ موجِ بادِ صبا  
 کبھی ذوقِ ناکامیوں سے اُسے  
 اُسے انسِ سوداؤں سے کبھی  
 کبھی چشمِ غمِ تنگ کے نام سے  
 کبھی وہ دل افکارِ آزارِ غم  
 لگا ہون کے مانند پھرنا کبھی  
 کبھی شمعِ افروزِ داغِ فراق  
 تجلی کہ داغِ سوزِ انِ عشق  
 ہر اک زخمِ دلِ رشکِ حجبِ بحر  
 مُسکُنِ بے اک جوشِ آوارگی  
 قلقِ بیقرارِ میِ مصیبتِ مشیر  
 شبِ ہجرِ مشائخِ زلفِ غم  
 نہ ہزارِ کوئی نہ کوئی نہیں  
 رفاقتِ بینِ اکِ حسرتِ وصلِ یار  
 فلکِ ہر سرِ کینِ زمانہِ عدو

اُسے دھندھنا یا رلی خالِ بابا  
 کبھی شوقِ ہر نامیوں سے اُسے  
 اُسے فخرِ سواؤں سے کبھی  
 کبھی اُسکِ رُمِ فکرِ آرام سے  
 کبھی زخمیِ نشترِ خارِ غم  
 اُسے صورتِ اشکِ گرنا کبھی  
 کبھی لالہ سانِ رنگِ بلخِ فراق  
 سراپا وہ سرِ و چراغِ انِ عشق  
 درِ قہرِ گویا شگفتِ بحر  
 جہنمِ تیارہ فرما کے بیچارے  
 فغانِ ناکہ فریادِ غمِ ہمِ صغیر  
 سحرِ آئینہ دارِ روئے الم  
 مگرِ نوبتِ وہ بلیسِ ہمِ جلیس  
 نسلی وہ قلبِ یادِ نگار  
 زبانِ پر مگر ذکرِ لاکھِ خطِ ۱

وہ پڑمردہ گل سا پریشان ہو اس  
 وہ بحرِ تباہی میں موجِ فغان  
 جنونِ چاکِ دامانِ فرزانگی  
 و قارِ ہنمائے صراطِ اعیب  
 ہمیں ساتھ کوئی بھی غم کے سوا  
 غلشِ درد کی کاہشِ جانِ زار  
 وہ پروردہ ناز و مسکینِ لقب  
 وہ آفت کا مارا پریشان خیال  
 وہی شوقِ ابتک ہو دیرانے سے  
 لپٹ کر کبھی دامنِ گرد سے  
 وحوش و طیور اور سب جانور  
 گراتا ہو جو اشکِ خونین کہیں  
 وہیں خامہٴ عجز سے با ادب  
 مجھے دیکھ لکھتے ہیں بجا ادھر  
 سنا یہ تو بولا وہ روشِ ضمیر

برنگِ چراغِ سرگور اُداس  
 وہ دشتِ مُصیبت میں ریگِ بون  
 تو خُش ہم آغوشِ دیوانگی  
 طلبِ گامِ فرسائے کوئے ہید  
 ہر اک گام پر جذبِ دل رہنا  
 ہمیشہ خانانِ سوزِ صبر و قرار  
 مڑ پتا ہو تیرے لئے روز و شب  
 شب و روز ہو گرو راہِ مال  
 جنون اور بڑھتا ہو سمجھائے سے  
 وہ روتا ہو جنگل میں اس درد سے  
 ہم روتے ہیں اُسکے احوال پر  
 تو بن جاتی ہو وہ زمینِ گلزمین  
 لکھا صفحہٴ شوق پر حالِ سب  
 سنیں جب سے مجھ کو وہاں کی خبر  
 مجھے دے تو وہ نامہٴ دلپذیر

دیا نامہ اُسے تو کھولاشتاب پڑتا اور پڑھکر لکھا یہ جواب

### جواب نامہ

مرے شیفۃ بمنظیر حزن ذرا چاہیے صبر انسان کو  
ہمارا ہی ہو کر رہے تو دما  
فَانْ لَّآلَیۡہٗ مَعَ الصَّٰبِرِیۡنِ  
مجھے پائین کا کھونہ تو جان کو  
یہی آرزو ہے فقط والسلام

### و ایسی

پا سا قیا جام ہمت مجھے نہ روک آج ساغر کے بنے سے پا تھا  
لب جام سے حکم اگر پاؤں میں بھٹی پو شعاعیں چمکنے لگین  
سپیدہ ہوا صبح کا خندہ زن سحر نے سونگھا یا جو کا فور ناب  
شمنشاہ نے حسب حکم قدیر لکھا خط اُسے مُہر کر کے دیا  
کسی کی ہو کر نار فافت مجھے کہے جاتے ہیں مردم دونوں کا ساتھ  
گر سینہ جو انکو اٹھا لائون میں ستاروں کی آنکھیں جھپکنے لگین  
لگی گدگدائے نسیم چین اٹھا بستر خواب سے آفتاب  
بائین شائستہ و دلپذیر ہوا لے کے قاصد اُسی دم ہوا  
تو بجلی سے بھی زود تر گرم سیر چلا جس گھڑی لیکے پیغام خیر



صبا کو وہ بالا بتاتا ہوا  
 اُدھر سے چلا اور اُدھر آگیا  
 نہ پایا مگر شاہ کو اُس جگہ  
 غرض سوچتے سوچتے وہ نبیل  
 مقرر مرنے بعد راہی ہوا  
 سمجھ کر یہ وہ پیک عالی وقار  
 وہاں جا کے دیکھا کہ سلطان دین  
 کہا خیر مقدم کہا مرحبا  
 وہاں جا کے محکوم دست ہوئی  
 وہ پیک ہالیون ہوا سکا مشیر  
 یہ سمجھا جو خط وون میں یکبارگی  
 نہ مہ جائے مائے خوشی کے کہیں  
 بسا دا پڑے زلیت میں جو خلل  
 کچھ اسکے علاوہ شرارت بھی ہو  
 کہا آپکا ناسہ پُر بہار

چلا چٹکیوں میں اڑاتا ہوا  
 تصور سے بھی پیشتر آگیا  
 نہ دیکھا کسی ماہ کو اُس جگہ  
 یہ سمجھا کہ وہ خسرو بے عدل  
 کسی جا اسیر تباہی ہوا  
 سوئے دشتِ وحشت چلا یکبار  
 تر نخل بیٹھا ہو اندوہ گین  
 کہا اور بولا کہ فضل خدا  
 ترے نام سے انکو وحشت ہوئی  
 دیکھا کہ تمیز میں ہے نظیر  
 تو یہ تختہ مشق بیچارگی  
 نہ لائے پیرین اسکے جی کے کہیں  
 پیام وفا ہو پیام اجل  
 کہ شوخی کی تھوڑی سی عادت بھی ہو  
 ہوا باعثِ وحشت طبع یار

اور اُس پر یہ سیرِ حرمِ داسے عشق	کہا پڑنے کے نامہ کہ دعوائے عشق
کبھی سیرِ گلشنِ بہارِ غب میں وہ	سب سے کسی دم مخاطب میں وہ
کبھی غنچہٴ دگل سے وہ ہم سخن	کبھی بہنِ نادلِ صفتِ لغزِ زن
کبھی بہنِ بہارِ حرمِ پرستار	کبھی سبزہ کی دیکھتے ہیں بہار
کہیں خوب سیرِ حرمِ شوق سے	وہ دیکھیں رخِ یاسمنِ شوق سے
کہ رہتے ہیں وہ رات دن باغ میں	حنیا کیا ہو پھر عشق کے دلِ غم میں
میں کیا ہوں مری کچھ خبر ہی نہیں	مری سمت اُنکو نظر ہی نہیں
محیطِ جہان سے کنارے زمین	مغنیں عشق ہو تو ہمارے زمین
بیان کی ترے غم کی دلچسپ نقل	عقل
تری بلیسی تیری بیچارگی	
عنایت ہو یہ چشمِ خونبار کی	بھرا سیرِ حرمِ حجاز کی
ہوا مستِ جامِ طرب وہ نگار	سناجب یہ افسانہ سحر کار
جو بگڑی ہوئی بات تھی بن گئی	مرے اسکے گری جو یوں چھین گئی
تو بے پردگی ظالم اڑاتا ہو کیوں	کہا شہ نے محکو بنانا ہو کیوں
کہا ہاں کہا ہو خدا سے وفا	یہ کہ یار نے کچھ مجھے بھی کہا

کہا پھر کے نام لکھا کیا جواب  
 گزرتی ہو دن رات گلشت مین  
 کیا تارہ فرمان حق البقین  
 کہا یا تو سیلے سے کیا آئے گا  
 اُدھر جا کے بیٹھا ہو خط لا اُدھر  
 کہا کچھ مجھے قول تو دے دیجیے  
 کیا کہہ دوںے جا کر کیا ہو وہ قول  
 اس طرح ہو پر رکھنا مجھے  
 کیا شے نے یہ قول دل سے قبول  
 کیا وہ خط شوق نے نشان سے  
 ہوا سرور قد عاشق بے نوما  
 ادب سے لیا نامہ عزت کے ساتھ  
 کبھی دل پر رکھا کبھی فرق پر  
 ادا کر چکا جب رسوم نیاز  
 پڑی تین سطرون پر مہدم نگاہ

کہا یہ لکھا ہو زراہ عتاب  
 ہمیں چھوڑ کر پھرتے ہو دشت مین  
 کہا اگر گیا راہ مین وہ کہین  
 بھلا اس بناوٹ سے کیا پائیگا  
 تصنع سے حاصل اُدھر آ اُدھر  
 تو پھر مین بھی حاضر ہوں خط پہنچے  
 تری بات سے مجھ کو آتا ہی ہوں  
 ہمیشہ رفاقت مین رکھنا مجھے  
 کہا اب تو نامہ دے وعدہ نہ بھول  
 کہا مجھ کو پیارا ہو یہ بیان سے  
 کہ ہو رسم تعظیم نامہ ادا  
 ملا اپنی آنکھوں سے الفت کے ساتھ  
 کبھی آنکھ پر شکل دامان تر  
 تو کھولا اُسے صورت چشم ناز  
 سمجھ کر سنانی بھری ایک آہ

کہا خوش رہے وہ مسیح زمن یہی ہیں دوا جانِ رنجور کی انھیں مین لکھی ہیں بظریہ سلیم جو لوحِ دو عالم پہ تحریر ہو	ہیں اعجاز میرے لیے یہ سخن یہ باتیں لکھی ہیں بہت دور کی امانی و جملہ کتابِ قدیم انھیں تین سطرون کی تفسیر ہو
--	---

## اضطرابِ منظر

پلا بادہ اس ساقی خوش صفات شبِ ہجر کب تک اٹھا جامِ عیش خزان ہوں بنا دے تو رنگِ بہار اٹھی ہو جو کالی گھٹا اس طرح جو اڑتی ہو چاروں طرف یہ پھمار اندھیرے میں بجلی کا یہ کوند نا یہ ساون کی راتیں یہ گہرا سا پر ترپتا ہوں جز شوق دے کون سا یہ سناٹا پانی کا ٹھنڈھی ہوا درختوں پہ وہ جگنوؤں کی بہار	کہ ہو رنجِ فرقت سے کچھ تو نجات کہ روشن ہو دم سے ترے نامِ عیش اڑوں دوشِ نشہ پہ ہو کر سوار مجھے کل پڑے بے ترے کس طرح آنی کی طرح ہوتی ہو دل کے پاس مرے دل کو حسرت کا یہ روند نا بھلا کس طرح آئے پھر دل کو صبر نہیں سو جھتا ہا تھ کو آج ہا تھ وہ حسرت بھری بانسری کی صدا کہ اڑتے ہیں نالوں سے میرے شرار
--	--

تڑپتی ہو بجلی اُدھر متصل  
 میں سکتے ہیں تمام روئے غور سے  
 یہ تو کچھ ترشح بھی ہونے لگا  
 ہوئے جاتے ہیں ایک اب بحر و بر  
 بہت زور سے چل رہی ہو  
 اُدھر دیکھو وہ کھل چلا آسمان  
 بڑھانے کو دل کا مرے صنطراب  
 لیے ہاتھ میں نیزہ ہراک کرن  
 نظر آتی ہیں دو رجو جھاڑیاں  
 یہ کو چاندنی میں ہوا دشت غرق  
 وہ کوئل پیہا وہ چلائے سور  
 غضب چھوٹی چھوٹی سی کرنیں اُدھر  
 شب، بحر میں آج یہ چاندنی  
 جگر پارہ پارہ ہو دل چور ہو  
 یہ وہ رات تھی یاد مرے ذوالجلال

اُدھر لوٹ جاتا ہو بے یار دل  
 گر جنے لگا رعد بھی زور سے  
 مرے ساتھ گردون بھی رونے لگا  
 برستا ہو کیا ابرجی کھول کر  
 عجب کیا کہ چھٹ جائے دم میں گھٹا  
 ستارے بھی دواک ہوئے صوفشان  
 وہ چمکین شعا عین میانِ سحاب  
 لگی کھولنے بندِ زخیم کہن  
 ہو اس دم درندوں کا انہر گان  
 لگی لوٹنے میرے سینے پہ برق  
 یہاں بڑھ گیا اور وحشت کا زور  
 سر آب ہیں کس طرح جلوہ گر  
 کھلاتی ہو میرے کی ٹھک کو کنی  
 بشر ہائے کس درجہ مجبور ہو  
 کہ ہم مل کے پیتے شراب وصال

غرض اسکے پتیا ہوئیں اپنا خون  
 انگلیٹھی ہو گردون یہ انگارے ہیں  
 بنا ہوں میں سر تا بیا اضطراب  
 خدا جانے کیوں گھورتے ہیں نجوم  
 سحر ہوگی اس رات کی یا نہیں  
 ہوا اور بھی مضطرب بنی ظہیر  
 لپک بڑھ گئی شعلہ شوق کی  
 جدائی کے صدمے اٹھائے ہو  
 لبون سے عیان صدمہ دروہل  
 امیدیں طبیعت سنبھالے ہو  
 برستے تھے شیشے پہ کیا سنگ جو  
 طبیعت ہی قابو میں آتی نہ تھی  
 وہی درد سینے میں بھی دل میں بھی  
 سنگین بھی دم بن کے گھر گئیں  
 جنون میں بس آوارہ گردی کا جوش

گریاے رمی قسمت وازگون  
 فلک پر ثوابت نہ ستارے ہیں  
 نہ ہر چین دل کو نہ آنکھوں میں خواب  
 یہاں تو ہو خود دل پہ غم کا ہجوم  
 مرے رب مرے رحم التراحمین  
 پڑھا سپہ فرمان میں منیر  
 چڑھیں نڈیان گریہ ذوق کی  
 کڑی چوٹ وہ دل پہ کھالے ہو  
 روانی سے اشکون کی وہ مضمحل  
 جنون اسکو گھر سے نکالے ہو  
 بنی تھی جو دل پر تو بگڑے تھے طور  
 ہو بس بڑھ کے دل میں سماتی نہ تھی  
 جگر میں تڑپ جان بسمل میں بھی  
 دل و جان پہ یہ حسرتیں چھا گئیں  
 خبر پاؤں کی کچھ نہ کچھ سر کا ہوش

<p>شہر کیا کہ برق اسپہ قربان تھی          کوئی شہر نہ ہرگز خوش آتی اُسے          کہ کون جو دل پہ تھی واردات          صریرِ قلم سرفشانی سے تھا          وہ برجھی سی دل میں کھٹکتی ہوئی          عیان لب سے دل محو آفات ہو          برنگ گلِ رخم حالتِ زبون          جلا دل تو گھنچنی وہیں آہِ سرد          تھی اس درجہ بیتاب جانِ حزن          جو حسرت بھرے دل میں کچھ آگئی          تصور میں ہر وقت رد و بدل</p>	<p>کہ اسکی تڑپ میں عجب آن تھی          خدا کی خدائی نہ بھاتی اُسے          نکلتی نہ تھی ضعف سے منہ سے بات          وہ نالان بریدہ زبانی سے تھا          نگاہوں سے حسرت ٹپکتی ہوئی          خموشی یہ کہتی تھی کچھ بات ہو          ہنسی میں بھی جاری ان آنکھوں سے خون          گرمی جو طبیعت چمک اٹھا درد          کہ ہر دم تھا اسکا دم واپسین          نگاہوں پہ کیا بیکسی چھا گئی          کبھی محو ہو کر پڑھی یہ غزل</p>
--	---

## غزل

<p>ترے غم نے یہ دن دکھایا مجھے          ہوا اپنی ہستی سے بھی بے خبر          خدا جانے تھا خواب میں کیا سما</p>	<p>کہ مجھ سے بھی آخر چھڑایا مجھے          نہ معلوم کیسا یاد آیا مجھے          اے درویش کیوں جگایا مجھے</p>
--	--

ستم کرتے مل کر تو پھر لطف تھا  
 خدائی سے تیری ہنسن کچھ غرض  
 نہ دیکھا کچھ اُن میں جزا نہ از جو  
 جفا سے وفا سے کہ از راہ ناز  
 وفا کا لگہ کیا کروں بہین ظہیر  
 ہوا شوق یہ دیکھ کر بہ قرار  
 کہا شہ سے اب صبر گھٹنے لگا  
 لکھا ہو تھیں صبر کے واسطے  
 کہا شہ نے اے یونس غلسار  
 کہا اُس نے اچھا یہی کیجیے  
 ابھی روضۃ القدس جا رہا ہو  
 سنایا تو پھر لے کے کاکب خیال

جدائی میں کیا آزمایا نے مجھے  
 ملا اُس صنم سے خدایا نے مجھے  
 مگر وہ بھی کیا تھا جو بھایا نے مجھے  
 غرض جس طرح ہو لہجہ یا نے مجھے  
 یہ کیا کم ہو جو بس ستا یا نے مجھے  
 کہ رورو کے کھوتا ہو وہ جان ناز  
 کلیجہ مرا غم سے پھٹنے لگا  
 نہ یوں جان پر جبر کے واسطے  
 سنا کچھ بھی تو مشرودہ وصل یار  
 مجھے پھر کوئی نامہ لکھ دیتے  
 خبر مر کی جا کے لاتا ہوں میں  
 لکھا صفحہ آرزو پر یہ حال

نامہ بیہوش

سپر محبت کے مہر منیر  
 تم آؤ تو چٹ جائے غم کی گھٹا

رے دہرا شاہو بیہوش  
 شب تارِ حیران، مجھم بنا



جگر شاد ہو قلب مسرور ہو  
 کہانتک یہ سوزِ درون کی تپش  
 یہی ہو جو غفلت دوا ہو چکی  
 غنیمت ہو دم آپکا امرِ سیج  
 تپِ غم سے گوئیں پریشان ہوں آج  
 اکرو شکر اپنے کمالات کا  
 تم آؤ جو ارشادِ عالی جناب  
 سڑک آنے کی جو برابر کریں  
 جو دل خواہشِ خوش بیانی کرے  
 سنائے وہ نعمتِ تمہیں لا جواب  
 ترغیم کا یہ گرم بازار ہو  
 اکرون جمع اسبابِ عشرت تمام  
 مرتب وہ رہنے کو ایوان ہو  
 لٹکتے ہوں وہ تم سے متصل  
 وہ قبتے بھرے نور سے سرسبز

مرا خانہ عیش پر نور ہو  
 کہانتک یہ دردِ نہان کی خلش  
 مریضِ الم کو شفا ہو چکی  
 رہے روز افزونِ یحسنِ صبح  
 کبھی ہو رہیگا مرا بھی علاج  
 ملو آ کے مجھ سے مرے ملے لقا  
 کروں تم پہ صدقے مہ و آفتاب  
 عوض کنکروں کے ستارے بھریں  
 دبیرِ فلک مدح خوانی کرے  
 کہ زہرہ ہو زہرہ کا بھی آبِ آب  
 بہ دل مشتری بھی خریدار ہو  
 زحل کی نخوت نہ کچھ آئے کام  
 جہانِ نجم کیوان بھی دربان ہو  
 شریا جنھیں دیکھ کر ہو حجل  
 کہ نسریں و پروین کی جھپٹے نظر

بنین ساقی بریم غلام و حور  
کرون حاسد و نئے جلگر کو کباب  
ملے نوش و صلت جو اسی ماہر و  
ہٹا دون جو رخ سے وہ زلف سیاہ  
اُلٹ دو جو محراب میں تم نقاب  
کر و مہر سان طورہ جدی و ثور  
پڑیں جو تمھارے قدم کے نشان  
ہو زلفون میں اپنا دل پر شر  
زنج پر ہو جو گیسو مشکناں  
دکھائیں وہ آنکھیں جو اپنا جلال  
یہ ہو گرمی وصل میں سوز و تاب  
وفا تم کرو ہم جفا میں سہیں  
جو تم چرخ وحدت پہ ہو قطب غامس  
جلگہ پاؤں پہلو میں جو آپ کے  
ہیں یہ جلوہ گر چرخ پر جو نبات

فروزان ہو چار و نظر شمع نور  
خطر آئے ہر جام میں آفتاب  
کرون نیش عقرب میں نذر عدو  
تو بج حمل سے نکل آئے ماہ  
تو آئے نظر قوس میں آفتاب  
کہ شیر وں کو لازم ہو شیر وں کا طور  
تو رستہ بنے غیرت کہکشان  
جلے منزل سنبہ میں قمر  
تو پاتی بھرے دلو میں آفتاب  
اسد سر جھکائے برنگ غزال  
کہ سرطان کو گردون بنائے کباب  
کہ میزان کے پتے برابر ہیں  
ان آنکھوں میں قطبین کے ہیں خاص  
نہ ہو قطب کی طرح جنبش مجھے  
تھمے عدو پر گائے ہیں گھات

جو دھماکا دل اپنے اسی گلاب بن	ابھی خون تھو کے عقیقہ مین
سہیل مین کا بھی ہو رنگ زرد	لو لعلِ رمان کا ہو جائے سرو
جبین منور جو دیکھے سہما	نہ سجدے سے پھر سر اٹھائے ذرا
جو بکھرین وہ گیسو تو پھر نہ سکو	دل زار پوسن ہو وہ زلف عورت
ہو رمت کی نہ میری آوارگی	یہ جوشِ جنون اور بیجا رگی
مین ہوں جان طلب تم جلاؤ مجھے	خفا ہوں مین دم سے منالو مجھے
زمانے مین رہ جائے تانا دگار	تمھاری محبت مرا انکسار

## بہارِ صبح

پہلا آج ساتھی صبر دے مجھے	کہ حاصل ہوتا فوجتِ روحی مجھے
کروں غرغره آبِ کوثر سے آج	اُٹھوں نشہ آلود بستر سے آج
وہ مخمور ہو پیون جسکو سنکر اذان	برنگِ دعا کے سحر ہوں روان
ستارے جو چھٹکے تھے افلاک پر	وہ آتے ہیں اب جابجا کچھ نظر
نہ وہ چمکین ہیں نہ وہ شوخیان	نہ وہ جھلکے ہیں سرِ آسمان
فراہم تھے پہلے جو انگور سے	وہ آگ اک کو تکتے ہیں اب دور سے
سحر کا سپیدہ بھی ہر کیا غضب	چھپے جاتے ہیں پردہِ شب مین سب

ہوئی صبحِ خندان جو پر تو فلک  
 ریاضِ سحر میں جو پھولی شفق  
 سحر کا جو دھڑکا ستارے لگا  
 سنی بادِ صبحِ چمن کی جو دھوم  
 ابھی کیا چمکتا تھا نجمِ سحر  
 چمک میں نہ تاروں کی ہو کیوں کمی  
 ستارے جو تھے زیبِ بزمِ فلک  
 وہ ایک ایک کر کے روانہ ہو کر  
 لگ کر کچھ وہ ہیں رنگِ تزمینِ صبح  
 سو وہ بھی ہیں کچھ جھلکاتے ہوئے  
 ستارے جو باقی رہے خالِ خال  
 جوتل کی طرح جا بجا پا گیا  
 فلک پر وہ کچھ روشنی صبح کی  
 جو نجمِ سحر بھی نہا نے لگا  
 چھڑائی تھی مہتابِ گردون نے رات

پریشان ہوئی چرخ کی انجمن  
 ہوا رنگِ تاروں کا یکبارِ رفق  
 فلک اپنی افشان چھڑا نے لگا  
 کیے گلِ فلک نے چراغِ نجوم  
 ہوئی روشنی مانداب اُسکی مگر  
 کہ پھیلکی پڑی جاتی ہو چاندنی  
 جھپکتی نہ تھی جنکی اکدم پلک  
 سحر ہوتے ہی سب فسانہ ہو کر  
 چنے گا انھیں دم میں گلچینِ صبح  
 مہتاب سے آنکھیں چراتے ہو کر  
 نہ انکار یا کچھ کسی کو خیال  
 انھیں جن کے مرغِ سحر کھا گیا  
 وہ ہلکی سی مہتاب کی چاندنی  
 قمر اپنا بستر اٹھا نے لگا  
 اسی کے یہ سب پھول تھے بے ثبات

نثر کی جو گردون کی خرگاہ پر  
 شفق میں ہو جو رنگ صبح اسید  
 کیا کاروان نے نہ شب کو مقام  
 ستارے جو تھے جلوہ گر چرخ پر  
 فلک نے یہ سب گوہر بے شمار  
 گرے سورتِ اشک جو خاک پر  
 یہ سب مشتری ہو گئے جب نہان  
 سحر کا عمل حسبِ مرضی ہوا  
 سوال کے موضوع جتنے تھے سب  
 ضیا صبح کی پھیلی اطراف میں  
 شفق بھول کر رنگ لائے لگی  
 کھڑی ہوا لگ شمع بھی کیا اُداس  
 ہوئی دل جلوئے یہ غم میں تباہ  
 تمام اُسکی ترکی جو بالکل ہوئی  
 اڑا ہر طرف رنگ صبح بہار

ہوائی سی چھٹنے لگی مادہ پر  
 ہوا جاتا ہو چہرہ مہ سفید  
 پسینے پسینے تھا اس سے تمام  
 پسینے کے قطرے تھے وہ سرسبز  
 کیے فرق صبحِ طرب پر نثار  
 وہ شبنم کے قطرے بنے سرسبز  
 بڑھائی قمر نے بھی اپنی دکان  
 خطِ اکستان خطِ فرضی ہوا  
 ثبوتِ سحر کے ہوئے وہ سبب  
 شب ہجر جا کر چھپی قاف میں  
 نئی آگ دل میں لگا سنے لگی  
 بتلوئے کچھ ڈھیر میں اُس پاں  
 کہ اٹھنے لگا فرق سے دو دہا  
 سحر ہوتے ہی شمع بھی گل ہوئی  
 فلک پر کھلایک بیک لالہ زار

نمایان ہوئے خوب اُٹھا صبح  
 ہو اُصبح صادق کا جسدِ یقین  
 کوئی شاخِ گل کی طرح جھومتا  
 اُٹھا کوئی سرگرم حمد و سپاس  
 اُٹھے شہر کے زاہد و حق پرست  
 شبِ ہجر سے ڈرنے والے اُٹھے  
 اُٹھے رہ نشینانِ کوئے تبار  
 کسی کو کوئی گد گداتا اُٹھا  
 گجر صبح کا نعلِ مچانے لگا  
 نہ جاگا پراسپر بھی بختِ عدو  
 اذانوں کی آواز آنے لگی  
 ہوا جس گھڑی کم اذانوں کا شور  
 طیورِ آشیان سے نکلنے لگے  
 رخِ لالہ کو اوس دھونے لگی  
 گل اندامِ کپڑے پہننے لگے  
 جہان میں ہوا گرم بازارِ صبح  
 تو بستر سے اُٹھنے لگے نازنین  
 اُٹھا کوئی ساغرِ کالب چومتا  
 کوئی نیند کے جھونک میں بدحواس  
 اُٹھے رعدِ میخانہ ساغرِ بدست  
 شبِ وصل پر مرنے والے اُٹھے  
 اُٹھے ساکنانِ دردِ لستان  
 کوئی اُنھ چھپا کر لجاتا اُٹھا  
 جو سوتے ہیں اُنکو جگانے لگا  
 بنا جا کے سبزہ لبِ آبجو  
 دعاتا سرِ عرش جانے لگی  
 اُٹھا دیر سے بیدِ خوانوں کا شور  
 سمن بُوروش پر ٹہلنے لگے  
 شفقِ رشک سے خون رونے لگی  
 پری چہرہ بن ٹھن کے تنے لگے

یہ اٹھیلیوں پر نسیم سحر  
 اڑی پھرتی ہر آج گل کی نسیم  
 جھکا دیتی ہر سرسب کی جھپٹ  
 دیا دایہ نشوونے بے خطر  
 گلے بھول غنچے چٹکنے لگے  
 یہ شبہم سے تازہ ہین رخسار گل  
 یہ سہرے پہ سہرے ہین چھائے ہوئے  
 ہوئے برگ گل حمدین تر زبان  
 ٹپکتی ہر شبہم جو وقت سحر  
 جو شاخین گرین شوق میں جھوم کر  
 ہر اک شر پہ چھایا ہو جو رنگ ہو  
 جو ہر آج گلشن میں خوشحال ہو  
 عجب وقت ہو یہ عجب یہ سماں  
 سہانی سحر یہ سہانی فضا  
 کہیں نغمہ زن طوطی خوش مقال

کہ آتے ہیں جھونکوں پہ جھونکے ادھر  
 کھلاتی ہر غنچوں کو موج نسیم  
 جنون خیز ہو بونے گل کی لپٹ  
 ہر اک طفل غنچہ کو شہیر سحر  
 چمن کے چمن کو ممکنے لگے  
 کہ انجم ہوئے زیب دستار گل  
 کہ نخل پہ موتی بچھائے ہوئے  
 خدائے بھرا موتیوں سے وہاں  
 ہوئے وجد میں آکے گریبان شجر  
 اٹھیں یار کی خاک پا چوم کر  
 ہو سکتے ہیں آئینہ آبجو  
 فقط بخت خواہیدہ پامال ہو  
 کہ حیرت کے عالم میں ہو آسمان  
 یہ مرغان خوش نغمہ و خوشنوا  
 کہیں نالہ کش بلبل خستہ حال

اٹکھی ہر طرف چھپون کی صدا  
 وہ گلزار میں قمریان نعرہ زن  
 غرض اپنی اپنی زبان میں طیور  
 اُدھر کوڑیا لالہ بھی ہر رنگ کا  
 کھلا ہو وہ سہرے پہ لون باغ باغ  
 ہر اک رنگ کے خوبصورت نگین  
 یہ ہوتا ہو گردِ سحر سے عیان  
 وہ ظلمت کا سائے میں کچھ کچھ اثر  
 یہ دیکھا ہی تھا چشمِ ادراک نے  
 سنہری شاعون کے نیزے لیے  
 شفق کے پھریرے اڑے جرج پر  
 لہجہ جو تھا کمرے کا جو کچھ دھوان  
 شاعون کی جاروب نے اکیبار  
 ہوئی اشکِ شبنم سے تر گل زمین  
 ہوا ختم چھڑ کا لٹکا انتظام

فغانِ خدا دل نے بانہنسی ہوا  
 وہ صحرائیں فریادِ ناز و غن  
 ہین سرگرم تسبیحِ رب غفور  
 مسطح زمین پر کھلا جا بجا  
 ہون دریا میں جس طرح روشن چرخ  
 زمرد کے تختے پہ دیکھے سین  
 کہ آتا ہو کوئی بڑا کاروان  
 چھپا زیرِ دامنِ گردِ سحر  
 پڑھی آئی فتحِ افلاک نے  
 ہراول بڑھے لشکرِ صبح کے  
 شاعون نے گارے علمہائے خدا  
 چکنے لگیں اُس میں چنگاریاں  
 کیا صحنِ افلاک کو بے غبار  
 چھہارین بھی کمرے کی گرنے لگیں  
 ہوا صاف مطلق سحر کا تمام



سُہری شاعون کا عکس آب میں  
 چمک کر دکھاتا ہے یہ صاف صاف  
 یہ نہروں میں عکس شفق کا نشان  
 شاعون کی پانی پہ چنگاریاں  
 درختوں کے سائے کا حوضِ نمین و خل  
 کھڑے ہیں خموش آبِ شجر صاف بصف  
 زمین و فلک پر یہ چھایا جلال  
 اُٹھا کر طیورا اپنے سر بار بار  
 کسی کو کوئی دیکھنے کے لیے  
 حسینوں کے جُڑ مٹ میں اک نازمین  
 ادا شوخی و ناز کی ساتھ میں  
 غرور و کرم بے نیازی و ناز  
 نہ رندی نہ کچھ بار سالی سے کام  
 تھنا و قدر اُس کے خد متگزار  
 چپ و راست اُس کے جلال و جمال

کہ جو گھر کرے قلبِ بے تاب میں  
 کہ آئینے کا ہو بسنتی غلاف  
 لگی آگ پانی میں ابتدا کی شان  
 ہین سطحِ بلورین پہ گلکاریاں  
 کہ شیشوں میں ڈھالے زمر و کُخل  
 کہ عالم ہی سناٹے کا ہر طرف  
 کہ عاری ہوئے لطف سے اہلِ قال  
 کسے دیکھتے ہیں بصدِ انتظار  
 وہ جہان کا درتچے سے افلاک کے  
 لب جو ہوا آکے مسند گزین  
 سحر آفتابہ لیے ہاتھ میں  
 شب و روز انھیں سے اسے ساز و باز  
 اُسے رات دن خود نمائی سے کام  
 سراپا وہ نورِ حیدرِ خداوند گار  
 اک ادنیٰ صفت دلبر بے مثال

برابر کیا سب نے جھجک کر سلام  
وہ طائر پھر اب چھپانے لگے  
مبارک سلامت کی ہر دھوم دھام  
یہ اشعار سب مل کے گانے لگے

## غزل

خدا یا ترمی تا خدائی رہے  
ترا نور جب تک رہے جلوہ گر  
تو جب تک شناسا رہے ذات کا  
رہے تیری قدرت کا جب تک عمل  
رہے تو بری تا ہر اک قید سے  
ترا ناخن حکم جب تک ہو تیز  
ترا دست ہمت رہے تا بلند  
ترا جلوہ جب تک نہ محدود ہو  
رہے وصل جب تک بقا سے جٹھے  
رہے تا تجھے حسن پر اپنے ناز  
سبھی جائے پر خالق بے نظیر  
کوئی محو ہو گا رہا ہو کوئی

وہ عالمین اسکی زو پائی رہے  
یہی اسکی جلوہ نمائی رہے  
یہ آگاہ خود آشنائی رہے  
یہی اسکی فرمانروائی رہے  
اسے بند غم سے رہائی رہے  
یہی اسکی عقدہ کشائی رہے  
یہ چارہ گر بینوائی رہے  
یہی اسکے دل کی سمائی رہے  
نہ اسکی ہماری جدائی رہے  
نثار اسپہ ساری خدائی رہے  
طبیعت مری اسپہ آئی رہے  
وہ دل کی طرح آ رہا ہو کوئی

ہوا آگے پاؤں باعد ادب  
 تو مثل سحر نور افشان رہے  
 مین پہلے گیا کعبہ خیر کو  
 وہاں سے حضور خداوند تخت  
 ہوا حکم کیون مین یہ آنکھیں پر آب  
 لیا شوق سے اور پڑھ کر کہا  
 بہت تیز روا اور طراز ہے  
 نہیں عقل کل کو بھی کچھ ہمسری  
 وہ بولا کہ ای شاہ ملک و سریر  
 ہوا حرف زن یوں شہر پاکذات  
 وہی کرنا ہو جس مین اسکی خوشی  
 پسند آئی ہر اسکی عرضی نے مجھے  
 یہ مرزدہ تو ہو بنچا اُسے زود تر  
 کہ کچھ دنوں مصلحت ہو یہی  
 سپاہ الم سے رہے ہوشیار

کہا ای بہادر ریاض طر  
 ہمیشہ یہی شوکت و نشان  
 سنا خود بدولت گئے  
 ہوا آگے حاضر رہے میرے  
 دیا اسنے لگ خط بجائے جو  
 کہ ای بیک غر خندہ پڑ مر  
 بہت اپنے فن مین تو ہشیا  
 تجھی کو ہر زبان یہ نامہ  
 مین ہوں کمترین بندہ  
 ہمیں نے دیے مین اُسے یہ  
 کہ عاشق ہو وہ اور معشوق  
 ہو دل سے قبول اسکی مرضی  
 مین اُسکا ہوں میرا ہر وہ  
 رہے وہ مقام طرب میر  
 حفاظت کرے اسکی لیل و

پھر آنا بیان جب وہ بھیجے تجھے	کہ وصل اُسکا مد نظر ہو مجھے
یہ سنکر ہوا بحر شادی میں غرق	قد مہوس ہو کر چلا مثل برق
طاراہ میں ایک بحرِ روان	یہ سو نچا ذرا دیر دم لون بہان
تو دیکھا کہ میر سعادت وزیر	لیے ساتھ اپنے سپاہ کثیر
اسی سمت آتا ہوا منہ موج	پریشان و خستہ مگر ساری فوج
اُسے دیکھ کر شوق بے اختیار	پکارا کہ او سرورِ نامدار
یہ لشکرِ غم کے چڑھائی ہو کیوں	سفر کی مصیبت اٹھائی ہو کیوں
وہ آواز پہچان کر شوق کی	بڑھا اسپ دوڑا کے یکبارگی
بنی تھی جو حالت دکھائی اُسے	سنی اُسکی اپنی سنائی اُسے

### مجاہدات

پلا اب تو مگر ساقی ذمی کرم	کہ گھیرے ہوئے ہو سپا و الم
اٹھا سا غمِ طبیعت سنبھال	مجھے ورنہ بحرِ غم سے نکال
وہ مگر ہو جو دکھلائے اپنی بہار	اُڑوں صورتِ بونے گلِ بکی بار
ہو کچھ دھوپ کا عکس کہ سار پر	شعا عین چمکتی ہیں اشجار پر
تری آویں کی دھوپ کھونے لگی	ہوا بھی ذرا گرم ہونے لگی

پرندے زمین پر اترنے لگے  
 اترے کھول کر قاز و سرخاب پر  
 وہ کھیتوں میں چریان بھی آنے لگین  
 ہوا پھر وہی کار و بار جہان  
 ہوا میں ابھی تک نہیں کچھ غبار  
 مگر شہر میں یہ نہیں آب و تاب  
 بلندی پہ کچھ دھوپ آنے لگی  
 مٹھیروں پہ کچھ کچھ جھانکنے لگی  
 غرض چاک جیب سحر بڑھ گیا  
 ہزاروں جوانان لشکر شکن  
 وہیں چھوڑ کر وہ سب اسباب بزم  
 یکایک کھڑے ہو گئے وہ وہیں  
 ادھر لوگ کچھ چڑھ کے دیوار پر  
 چکے ہوئے خود و تیغ و تفنگ  
 وہ زرہیں حکمتی ہوئی دور سے

ہر نخل کے جنگل میں چرنے لگے  
 گرے مرغِ آبی وہ تالاب پر  
 وہ چن چن کے دانے اٹھانے لگین  
 ہوئے لوگ مصروف کارِ جہان  
 رطوبت لگی اڑنے بن کر بخار  
 کہ ٹیلوں کی ہوا وین آفتاب  
 وہ گلہوں پہ سونا چڑھانے لگی  
 اتر کر وہ در پر چمکنے لگی  
 قریب آدھ ٹھنڈے کے دن چڑھ گیا  
 وہ ہین دامن کوہ میں خمیہ زن  
 چلے ہین کسی سمت کو بہرِ رزم  
 کسی نے ابھی اُنکو دیکھا نہیں  
 نظر کرتے ہین دشت و کسا رہ پر  
 پھر اُنپر سنہری شعاؤں کا رنگ  
 کہ گویا بنی تھیں وہ بلور سے

خوشی کے پھریرے اڑائے ہوئے  
 وہ گھوڑے کنوٹی بدلتے ہوئے  
 سواروں کی ہر دم اسی پر نگاہ  
 کر کے پھر وہ کچھ دور کسار سے  
 وہ کہتا ہی ٹھہر وہیں اس پاس  
 اسے توڑنا ہی بہت کا سخت  
 مقام طرب خلد منزل ہو یہ  
 حیات ابداسمین اک باغ ہی  
 ہر قصر اسین اک عیش جاوید نام  
 اسی غم میں ہی میری حالت تباہ  
 مگر ہاتھ آنا بھی دشوار ہی  
 ادھر جائیں تو ہوگی بیشک شکست  
 مگر ایک تدبیر آسان ہی  
 ہمارا اتھارا وہاں کیا گزر  
 کرین اہل قلعہ کو محصور ہم

وہ ہر شخص نیزہ اٹھائے ہوئے  
 اشاروں میں ڈر کر رک کے چلتے ہوئے  
 کہ اٹھنے نہ پائے کہیں گرد راہ  
 مخاطب ہوئے اپنے سردار سے  
 کہ ہر سخت مضبوط باب سپاں  
 کہ یہ شہر ہی شاہ کا پایہ تخت  
 دیا محبت کا حاصل ہی یہ  
 مرے دل کو اس باغ کا داغ ہی  
 انھیں دونوں سے ہر فقط مجھ کو کام  
 کہ تھی شاہ ملعون کی یہ سیر گاہ  
 کہ چاروں طرف اسکے کسار ہی  
 کہ ہر گھاٹیوں پر بڑا بند و بست  
 کہ صحرائے وحشت میں سلطان ہی  
 کہ اس جا فرشتوں کے جلتے ہیں پر  
 رسد سے کرین انکو مجبور ہم

در قلعہ پر چل کے ہون جاگیر  
یہ جب آب و دانہ سے ہون باجوا  
ادھر آئے جو شاہ بھی قہرین  
جہر جہاں وہ ہو ادھر سہراہ  
سنی سب نے یہ گفتگوئے عجیب  
وہ شور سے جو اسطرح کرنے لگے  
اتر تے ہی پہونچے در قلعہ پر  
وہ پہونچے ہی تھے در پہ مغرور سے  
یہ کرنیں حکمتی ہین کس چیز پر  
سوار آتے ہین کچھ ادھر زرق برق  
صفائی مین آئینہ تیغ و تفنگ  
وہ بجلی سے کچھ کم حکمتی نہین  
لیکا یک قریب آگئے وہ سوار  
ہوئی فوج مسلحہ کو یہ آگئی  
بڑھی آتی ہر دم بیشتر

مقابل ہو کوئی تو بر سائین تیر  
ظفر ہوگی ہم کو میسر ضرور  
تو جالے نہ دین ہم اُسے شہر مین  
رہے مستعد اس پہ اپنی سپاہ  
کہ تھا اُس منارے سے وادی قہر  
یہ گھر کے فوراً اترنے لگے  
کرن قلعہ بانوں کو تا یہ خبر  
نظر آئی کچھ روشنی دور سے  
ٹھہرتی نہین اب تو مطلق نظر  
سراپا ہین فولاد و آہن ہین غرق  
پھر اپنہ شعا عوکی شوخی کا رنگ  
وہ آنکھیں نہین جو جھکیتی نہین  
مقابل ہوئے پاسان حصار  
کہ فوج لعینان قریب آگئی  
پہونچتی ہر دم مین در قلعہ پر

نظر آتے ہیں انکے بے طور و سنگ  
 زمین اسکی آواز سے ہل گئی  
 دیا حکم و قہر نہ نہ زہنار ہو  
 یہ سن کر دلیران و مردانِ کار  
 نکل کر درِ قلعہ سے ناگمان  
 چلین ہر طرف سے یہ توپ و تفنگ  
 مفر کی کوئی راہ نکلتا نہ تھا  
 بہت اڑ گئے گر گئے سیکڑوں  
 مگر جوش میں آ کے بڑھتے گئے  
 بہت قلعہ سے شعلہ باری ہوئی  
 کشاکش سے قلب و جگر ہل گئے  
 نہ باقی رہی کوئی ترتیبِ جنگ  
 حفاظت کو نکلے ہیں جو شہر کی  
 پہونچتی گئی جن کو جن کو خبر  
 ہوئے آگ غصے میں اہلِ ستیز

اسی دم بجا قلعہ میں کوہِ جنگ  
 سران سپہ کو خیمہ ریل گئی  
 اسی وقت سب فوج تیار ہو  
 تہ رہ پوش ہو کر پہلے گام زار  
 ہوئے فوج دشمن پہ حملہ کنان  
 شب تار و تیرہ تھا میدانِ جنگ  
 کسی سمت کچھ دیکر سکتا نہ تھا  
 ادھر سے ادھر پھر گئے سیکڑوں  
 وہ سب موت کے منہ چڑھتے گئے  
 نہ کوئی سپہ پر فراری ہوئی  
 لڑائی میں آخر وہ یوں مل گئے  
 ہوئیں بارِ اس وقت توپ و تفنگ  
 بہت کم ہیں تعداد میں یہ ابھی  
 ہوئے جنگجو آ کے بیرون در  
 ہوا گرم ہنگامہ رستخیز



سر و سینہ پہلوئے اہل جنگ  
 بہت دیر تک تیر ہر سا کیے  
 ہوئے دونوں جانب کے ترکش تھی  
 اُڑے مغربان کچھ پر تیر سے  
 چلی تیغ تو پشت زین پر رُکی  
 جدائی سرو تن میں ہونے لگی  
 نکالے ہوئے اپنی سوکھی زبان  
 روان ہوتے ہی جان کھوئے لگی  
 اوجھدار پر وار چلنے لگے  
 سپہر کو جو کاٹا تو سر پر گئی  
 چلی المصاعف دم کارزار  
 جو غصے میں آکر اُبلنے لگی  
 مٹا یا پرانے کا نشان  
 چمک کر چلی وہ شرارت بھری  
 گری صورتِ مست وجہ جس طرف

ہوئے وقفِ گرز و سان و خنجر  
 گلے آبِ خنجر کو ترسا کیے  
 ہوئی ختم بارش بھی اب تیر کی  
 بہت پھل گئے شلخ شمشیر سے  
 جو اُٹھو بھی کاٹا زمین پر رُکی  
 لہو سوگ دشمن میں رونے لگی  
 چلی خون پینے سو دشمنان  
 گلے مل کے اک اک کے رونے لگی  
 شر اس کے منہ سے نکلنے لگے  
 جو منہ پر چڑھا سکودو کر گئی  
 کیا دو پیادوں کو راکب کو چار  
 لہو منہ سے آخر اُگلنے لگی  
 ہوئی چشم جو ہر سے خود خون نشان  
 کسی وقت شعلہ کسی دم پری  
 ہوئی مست جامِ فنا صفت کی صفت

چلی یہ تو منہ سب کے پھرنے لگی  
 ہوئی آ رہ جو پیتے پیتے لو  
 ہوئی محض بیکار شمشیر تیز  
 چقاچق کی آواز آنے لگی  
 پڑی جن پر اک ضرب وہ اہل کین  
 ہوئے دست و پا سب کے بے اختیار  
 نہ خارج ہو جوشن نہ مانع زہرہ  
 ادھر کے ہزاروں یار و بہمنہ  
 بہت دیر یہ حشر ہوا و ہوا  
 نہیں ہوتی معلوم فتح و غلبت  
 اٹھا ہویہ کیسا وہ گہرا غبار  
 بہت غور سے دیکھنے لگا ہر  
 قریب آتے آتے ہوا کم خوار  
 فسیلون سے اتنے میں اک پشیمند  
 کہ اے فوج امان و مردان کار

ٹھٹھل ہستی کے گرنے لگی  
 کیے قطع نخل حیات عدو  
 اٹھے گرز ریا ہوئی رستخیز  
 سپر ہر طرف منہ کی کھا رہے لگی  
 اسی جا ہوئے اُس کے نقشِ رازین  
 گرے گرز خیزے لیے ایلبار  
 سنان کھوئی ہر دولت کی گمراہ  
 کیے اہل و ثروت اسیر بلند  
 جو یزید بھی لوٹے قباہ کمر  
 بین پر اہل کلمہ بہت بے حیا  
 مخاطب بین دونوں طرف سے  
 نہیں آتا جز نیر کی کچھ نظر  
 نظر آئے اُس میں علو و بشمار  
 پکارا ایک ایک بہ بانگ بلند  
 وہ آئی ہر فوج العین ہوشیار

لعین ابن ملعون کا سن سن کے نام  
 صدا آئی برجوں سے یہ ابلی بار  
 خبردار ٹھہرو نہ میدان میں  
 تھین اس گھڑی ہر میسر ظفر  
 ہوئے نعرہ زن وہ یلان جبری  
 یہیں مارینگے اور مرجائینگے  
 قریب آگئی اب وہ فوج لعین  
 وہی تازہ دم لشکر نابکار  
 گھڑے ہر طرف سے یہ مردان جنگ  
 اٹھائے ہیں دست دعا جنگجو  
 یہ معلوم ہوتا ہے سب اہل دین  
 ادم کا ہر اول ہر کفران جنگ  
 اگر خیر مطلوب ہو جان کی  
 ہوئے خشکین یہ ہزبر زبان  
 تو کیا ہو تراشا و ملعون بھی

وہ مردود بکجا ہوئے پھر تمام  
 کہ ای پلو انان عالی وقار  
 نہیں تو گھرے آن کی آن میں  
 چلے آؤ اب قلعہ میں بے خطر  
 کہ تاحشر یہ تو نہ ہوگا کبھی  
 نہ قلعہ میں پر بھاگ کر جائینگے  
 ہوئے اہل ورسخت اندوہگین  
 ہوا حملہ آور یہیں و سیار  
 ہوا اہل وژ پر بہت وقت تنگ  
 کہ یارب ترے ہاتھ ہی آبرو  
 کوئی دم میں ہوں نذر شمشیر کین  
 بڑھا اور کہنے لگا بید رنگ  
 ہمارے حوالے کرو وژا بھی  
 پکارے کہ او مردک بد زبان  
 نہیں دیکھ سکتا سوئے وژ بھی

منارے پر اک شخص اندوہمین  
 ہوا دیکھ کر سوئے در بقرار  
 ہوا ستادہ جسیرہ فیروز مند  
 پکارا کوئی دور سے بید رنگ  
 وہ بولا فصیلون پہ ہو جو سپاہ  
 اتر کر چلے وہ نبرد آزما  
 ابھی رستے ہی میں ہیں یہ نامدار  
 پکارا وہین خان تقدیر جنگ  
 کہ ہمراہ شاہنشاہ بینظیر  
 یہ سن کر دلیران جنگی سوار  
 پس پشت دشمن تھے یہ اہل جنگ  
 گئے تیسری سمت اہل کمک  
 ہوا فوج دشمن کا یہ قتل عام  
 اجل حنجی دوڑ و فرے سرگئی  
 لعین ابن ملعون بھی مارا گیا

کھڑا ہوا لگائے ہوئے دوڑین  
 مقرر ہو یہ پہلوان قلعہ دار  
 ہو نام اس منارے کا بخت بلند  
 کہ بتلا تو کچھ خان تقدیر جنگ  
 کمک کے لیے جائے اس وقت آم  
 جو باہر تھے انکا بڑھا حوصلا  
 اٹھا پشت فوج عدو سے غبار  
 کرو عرصہ زلیست دشمن پہ تنگ  
 وہ آتا ہو میر سعادت وزیر  
 عدو پر گرے ٹوٹ کر برق وار  
 ہوا حکم برساؤ تیر و تفنگ  
 لعینوں کو ملتی نہیں راہ تک  
 کہ کشتوئے پستے لگے ہیں تمام  
 کہ ہیں دوڑتے دوڑتے مر گئی  
 وہ کفران کا سر اُتارا گیا

یہ دیکھا تو لی سب نے راہِ فرار  
 مخفی باب ہو کر پھر اوہ وزیر  
 سمران سپہ میں ستایش کنان  
 یہ سن کر یہ بولا شہرِ بنظیر  
 میں اسوقت وحشت کے عالم میں تھا  
 وہیں آگیا شوق میرا پیشیر  
 خبردار اس میں نہ غفلت کرو  
 اسی وقت میری سعادت کے ساتھ  
 پہنچ کر بفضلِ خدا وقت پر  
 غرض سب مقاصد جو حاصل ہوئے  
 مسترت کی گھر گھر ہوئی دھوم دھام

تعاقب کنان جاتے ہیں بلنہمار  
 ہوا دستِ بوس شہرِ بنظیر  
 کہ ہو فتح سلطان کی ہمنان  
 مجھے لاسے جسم گہا تھا وزیر  
 غم یار سے کچھ عجب غم میں تھا  
 سنایا یہ فرمان مس منیر  
 مقامِ طرب کی حفاظت کرو  
 روانہ ہوا شان و شوکت کے ساتھ  
 کیا فوج اشعار کو فی السقر  
 مقامِ طرب میں وہ داخل ہوئے  
 ہوئے محو عیش و طرب خاص و عام

## حکمہ ملعون

پلا بادہ ساقی اٹھا رہم شرم  
 دیے جانے جام تو بید رنگ  
 محنت ہوسستی میں جو روزگار

کہ ہو حسب خواہش مری طبع گرم  
 تو پھر دیکھ میری طبیعت کا رنگ  
 بطوری کی صورت ہو وہ بھی نکال

چھپے فارین گرگ و یوز و پلنگ  
 چڑھکین چڑھیاں برفت سے لہر  
 کھلے پھول گیندے کے وہ زرد  
 وہ گل نہ ہی پھول کی کھلے گلف رنگ  
 وہ تلم کے ساغر بے کاسنی  
 وہ گو بھی کے پتے اکڑنے لگے  
 آواروں میں کلیاں بھی لوانگین  
 جہی سبب آمو و دپکنے لگے  
 وہ پاک کر شریفی بھی سب کھل گئے  
 لدی ہن درختوں میں نارنگیاں  
 ہنارے لٹکتے ہن کیا لال لال  
 غضب عشق پچان کا شاخون سے میل  
 تراشے ہن قدرت نے کیا بیتال  
 وہ کچھ پھول سرسوں میں آنے لگے  
 کہیں چھوٹے چھوٹے وہ چہری کے پھول  
 کہیں مار قدرت نے سو سم کا رنگ  
 کہیں اندری چیزیں مالی اور کسار پہ  
 چھپی آئی ہو گیا ہوا سرد سرد  
 چمکتا ہوا وہ ہزارے کا رنگ  
 وہ موج کی ہم شکل سورت طعی  
 بتاتے بھی دیکھنا چڑھنے لگے  
 وہ لہلوں کی چھیاں بھی لدا آئین  
 وہ شاخوں میں گولے چمکنے لگے  
 ٹپک پڑتے ہن جو ذرا بیل گئے  
 پھٹی پڑتی ہن بوجھ سے ڈالیاں  
 جڑے ہن زمرہ کے جھاڑو ٹھن لال  
 وہ نازک وہ باریک پتی کی تیل  
 کرک پھول یا قوت کے لال لال  
 ذرا کھیت جو بن دکھانے لگے  
 کہیں اودے اونچے دھاسی کے پھول

زمرہ کی چھڑیوں پر نیلم کی شام	اُتی ہو صنع رب انام
تو کیا املہا تے ہیں گہو انکے کھیت	بڑا تے ہر جنگل کی ریت
ہر سردی کے آگے دولانی بھی پیچ	کا چلتا نہیں زور و پیچ
گلو بند سر سے لپیٹے ہیں آج	ہیں چھپ کر جو لیٹے ہیں آج
بہین لادے ہوئے وہ بھی بھاری لہا	جن کو نازک مزاجی پہ لاف
کہ سردی میں ہو بس اسی کی بہار	ن کوئی دلبر گلزار
اسے روئی کھوتی ہو بس یاد دہانی	اور جاڑے کا چارہ کوئی
اُسی کی گزرتی ہو آرام سے	دش دلبر ہو جو شام سے
آنکھیں یار کی سرد مہری ہو بار	لق کہ جب کا نفس شعلہ بار
رگڑوں میں لمواں تو جھنے لگا	ن ٹھہری جو ٹھنڈھی ہوا
جدھر دیکھو ہو چائے و قہوہ کا دور	ہو زور سردی کا اور
کسی میں برانڈمی کہیں شام میں	ہیں وہ شیشونکے کنٹرین
ہوا آتش تر سے روشن دماغ	بھر بھر کے ساقی ایلغ
کوئی نشہ عشق میں چور ہو	ست ہو کوئی مخمور ہو
قیامت کا پالا پڑا رات کو	رے کیا ہوا رات کو

دو شالے دکھاتے ہیں کیا کیا بہار  
جو کہتے تھے اپنے کو آتش مزاج  
گھرے تھے جو گرمی کے اندھیر میں  
وہ گل جنکو ڈھاکے کی ٹل تھی بار  
قبا تھی گران جن پہ تزییب کی  
کہیں کمرے میں تاپتے ہیں حسین  
وہ رنگین کپڑے چمکتے ہوئے  
نہیں بھاتی مطلق درختوں کی جھاؤں  
نہیں چھینٹ سے خالی کوئی دوکان  
نراکت بھری لکھنؤ کی وہ فرد  
غرض سب کے لب پر ہو سردی کا ذکر  
فقیر اپنے کمل میں بیٹھا ہو مست  
ردائے نگارین ہو لطف مجیب  
جو محبر ہو سینہ تو دم شعلہ بار  
لگائے ہوئے سوزِ دل کا الاؤ

کوئی شال وڑھے کوئی بجا مسوار  
چڑھائے ہیں دستانے ہاتھوں پہ آج  
پڑے پائتا بون کے اب پھیر میں  
نہیں آج کمل سے بھی انکو عار  
پہنتے ہیں اب کوٹ اچکن وہی  
کوئی ہاتھ ہی سنیکتا ہو کہیں  
انگلیٹھی میں کوئے دہکتے ہوئے  
ہو امیں ٹھہرتے ہیں اب ہاتھ پاؤں  
اُترتے ہیں آبِانات پھلور کے تھان  
کہیں سرخ و سبز اور کہیں زرد زرد  
مگر فضل حق سے یہاں کیا ہو فکر  
پیالہ چڑھاتا ہو جام الست  
رستانی کی جا ہو رنائے حبیب  
ہیں انکاسے داغِ غمِ عشق یار  
فقیر اپنی مویچون کو دیتا ہوتاؤ



قریب آئے مجھے کے پہنچے مگر  
 یہ معلوم ہوتا ہے وقت شام  
 یہ لوچٹ گیا آن کی آن میں  
 نظر آتے ہیں جتنے تالاب خاں  
 میسر نہیں یہ بھی کہرا اگر  
 وہ پانی پہ کائی بھی جھنے گی  
 وہ تڑی کا زورون پہ ہنسانہیں  
 ستون چیتے لد کے چھ سب پر  
 کلک اور سرخاب باندھے قطار  
 کنارے کنارے وہ بگولہ کی صف  
 برابر جو نیٹھے صفین باندھ کر  
 بے سیراب لوگ جانے لگے  
 یکایک اتحادت سے وہ غبار  
 فدا دیر گزری ہوا سکو ابھی  
 یہ دیکھا جو سب نے تو پھر زود تر

ابھی تک نہیں آتا سورج نظر  
 قیامت کا چھایا ہو کھرا تمام  
 نکلنے لگے لوگ میدان میں  
 وہ اوڑھے ہیں کھنسی کی عمارت تمام  
 سنگھاروں کے پتوں سے ڈھانکے ہیں سر  
 وہ کچھ دھار دریا کی تھنے گی  
 وہ پانی بھی جھیلوں کا سیلا نہیں  
 چلے آئے کسار کو چھوڑ کر  
 گرے آگے جھیلوں پہ وہ ہیشمار  
 جو اصل نمو سے بطنیں ہر طرف  
 بچھین جدولین صفیر آب پر  
 شکاری بھی جھیلوں پہ آنے لگے  
 ہوئے لوگ حیرت زدہ اکیبار  
 نظر آئی کچھ فوج اشراہ کی  
 چلے جانب شہر ب چھوڑ کر

پہونچتے ہی قلعے میں بڑا ڈپر  
 سنی اُسے جسدم یہ اُڑتی خبر  
 رعادی کہ اس شاہِ فرخندہ بخت  
 سنا ہو کوئی لشکرِ جنگجو  
 یہ معلوم ہوتا ہو ملعون شاہ  
 سنا یہ تو وہ شاہِ فیروز بہر  
 لعین اور کفرانِ جب آئے ہم  
 نہ تھا تو بھی قلعے میں اس خوش صفت  
 اب اس وقت جو مصلحت ہو تری  
 کہا اُسے اس سرورِ سروران  
 جو آتے ہیں آنے انہیں دیکھیے  
 نہیں تو یہ خدشہ رہیگا ہر دم  
 تر و نہ نہ رہنا رکھو کیجیے  
 کہ نہ کردہ فوجِ شیخِ جلال  
 ہواک اور تند بیرجس سے حضور

گئے پیش میرِ سعادت وزیر  
 تو پہونچا حضورِ شہِ دادگر  
 رہے تا ابد تیرا دہیم تخت  
 ہر گھیرے ہوئے شہر کو چار سو  
 خود آیا اور لے کے اپنی سپاہ  
 ہوا یوں سخنِ سنچا ز روئے قہر  
 تھے اس وقت سحرِ اے حوشت میں ہم  
 مگر رکھ لی اللہ نے اپنی بات  
 اُسی کو سمجھ عین مرضی مری  
 ہو قلعے میں اب لشکرِ بیکران  
 ابھی سے نہ عزم و نفا کیجیے  
 پڑے روزاکِ جنگِ تازہ سے کام  
 مگر حکم اس وقت یہ دیجیے  
 رہے ہر دم آمادہ بہرِ جلال  
 نہ باقی رہے کوئی اہلِ غرور

بڑھیں جب وہ لے لے کر تیغ پونگ  
 ٹھنکے تو ہونگے وہ اک دم میں پست  
 کرے چاروں جانب سے حملہ سپاہ  
 طلسم مصیبت ہوا کہ راہ میں  
 غضب کی وہاں آگ بر شعلہ زن  
 غرض راے ٹھہری مناسب یہی  
 کہا شاہ نے پھر یہ دستور سے  
 جدائی سے گو اسکی مرتا ہو نہیں  
 مقام طرب میں خدا کی قسم  
 یہی جی میں آتا ہوا اب ای وزیر  
 تجھے سو نہ چاؤں یہ ملک سپاہ  
 سنا یہ تو بولا وہ دانا وزیر  
 ابھی آپ چندے اسی جا رہیں  
 خدا چاہے تو جلد کیسو ہو جنگ  
 کمر بستہ بہر اطاعت مدام

انجمن کریم حلقے میں مہربان جنگ  
 ابھی سے یہ خفیہ رہے بزرگ  
 نہ باقی رہے ایک بھی کہ نہ خواہ  
 جو بھاگین گریں سب اسی چاہ میں  
 اسی میں جلیں خوب یہ اہر من  
 کسی کو نہ اسکی ہوئی آگہی  
 کہ واقف ہو تو درد دل سے مرے  
 مگر دن مصیبت کے بھرتا ہو نہیں  
 نہیں چین دل کو مرے کوئی دم  
 روانہ ہوں میں سوئے مہر منیر  
 رہے رات دن تو بصد عز و جاہ  
 کہ کچھ یاد ہو حکم مہر منیر  
 جدائی کا غم اور کچھ دن سہیں  
 روانہ ہوں پھر آپ اُدھر بید رنگ  
 حضوری میں حاضر رہے یہ غلام

غزل کیا مجھے میث و آرام سے	مجھے عشق ہو آپ کے نام سے
نہ چھوڑی رفاقت کبھی آپ کی	رہا ساتھ صحرائے وحشت میں بھی
فراغت جو اس جہان سے ہو سب	چلین دونوں سوئے دیا حبیب
جو یہ عزم ہو پہلے یہ کیجیے	اجازت وہاں سے منگا لیجیے
اُدھر کی طلب پہلے درکار ہو	کہ بے اذن جانا بھی دشوار ہو
یہ سن کر ہوا خوش شہر بنیظیر	کہ مہنی تھی حکمت پر رائے وزیر
اُٹھا کروہین خامہ اشتیاق	یہ کی صفحہ غم پہ شرح فراق

## استعانت

حرمی روح و سفاک رنگین نزار	گستاخانِ زخمِ جگر کی بہار
رخِ رشک گل کا ہر قدرت سے ذوق	ساتا نہیں اب مگر دل میں شوق
یہ رنگِ طبیعت یہ جوشِ فراق	تھارے گلے ملنے کا اشتیاق
کسین اور ہی گل کھلائے نہ اب	کہ مٹی میں اُمید مل جائے سب
کہاں تک اُٹھاؤ نہیں یہ بارِ غم	کہاں تک رہوں تھمتہ مشقِ الم
نہیں ہوں جانکنی میں بچا لو مجھے	تم آ کر گلے سے لگا لو مجھے
کیے گرمیِ عشق نے ہوش گم	ہوا اپنے دامن کی دوا کے تم

کر دتم مرے گھر جو آنا قبول  
 نہیں اب تحمل کا یا رانے مجھے  
 گئی جان جسم تم آئے تو کیا  
 جوانی کو کہتے ہیں اہل تمیز  
 وہ اس جوانی میں تم اور حبیب  
 مرے مرنے جانے سے خوش ہو اگر  
 بلا سے میں جی سے گذر جاؤں گا  
 بلا سے تمہاری جیون یا مروں  
 اٹھائے وہ صدمے کہ گھبرا گیا  
 بنے جس طرح اب بلاؤں مجھے  
 اگر میرے ملنے سے ہو تم کو مار  
 دعا ہے یہی خالق ذوالجہاں  
 مرے بعد پھر تم کو نفرت کہاں  
 نہیں ہرج و مرج والے شیرے بغیر  
 جو تم سا بنانا مجھے کردگار

دتاؤں میں کیا کیا تمنا کے پھول  
 تمہاری جدائی نے مارا مجھے  
 مرے بعد تشریف لائے تو کیا  
 بہارِ گلستانِ عمر عزیز  
 یہ دن اور راتیں کہاں پھر نصیب  
 تو پھر کیا ضرورت نہ لو کچھ خبر  
 کسی کو مگر خوش تو کر جاؤں گا  
 مگر تم کو ناراض میں کیوں کروں  
 لبوں پر دم مضطرب آگیا  
 رہ آمد و شد تباؤ مجھے  
 کسی کو کسی پر ہو کیا اختیار  
 عدو پر نہ ڈالے محبت کا جال  
 یہ ہر وقت کا رنج و زحمت کہاں  
 مبارک تمہیں باغِ غویٰ کی سیر  
 تو پھر کیا تمہیں تھے مرے دوستدار

مرے غم کا سا تھی الم کا رفیق اگر وہ دشمنوں سے نہ اب درگزر نہیں نہ عیبیت میں ڈالو انھیں تو اب تک نہ ہوتا یہ رد و بدل دعا پر ہیں کہ تا ہوں اب مختصر ہیں جب تک نہ امان کی کیا قدر سزا مست رہو باغ ارکان میں تم پھر آؤ انھیں پاؤں پر خوشی آ	تھمتے سوا کون ہوا بے شفیق مرے حال کی پوچھیں سب خبر مقام طرب سے نکالو انھیں مری اختیار ی جو ہوتی چل اگر وہ تم وہی جس میں تم خوش ہو یا نہ ہیں جب تک کہ گلشن میں استادہ ہو رہو چلتے پھرتے گلستان میں تم کسی شوق سے دیکھ نامہ یہ بات
--	---

## تائید و نصرت

کہ ہو یا ر تائید پر روزگار کہ قائم رہوں صورت محض فزات دکھا حکم نصرت خطا ہا میں پگھلنے لگی برف کسار پر ہوا بھی ذراتیز چلنے لگی ہوے خوب قابو میں اب ہاتھ پاؤں	پلا سا قیا سا غر لطف یار پلا بادہ ہر قید سے دے نجات گھرا ہوں میں انبوہ اوہام میں قریب آتی جاتی ہوا ب دو پہر صدرا پیوں سے نکلنے لگی قریب آ گئی وہ درختوں کی جھانگ
--	---

چیرائی سے پھرنے لگے جانور  
وہ ہر امر بجائی دکھانے لگی  
بست صاف ہر گیسپ پر کھن  
درختوں پہ بیٹھے ہیں کچھ دور دور  
تھرن اور جھیل نکلنے لگے  
ہوئے آب شیریں سے جو بہرہ ور  
جو سڑکوں پر مزدور تھے جا بجا  
نبکے بارہ سب کو خبر ہو گئی  
مگر وہ پڑے ہیں جو میدان میں  
یکایک یہ لو طبل جنگی بجا  
کئی روز نقارے بجتے رہے  
رہیں تین دن یونین طیارے  
ہر دھوکے میں میر سعادت وزیر  
اسی سے وہ دانستہ خاموش ہی  
آدمر جتنے افسر تھے سب آگے

وہ پانی پر گرنے لگے جانور  
نظر پانی پر تھلا سنے لگی  
وہ منڈلا رہے ہیں مگر کچھ زخم  
وہ اڑتے ہیں تالوں پر بھی کچھ زخم  
وہ پی پی کے پانی اُچھلنے لگے  
تو کیا کیا کلیوں پہ ہیں جانور  
وہ تکتے رہے سایہ اشجار کا  
کہ فرصت ملی دو سپر ہوئی  
ہیں ڈوبے لڑائی کے سلمان میں  
کچھ ارون میں کیا گونج اٹھی صدا  
ترائی میں بادل گرجتے رہے  
فراہم ہوا لشکر بیکران  
کہ شاید ابھی اور آئیں شہر  
مگر شاہ ملعون کو جوش ہی  
وہ قلعہ کے چاروں طرف چھا گئے

بڑے کبر جنگ اور آغا ہوا  
 پکارا یہ ملعون از روئے کمین  
 کرو کو ششین آج میدان بین  
 ادم سے حکم شر با خدا  
 جو یہ دونوں لشکر کلف آرا ہوا  
 ہوئی جنگ مغلوبہ تا وقت شام  
 یونین جنگ مغلوبہ ہوتی رہی  
 کئے تین دن اور اسی رنگ سے  
 اٹھا ہوا وہ میر سعادت وزیر  
 وہ ملعون مرد و درت جلیل  
 اگر حکم پائین لب شاہ سے  
 ابھی چاشت ہو اور آغا جنگ  
 جو لڑتی ہو اس وقت فوج قلیل  
 ہشمن گے جو یہ مار کھاتے ہوئے  
 جو ہو جائیں کچا وہ مانند موج

غم خجائے نو بہن راس لڑیا  
 ہو لینا مجھے اتقدیم لعین  
 کرو قتل ن سب کو اک آن بین  
 بڑے میر تسلیم و شیخ الرضا  
 ہم نار اور نور یکجا ہوئے  
 نہ نکلا اگر اس لڑائی سے کام  
 اجل بخت ملعون کو روتی رہی  
 فریقین گھبرا گئے جنگ سے  
 یہ کہتا ہوا کہ خسرو بنیظیر  
 سمجھتا ہوا کہ یہ جماعت قلیل  
 نکل آئیں فوجین کمین گاہ سے  
 پہنچ جائیں گے دن ڈھلے بیدار  
 چلی آئی ہشتی ہوئی تا فصل  
 چلے آئیں گے وہ دباتے ہوئے  
 نکل کر اٹھیں ٹھیرے اپنی فوج



<p>اسی دم حکم شہ نامور          لگے جس گھڑی وہ بجال زبون          نے جب یہ دو لشکر بشمار          کسی کو نہ باقی راتن کا ہوش          کہ اتنے میں اک لشکر یہ حساب          ہوا اہل قلعہ کا آکر معین          بڑھے یہ جو باگین اٹھائے ہوئے          ریا اور کبر و ہوا و غضب          جو ناری لڑائی سے زندہ پھرے          گرے ہمیں جو بادل درد ناک          نشان بھی ملا پھر نہ بدخواہ کا          مگر شاہ کو ہر یہ حیرت کمال</p>	<p>یہ پہونچا دی مخبر نے سب کو خبر          نظر آئے مور و تلخ سے فزون          زمین پر قیامت ہوئی آشکار          مگر فوج ملعون ہوئی سخت کوش          کہ چہرونہ ڈالے ہوئے ہر نقاب          یہ دیکھا تو خائف ہوئے اہل کین          تو بھاگے وہ سب دم دبا ئے ہوئے          ہوئے ساتھ ملعون کے فی النار          طلسم مصیبت میں جا کر گرے          وہیں ہو گئیں ہڈیاں جل کے خاک          فقط رہ گیا نام اللہ کا          کہ آئے کہاں سے یہ قیدی خصال</p>
---	---

## طریقت

<p>چھکا دے اب او ساقی ذوفنون          نہ چھوٹا کبھی جام کو آجتک</p>	<p>کہ فخن کو الی سرتکار اغیون          کہ اصحت وامسیت خیرامعاک</p>
---	--

دے لے جا تو ساغر کہ تیرے بغیر  
 ڈھلاؤں نہری ہوئی سطح آب  
 دکھائے ہیں چوٹی وہ زرین کجور  
 چلے سوئے میخانہ آزاد رند  
 شاعون کے ٹیلوں پہن کچھ نشان  
 وہ مزدور مٹکون سے آئے لگے  
 کھنچا سرخ پردہ وہ افلاک پر  
 وہ جو لگے دابر ہیں دور تک  
 شفق پھول کر یہ ہوئی خون فشان  
 ہوا ہر طرف اک سکوت آشکار  
 جو تھوڑی سی آتی تھی بدلی نظر  
 ہوا جھٹ پٹا وقت بدلا سماں  
 نہیں بدلیوں میں بھلب وہ چمک  
 خاک روشنی دن کی کھونے لگا  
 درخت اپنے چہرے چھپانے لگے

ہو ویرانہ مجھ کو حرم ہو کہ دیر  
 پہاڑوں میں چھپنے لگا آفتاب  
 گیا بھاگ کر سایہ تاڑوں کا دور  
 لگے ڈھونڈنے آشیانے پرند  
 چلے گاؤں کو لے کے گلے شبان  
 سرا کو مسافر بھی جانے لگے  
 نہیں آتا اب زر و سوج نظر  
 ہوا ان میں بھی یا قوت کی ہی چمک  
 بنا عرصہ قتلہ آسمان  
 ہوا کم ہوئی ٹھہری دریا کی بھار  
 وہ سوئے کا پتر بنی سرسبز  
 لگا کھونے بعد شب آسمان  
 بنا گنبد سنگ موسیٰ فلک  
 اندھیرا سا باغوں میں ہونے لگا  
 بخارات دریا پر چھانے لگے

اندھیرا ہوا خوب ہر راہ میں  
 اُتر کر سواری سے وہ اک جوان  
 قریب آ کے اُسے اٹھائی نقاب  
 ارے یہ تو ہو شوق شہ کا مشیر  
 یہ فرمایا شہ نے کہ اے غمگسار  
 کہا اس میں دو شخص سردار ہیں  
 میں سبائے محکوم نیز ننگ رنگ  
 کہا کیوں یہ ڈالے ہیں منہ پر نقاب  
 گیا شوق یہ کہہ کے کسار کو  
 گیا لیکے شہ انکو خلوت میں ساتھ  
 اُلٹ کر نقاب اُنکے رخسار سے  
 کہا شوق سے پھر کہ اے غمگسار  
 وہ بولا کہ میں اوج پر اب نصیب  
 کیا لے کے جس دم میں نامہ و پان  
 بہت غور سے لے کے نامہ پڑھا

جلین مشعلین لشکر شاہ میں  
 پیادہ ہوا سوئے قلعہ روان  
 تو بولا وزیر الممالک شتاب  
 وہ بیو بچا حضور شر بنیظیر  
 یہیں کون مردانِ حمت شعار  
 مہماتِ ملکی کے مختار ہیں  
 یہیں نصرة اللہ ولہ تائید جنگ  
 کہا ہو یہ نامہ مہون سے حجاب  
 بلالایا ہر ایک سردار کو  
 بٹھایا بکر کر محبت سے ہاتھ  
 ملایا وزیر و قوادار سے  
 بیان کر جولایا ہو پیغام یار  
 کہ طالب ہو خود آپ کا وہ حبیب  
 ہوا عمر مجھ پر بہت مہربان  
 بلا کر پھر ان افسرون سے کہا

اسی وقت مع اپنے لشکر کے سب  
 یہ کہنے لگا مجھ سے وہ عرش جاہ  
 اسی راہ سے اُسکو لانا ادھر  
 یہ کہنا تو اُس سے کہ سب چھوڑ کر  
 جسے چاہتے ہیں جلتے ہیں ہم  
 یہ لے اُسکو دنیا تو لوح یقین  
 مقام اقل اُسکا ہی باب مجاز  
 ہدایت کے لوح جس بات کی  
 جو وادتی حیرت کی حد آئیگی  
 نہ دیکھیں گا کوئی تو اپنے سوا  
 وہاں سے جو گزریگا ہر دشت ہو  
 جو کچھ حق ہو دیکھیں گے تو بس وہاں  
 وہاں سے ہو آگے یہی سر زمین  
 میان تیری نظروں میں اے ملقا  
 بس اک عالم قدس ہو گا یہاں

رواد ہو سوتے مقام طرب  
 یہاں آئے کی ایک قرب ہو راہ  
 کہ ہونے یون کی اُسے سب خبر  
 ادھر آ طلسم خود ہی ہو کر  
 نظر کر وہ اپنا بناتے ہیں ہم  
 بتا دیگی منزل کا یہ سب کہیں  
 یہ کہنا اٹھیں گے وہاں غلہ راز  
 وہاں تجھ کو انسب ہو کر ناو ہی  
 تو یہ لوح آئینہ بن جائیگی  
 انا الحق کی ہر سمت ہو گی صدا  
 نظر آئے گا ایک ہی چار سو  
 نہ ہو گا کوئی واسطہ در میان  
 ملیں گے یہاں پہلے تجھ سے ہیں  
 رہیں گے نہ کوئی ہمارے سوا  
 تعدد نہ تمثیر کا کچھ نشان

نہیں منزلِ عشق میں انتظام  
 نہ شیطان کچھ ہو نہ طاعت ہو کچھ  
 نہ ہو جبر کچھ نہ ہو اختیار  
 نہ ہو کفر کچھ نہ ہو اسلام کچھ  
 نہ ترتیب کچھ ہو نہ لچر اختلاف  
 دوئی کی کسی جا سمائی نہیں  
 نہ اقرار ہو کچھ نہ انکار ہو  
 نہ ہیں ہوں نہ تو ہو نہ ہو قالِ محال  
 تری اس میں تعلیم منظور ہو  
 پلک مارنے سے کہیں پیشتر  
 نہیں ملتا ہر شخص کو یہ مقام  
 جسے چاہیں کرتے ہیں ہم اس میل  
 نہ جسکی ہم آسین ہدایت کریں  
 روانہ کیے دو وزیر اس لیے  
 کرینگے ابد تک نہ تجھ کو جدا

ہیں دکھلانے پر تجھ کو سارے مقام  
 نہ دوزخ یہاں ہو نہ جنت ہو کچھ  
 وہی کفر ہو جو کہ ہو غیر یا رہ  
 نہ زنا ہو کچھ نہ اجرام کچھ  
 ہو اصدا سے مطلع عشق صاف  
 یہاں غیر سے آشنائی نہیں  
 جدھر دیکھے یار ہی یار ہو  
 مگر اے نظر کردہ ذوالجلال  
 نہیں تو وہ قدس کیا دور ہو  
 مرے ساتھ ہوتا تو شیر و شکر  
 کہ اس شان کا خاص حمیت ہو نام  
 کہ یہ سب ہو اپنی عنایت کا کھیل  
 وہ کھایا کرے تا ابد ٹھوکرین  
 کہ لے آئیں یہ تجھ کو آرام سے  
 جو وعدہ کیا ہو کرینگے وفا

اٹھا حسب فرمان مہر منیر حوالے کیے خان تقدیر کے سحر ہوتے ہی ہو گئے سب دان سوئے قریس پانچون روانہ ہوئے	سنا یہ تو وہ عاشقِ بینظیر وہاں جتنے قلعے فلکِ قدر تھے مقرر کیے اپنے نائب وہاں تنا خواں ربِ ریگانہ ہوئے
---	---

عزم

کہ جو بن دکھائے بسنتی لباس کہ عاشق کے حصے میں ہر زرد رنگ کہ مستی میں کھولوں میں رازِ مجاز چمکتی ہیں پکھراج کی گلغیاں ہمیں پر دوز تک پھولے سرسوں کے پھول اُدھر جا کے آتی نہیں پھر نظر کہ ہر کھیت کا ہے بسنتی لباس کیا کس نے محل پہ کیساں تمام کہ آنکھوں میں سرسوں لگی بھونے ہتھیلی پہ سرسوں جمائے لگی	چلے سا قیادور گم ہوں حواس اٹھا جامِ زرین پلا بید رنگ ڈھلے زعفرانی شرابِ نیاز وہ مورا ئے آمون پہ ہو کیا سماں دکھاتے ہیں دو چار پھول ببول ہو اس زرد چادر میں اتنا اثر دیا کس نے یہ آبِ زرِ بیقیاس بہ زریقت اور کامدانی کا کام یہی سستی دکھائی ہو ہر پھول نے نظرِ طرفہ تر رنگ لانے لگی
---	--

جلی لوٹنے رنگِ عشاق کو  
 طبیعت جو یہ لطف اٹھانے لگی  
 سنہری ہوئی سن کی بگی پھلی  
 گلے میں کھجور وں کے وہ چمپئی  
 وہ پھولا کسمِ غیرت زعفران  
 سنہری امر بیل کی نتھ بھول  
 چمکتے ہیں گوندی کے پھل دور سے  
 چمک ہیں وہ سنیکوئی ہو کیا ہمار  
 وہ ہلتی ہو سر سے کی سوکھی پھلی  
 جو بندے ہیں کھراج کے زردیر  
 مٹری وہ پھلیاں جو پتی تھیں سب  
 وہ کیا کیا چمکتی ہو کمر کھ کی پھانک  
 وہ لمبوں جو تھے کاغذی سب تر  
 پہاڑی کسوچی ہو جو سامنے  
 وہ پہنے ہیں رُوسے کی بھی ڈالیاں

چمکتی ہو وہ گوندی دور سے

وہ سو جھی رسو جھے جو قزاق کو  
 رقبوں پر زردی سی چھانے لگی  
 چھڑے اور چھاگل بجانے لگی  
 پنھائی ہو موسم نے چمپا کلی  
 بنار شک کشمیر ہندوستان  
 وہ پہنے ہو اور کیل ہو زرد پھول  
 کہ یہ قدرتی زرد موتی پھلے  
 کہ قدرت نے کھینچے ہیں سونے کے تار  
 لٹکتی ہو سونے کی یا پچاڑی  
 دکھاتے ہیں سونے کے جگنو کنیر  
 دیے زر کے جوشن انھیں کسے اب  
 بٹھائی ہو قدرت نے کندن کی ٹونک  
 لٹکتے ہیں اب بن کے تعویذ زر  
 بلاق اسکو سونے کے کسے دیے  
 سنہری امر بیل کی بالیاں

وہ گنبد کی شانیں جو ہیں سبز فام  
 ہوئی زرد پاک کر پھلی سیم کی  
 خزان بھی ہو گو بعض شہار کی  
 وہ چہ پاکہ خجالت وہ لا جو رد  
 اٹھائے ہوئے ہاتھ سو بچ کھٹی  
 ہوئی الفت ایسی اسے مہر کی  
 جو داؤدی کے زرد غنچے کھلے  
 وہ پسے ہوئے سبز پتے کہیں  
 ہری گودھ کیلے کی تھی جو ادھر  
 لے جام لڑین بسد آب دتاب  
 پیستے کو۔ امرود کو۔ شکل ورد  
 سنہرے جو گو بھی مین پھول آئے ہیں  
 چھڑک کر زبرد کے کوئٹون شیر  
 وہ پھولون پر ہرست چھایا بست  
 عجب مست خوشبو ہو مو۔ ونکی آج

ہیں لٹکائے گندن کے مجھکے تھام  
 چمکتی ہیں کیا بجلیاں چمپٹی  
 وہ ملتے ہیں پتے سنہرے ابھی  
 ملا کیا ہی جھومرا سے زرد زرد  
 دکھائی ہو سونے کی وہ آرتی  
 کہ بڑھ بڑھ کے گندن کے کنکن بنی  
 کرن پھول انکو کمان سے ملے  
 گل امشرف کی حامل حسین  
 بنی تیار پھراج کا سپہر  
 وہ کیا زرد زرد آج چور قباب  
 دیے گنبدے کس شیخ نے زرد زرد  
 کو تو یہ یہ بولے کہ اوز جھلے ہیں  
 اٹھ یا درہین کا کس نے خمیر  
 وہ بیل بھی گائے ہیں کیا کیا بست  
 کہ پر ہیز گارون کا ہر لامراج



درختوں سے وہ اُتری آتی ہے دھوپ  
 پڑا زر دگر نون کا عکس آب میں  
 جو اڑتی ہیں مرغابیان کچھ اُدھر  
 لیے جاتے ہیں آج اہل عقول  
 بسنتی ہے یہ جامہ ہر بشر  
 ہو معشوق یا صاحب درد ہو  
 نہ کیوں اتنی زردی پہ عقل دنگ  
 مگر دم محبت کا بھرتا ہوا  
 لیے ہو کسی کی محبت میں جوگ  
 غضب ہو گا اُسکا رخ دلپذیر  
 وہ کندن سا چہرہ دکھتا ہوا  
 بسنتی فقط ایک تہ بند پاس  
 رفیق اُسکے کیا کیا محبت شعار  
 مزاج اُسکا ہر دم سنبھالے ہوئے  
 جبین سے عیان فرّ شاہنشی

زمین پر بھی سونا چڑھاتی ہے دھوپ  
 ہوا زرد پانی بھی تالاب میں  
 اڑاتی ہیں پیلو وہ ہرتال پر  
 کوئی زعفران کوئی ٹن کوئی پھول  
 کہ ہلدی بھی شرماتی ہے دیکھ کر  
 جسے دیکھئے زرد وہی زرد ہو  
 یہ چھایا ہے اُڑاڑ کے عاشق کا رنگ  
 وہ جاتا ہے وہ سیر کرتا ہوا  
 وہ سنتا ہے بس جو گیا اور بروگ  
 ہو پروانہ جس شمع کا بغینظیر  
 وہ گورا بدن کیا چمکتا ہوا  
 سحیلے بدن پر غضب کا لباس  
 حسین و طر حار و عالی وقار  
 وہ سانپ استینونین پائے ہوئے  
 فقیری میں بھی صولت خسرو می

بھرا پاک دل میں کسی کا نیاز	پیرا سپر بھی ہر لحظہ سرگرم ناز
یہ معلوم ہوتا ہو کوئی امیر	جواز لست جانان کا تازہ اسیر
جو چلتا ہو وہ نو گرفتار غم	آنکھ تار ہو کس ناز کی سے قدم
چلا اس ادا سے وہ شاہ چکل	اک بس پس فدا دو عالم کے دل
جو کتا ہو کوئی کرم کیجئے	نرا دیر مائے مین دم کیجئے
تو کتا ہو وہ ہنس کے اوچتہ	جمیگا یہ اسن دربار پر
ٹھلا اسپہ ایسا بسنتی لباس	کسو جت ہوا دیکھ کر بدحواس
اثر عشق کا اتنا پیدار ہو	اسے بستے دیکھا وہ شیدا ہوا
بہت دیکھ کر جلوہ شائق ہوئے	بہت نام ہی سن کے عاشق ہوئے
زمانہ گل اسکا بروگی بنا	خدا جانے یہ کون جوگی بنا

## باب غفلت

پلا سا قیا سا غر جسم نشان	دکھا مجھ کو نشہ مین سیر جہان
کہان کی حیا اور کیسا حجاب	دیئے جا تو بھر بھر کے جام شراب
پلا دے مری وصل کے خم کے خم	کہ ہوں ذوق مستی مین یہ ہوش گم
شفق نے جو چہرہ کا فلک پر شہاب	شعاعین مین خوب کیا تاب

اثر نیندہ کا صبح کھوٹنے لگی  
 سحر مل کے غارہ ہوئی خندہ زن  
 ہوا جادہ بیما شہر مینظیر  
 بلا گرد اقبال فیروز سند  
 وہ شاہ زمانہ اسی شان سے  
 نظر آیا وہ ایک بابِ بلند  
 یہ کیسی عمارت ہو کیا نام ہی  
 وہ بولے کہ ہو کوئی شہر حجاب  
 کہا کیسے ہو زیر فرمان یہ شہر  
 کہ اسکا بھی حاکم ہو مہر منیر  
 زبان کا ہو کچھ اور ہی انتظام  
 کہا شہ نے دیکھو نگاہیں بھی اسے  
 کہ ہو شاہِ راوِ محبت قریب  
 نہ نہ ہمار جائیں اُدھر کو خُصُور  
 وہ اک ماہ ہو دور و تار یک تر

تجلی رخِ مہر دھوٹنے لگی  
 لگی بچوٹنے زعفرانی کرن  
 جلوہ بین وہی اُسکے چارون مشیر  
 لگائے ہوئے چہرہ بختِ بلند  
 چلا جا رہا ہی عجب اُن سے  
 رفیقون سے بولا وہ اقبال مند  
 بھلا اسکا جنگل میں کیا کام ہی  
 اُسی کا ہی یہ بابِ غفلت تاب  
 ہوئے حرفِ زن یون وہ فیروز بہر  
 پراثر عاشق صادق مینظیر  
 نہیں منزلِ عشق سے اُسکو کام  
 یہ سنکر یہ کی عرض اصحاب نے  
 اُدھر جانے سے ہو گئی حُرمت نصیب  
 کہ پھیر اس طرف سے پڑیگا ضرور  
 بہت کم نکلتے ہیں اُس سے بشر

کہا شاہ نے یہ مرے دل میں ہے یہ کسکڑی ہلا سوئے شر حجاب اُدھر کے ارادے جو کامل ہوئے نظر کی جو پھر کر اُدھر اور اُدھر جو پیش آئی راہِ امید و ہراس چلا شوق پر سوئے مہرِ منیر	کب دیکھوں جو پہلی منزل میں ہے بڑھے آگے یا رانِ حکمت مآب وہ بے باغِ غفلت میں دخل ہوا تو اک دو سرے کو نہ آیا نظر پر نشان ہوئے پانچوں شکلِ حور یہ سمجھا ملیگا وہیں میں نظیر
---	---

## حجاب

پلا سا قیام بادۂ راستان وہی بے حجابی کا اسلوب ہو وہ مودے کہ مجنونِ جواہر کا ہوں کہاں تک یہ تعبیر یہ قال و قیل ہر اک شعلہ عشق گنار ہو جلائیگی کب تک بجلی نہ مجھے کھلے دل پہ وہ شانِ تنزیل کی نہ دکھائے جو منہ ابھی بے نقاد	کہ مستی میں ڈوبی ہو یہ داستان کہ نقشہ میں دیدارِ محبوب ہو سر آمد میں اس دورِ آخر کا ہوں کہ پیشِ نظر ہو مقامِ خلیل کہ مجھ پر یہی نارِ گلزار ہو محبت ہی دیگی تسلی نہ مجھے منوریت نہ رہ جائے تاویل کی منور ہی ہو اُسکے لئے کچھ حجاب
--	---

نہ ہو حسرت دیدین کچھ قصور  
 ازل سے ہر باہم سی چھٹیر چھاڑ  
 کہان تک تمنائیں پردانہ ہو  
 ابھی دور ہو گو زمان وصال  
 طلب گو بہت ہو مگر غم نہ ہو  
 ہوں غاہرین بھی و سی ہی کامیاب  
 یہ لو دیش بچے سب کو فرصت ہوئی  
 وہ گھوڑوں کی ٹاپیں ستاتی نہیں  
 وہ ہل چل نہیں شہر و بازار میں  
 یہ مہتاب کی آسمان پر نمود  
 یہ کرنوں کی شبنم کے اندر بہار  
 رزقی ہو پانی پہ یہ چاندنی  
 ہ لہریں کہیں تلملاتی ہوئیں  
 ہ گہرے مین ریزے سے بتور کے  
 مین نام کو بھی کہیں تیرگی

تو ظلمت بھی ہو جاتی ہی عین نور  
 کہ لیلی پکڑتی ہی مجنون کی آڑ  
 نہ ہو یہ تو لطف تماشا نہ ہو  
 مگر دیکھ تو لون مکان وصال  
 کہ رویا بھی رویت سے کچھ کم نہ ہو  
 مرا خواب بھی ہو مجھ کا خواب  
 عشا و عشا سے فراغت ہوئی  
 وہ اب بگھیان اتنی جاتی نہیں  
 ہوئے لوگ مصروف گھر بار میں  
 مزین کو اکب سے چرخ کہود  
 اڑایا ہو چاندی کا گویا غبار  
 کہ دریا میں بجلی کی ہو روشنی  
 چمک آئینے کی دکھاتی ہوئیں  
 کہ ذرے چمک جاتے ہیں نور کے  
 کہ عکس تجلی ہو سائے مین بھی

روان ہو یہ چاروں طرف موج نور  
 قمر کے مقابل ہیں جو جا نور  
 شعاعوں کی اندری تیریاں  
 مگر چھوٹے چھوٹے ستارے ہیں ماند  
 شعاعوں کا وہ جگمگانا کہیں  
 نہ تنہا رہے تاکہ ماہ تمام  
 ہوا حکم جو اور موجود ہوں  
 گرا چھین کے پتوں سے نورِ قمر  
 ہوا سچے کاری کا یہ اہتمام  
 یہ سائے میں اوراق سے نور کے  
 صفا بام و درمیں سمائی ہوئی  
 یہ کہتا ہے ہر اک شجر کا سکوت  
 نہیں پھرتے گوہرے داغے بھی  
 کبھی چہچہاتے ہیں کچھ کچھ طیور  
 ستارے جو درہ کے ٹوٹے اُدھر

کہ اُڑتے ہیں دن کی طرح کچھ طیور  
 گزرتا ہوتا ہوا فوراً نظر  
 قمر کے وہ جوہر کی نوخیزیاں  
 کہ آج اپنے جلو سے ہیں پورا بحر ماند  
 ستاروں کا آنکھیں چرانا کہیں  
 رہا منتخب نجم کا ہر تمام  
 حجاب تجلی میں مفقود ہوں  
 کہ ہیرے کے ٹکڑے پڑے ہیں دھڑ  
 کہ مر مر یہ ہو سنگ موسیٰ کا کام  
 کہ گل سنگ موسیٰ پہ بلور کے  
 درختوں پہ حیرت سی چھائی ہوئی  
 فَبُحَا نَكَ الْكَذِبِ لَا يَمُوتُ  
 مگر جو تک اُٹھتے ہیں کتے بھی  
 کہیں شور کو توں کا ہو دور دور  
 وہ مہتاب کے پھول تھے سرسبز

تو کیا دیکھتا ہو کہ اک بام ہو  
 میں اُس بام پر ہوں تماشا کنان  
 کہ سب تیز دندان و خونخوار ہیں  
 اکیلے کھڑا ہوں میں بے یار و خویش  
 بہت کچھ وہ احمق اُچکتے رہے  
 کہ دل کی ہوس ہم نکالیں ابھی  
 نہ ہو بچے مگر تا سر بام وہ  
 مگر دام حیرت میں ہو بینظیر  
 کیا ورد فوراً درود شریف  
 نظر آیا اک پیر قدسی خصال  
 وہ چہرہ منور کشادہ جبین  
 وہ خضر مصیبت قوی اُسکے ہاتھ  
 اُسے دیکھ کر اسقدر بیقرار  
 زمین سے اُٹھا کر کلوخ گلی  
 ہو پر اُسے پھینک دے ایک بار  
 کہ جس کا عروج و فناء نام ہو  
 کئی اونٹ اتنے میں آئے وہاں  
 مرے در پہ رنج و آزار ہیں  
 وہ گھیرے ہوئے بام کو گرد و پیش  
 در و بام سے سر ٹپکتے رہے  
 اسے پائیں تو مار ڈالیں ابھی  
 رہے اپنی کوشش میں ناکام وہ  
 کہ تنہا ہوا میں بلا میں اسیر  
 تو اُس دم حکمِ خدا سے لطیف  
 سفید اُسکا جامہ سفید اُسکے بال  
 وہ پاکیزہ طلعت وہ پاکیزہ دین  
 وہ نوری طبیعت خدا اُسکے ساتھ  
 یہ بولا : حکمِ خداوندگار  
 تو چڑھا اسقدر بڑا کہ زمین ابھی  
 نظر آئے تماشا کنان پر گاہا

خبر دیگا تجھ کو وہ اس راز کی  
 یہ کہ کہ نہان ہو گیا مرد پیر  
 ہوا پر ہوا جس طرف کو گزر  
 سوائے ارض رخ بھی وہ نہ تائیدین  
 اگر کچھ بھی آثار ظاہر ہوئے  
 ہوا اک طرف کو گزرنا گمان  
 درادور ہو ایک باب بلند  
 کہا اُسے دل میں کہ اُتر وں بیان  
 اُترنے کے جو نہیں ارادے کیے  
 شملتا ہوا وہ میرا جسم بند  
 عمارت مصقار فیع و وسیع  
 وہ شاہانہ آراستہ دل پسند  
 کھلا ہی وہ دروازہ لیکن وہاں  
 کہ اتنے میں وہ مردم آزارب  
 ہوئے حملہ آور جو اُس ماہ پر

عطا ہوگی طاقت بھی پرواز کی  
 ہوا کا رہند عمل بنیظیر  
 وہیں تھے زمین پر وہ ارباب شر  
 کسی سرزمین پر اُترتا نہیں  
 وہ موزی وہیں آکے حاضر ہوئے  
 کہ جز آب و سبزہ نہیں کچھ وہاں  
 نظارہ فریب اور خاطر پسند  
 جو بدخواہ ہو بچپن تو پھر ہوں وہاں  
 قدم اُسکے سبزہ نے سر پر لگے  
 گیا تا در باغ و قصر بلند  
 مرصع بہ نقش و نگار بدیع  
 ضرورت سے زائد وہ پھاٹک بلند  
 نہیں جز خدا ایک بھی پاسبان  
 قریب اُسکے پہنچے بہ قہر و غضب  
 وہ داخل ہوا باغ میں بے خطر



یہ چاہا بھلا خدا سے غیور  
 کہ پھانک کا ہو بند کرنا محال  
 مگر سوئے درجہ اٹھائی نظر  
 کھڑے ہیں سراپہ بیرون با  
 نہیں کوئی مانع پر آتے نہیں  
 ہوئے کامیابی سے جو ناسید  
 محال نظر ہو جس کا خدائے بلیل  
 فرشتے نہ معلوم کیا کہہ سکے  
 چہن سے پھر سکے ثرہ خمیر  
 انکھتے سے اسباب کیا آئینہ  
 وہ گل قصر کا قصر ہو یہ سجا  
 مگر ایک کمرہ ہو اس شان کا  
 زری کے وہ پردے لٹکتے ہو  
 جواہر کی گلکاریاں بیشتر  
 بچھا وسط کمرہ میں ہواک پلنگ

یہ وہ پہلے دن پھر شمال طیور  
 ہے ایک دوسرے بھلا کیا محال  
 تو کیا دیکھتا ہو کہ وہ اہل شر  
 نہ معلوم چھایا ہو کیون ان شراب  
 اور کو نظر بھی اٹھاتے نہیں  
 لرزتے ہیں وہ خوف سے مثل بید  
 اسے کیا کرے کوئی دشمن ذلیل  
 جہان تھے وہ موزی وہین رد گئے  
 تو دیکھا کہ اک قصر ہو دلپذیر  
 مگر کوئی انسان اس جا نہیں  
 نگاہیں ٹھہرتی نہیں جا بجا  
 نمونہ ہو جو حق کے احسان کا  
 وہ جھال رہیں گوہر چمکتے ہو  
 مرصع وہ سقف اور دیوار و زر  
 ہو صبح صفا دیکھ کر جسکو دنگ

<p>مسمری پہ سوتی ہواک نازنین          بدن پر ہوا سکے عروسی لباس          مسمری پہ بیٹھا وہین بنیظیر          یہ حیرت کا عالم ہوا کوئی خواب          یہ حالت ہو پیدا شک و شبہ کی          یہ تیرا مکان ہو یہ تیری عروس          ترے ماہ کا حسن نایاب ہو          یہ سن کر خوشی سے جگانے لگا</p>	<p>بہت کم سنی پر نہایت حسین          مگر اور کوئی نہیں آس پاس          کہا اے خدا سے علیم و قدیر          مجھے علم دے اسکا یارب شتاب          کہ آئی صدا المہم غیب کی          جو اہر ہو نام اسکا رشک شمول          یہ خورشید عالم جہان تاب ہو          خوشی میں یہ اشعار گانے لگا</p>
--	--

## غزل

<p>جہم دی سنھے خاطر یار میں          یہ سہ سے میں وہ خلوت میں آج          اگر چشم حق میں سے دیکھے کوئی          ملیگا کسی دل نہ بیدار بھی          بس اب خانہ آوارہ رنج و ہجر          اخذ اجائے کیا اس صنم نے کہا</p>	<p>کمی کیا ہو مولا کے دربار میں          اٹھائے ہین کچھ اہل اسرار میں          وہی جلوہ ہو خویش و غیار میں          جو یوسف کو لائے ہین بازار میں          بہت دن ہے تیری سرکار میں          گرہ دی برہن نے ز قمار میں</p>
--	--

وہی شکل ہر شومین آدمی نظر پھرے قد توں دشتِ حشرت یہ ہم کمان تک ہوا او ہوس بنیظیر	یہ تیرت بڑھی شوق دیدار میں پراگجھانہ دامن کسی خار میں ازل سے ہر ضد عشق و افکار میں
---	--

تعبیر

پلا ساقیا وہ صداقت کا جام یہ لذت ہو عشقِ خداوند کی وہی مگر پرستی کا اسلوب ہو مرے جذبِ کامل کا ہو یہ اثر یہاں تک ترقی ہو انوار کی نہیں کشفِ روحی میں نزدیکِ دو پکاروں میں وادی میں اُسکو اگر وہ حالت دے فیضِ آبی مجھے کروں و جد میں جسکی جانبِ خطاب میں ساغرِ کبوت ہوں وہ ساقی رہے وہ مرجع ہو گو میری ہر بات کا	کہ ہو عین انوار میرا کلام کہ جس سے نخل ہو ڈلی قندگی یہ دلدادہ محبوبِ محبوب ہو کہ لیلیٰ رہے قلیں کی ہم سفر تجلی ہو چاروں طرف یار کی ہر تصدیق کے ساتھ رویتِ ضرور زبان بن کے گویا ہوں برگِ شجر نظر آئے ہر موضوعِ اہی مجھے جیسی کی زبان سے مجھے دے جواب شک و ریب مطلق نہ باقی رہے نہ ہو پر تعین کہیں ذات کا
--	---

کیا اے یقین پر نہ گم ہوں صفات  
 اگر رہا ہو وہ خلق مرہوب ہر  
 لگا تا تو دل کو آرام دے  
 جو اپنے سوا کچھ نہ پائے کوئی  
 مستی کے روتے معر و نزل  
 یہ نیندین ظاہر ہیں ہین نام کو  
 پسند آئی اُسکو جو سعی و رجا  
 ستار صفا ہو کہ جنس قبول  
 نہ ہو جمیع اسباب میں جو قصور  
 شیت ہی جب عین اسباب ہو  
 فلک رونق شب جو کھونے لگا  
 یہ سارے نجوم و مہ صوفشان  
 جو تیار نہ گردون پہ چلتے رہے  
 ثوابت بھی مشعل لیے جا رہو  
 سر شام ہی سے یہ جاگا کیے

کہ لازم نہ آئے کہین قید ذات  
 تو عالم میں جو کچھ ہو محبوب ہی  
 جھلکتا ہوا جام پر جام دے  
 کسے شان اپنی دکھائے کوئی  
 اسی ذات واحد سے ہین متصل  
 کہ تا خلق پہچانے انعام کو  
 کیا ہم کو محتاج اسباب کا  
 نہیں بے طلب مکن اُسکا حصول  
 جزا اُسکی دیگا مستب ضرور  
 تو کیونکر نہ طالب شرفیاب ہو  
 قمر مائل خواب ہوئے لگا  
 کسی کے رہے رات بھر پاسبان  
 برابر وہ پہرے بدلتے رہے  
 رہے ہر جگہ ماہ کے روبرو  
 سو ماہ ہیبت سے تا کا کیے

کہ مہتاب کی تخی نظر ہر طرف  
 پر آنکھوں میں آنے لگا اب خار  
 جھپکنے لگے دیدارے نجوم  
 سپیدے کے آثار ظاہر ہوئے  
 لجانے لگے مہتاب و نجوم  
 نمودِ سحر کی سلامی ہوئی  
 کہ معج ہوا بھی ہو معج فغان  
 اٹھا عالم و جد میں زمینِ ظہیر  
 نماز و دعا و مناجات سے  
 کیا اُس سے با صد ادب عرض حال  
 خدا کی طرف سے گواہی ہو یہ  
 کہ ہمیشہ خدا ہو نہایت پسند  
 طور و رنگا تجھ کو دہا سے جلال  
 اٹھا زمین گے سرو و بجائے نیاز  
 محافظ ہو تیرا بحکمِ قدیر

جو غافل ہوے وہ ہوئے ہر طرف  
 رہے تا سحر تو یہ سب ہو تیار  
 ہوا غلبہ نوم کا جو هجوم  
 ستاروں کے پہرے جو آخر ہوئے  
 شعاعوں کی آمد کی پھیلا جو دھوم  
 صنیا صبح کی جو پیامی ہوئی  
 اٹھا ہر طرف سے یہ شورِ اذان  
 اُسی عالمِ خواب سے ناگزیر  
 فراغت ہوئی حفظِ عادات سے  
 وہاں ہو کوئی مرد صاحبِ کمال  
 کہا اُس نے امرِ الہی ہو یہ  
 تری راستی ہو وہ باہم بند  
 عروجِ مراتب کی ہو یہ دلیل  
 وہ اُشترِ ہین دنیا کے گردنِ فلز  
 کوئی مردِ قدسی ہو وہ دہر

ہو غوثِ زمانہ وہ صاحبِ کمال  
 ہو پروازِ تیری جہاںگردیان  
 ستائیں گے اشراقِ تجھ کو بہت  
 ہوا لہ کر یعنی خدا ہو قریب  
 وہ سبزہ جو رحمت ہو اللہ کی  
 وہاں کچھ دنوں ہو گا جب تو مقیم  
 وہ پھانک ہو شان اُس فلاں جاہلی  
 محافظ ہو خود جس کا رب امین  
 وہ موزی جو پھر آکے یکجا ہوئے  
 تجھے دیکھ کر داخلِ باب وہ  
 ندامت سے اس درجہ کھو جائینگے  
 خدا کی طرف سے ہو جب مطمئن  
 اُسی طرح دیکھیں گے وہ قصر و باغ  
 بہت پارسا اہلِ عصمت ہو وہ  
 یہ مطلب ہو تنہا ہو جو وہ حسین

تجھے دیگا اُسکی جگہ ذوالجلال  
 عدو کے مقابل میں پامردیان  
 ٹھکانیں گے انکارِ تجھ کو بہت  
 تجھے ہوگی ہر جا کر امت نصیب  
 سادِ گیا سب خستگی راہ کی  
 تو پہنچیں گے اُس جا بھی وہ سب لیم  
 جو رکھتی ہو صورت ترے ماہ کی  
 وہاں پاسبان کی ضرورت نہیں  
 حکمِ خداوند پسپا ہوئے  
 خود اپنے لیے ہونگے بیتاب وہ  
 عدو بھی ترے دوست ہو جائینگے  
 کر لگا وہاں عیشِ تورات دن  
 جہان ہوگی وہ گوہرِ شجرِ باغ  
 زمانے میں خورشیدِ طلعت ہو وہ  
 کہ اُسکے مقابل کوئی کچھ نہیں

<p>ہو تا اسکی ہر چیز کے وہ سارے جو اہرین تیرے نیک اُسے ایک تہ تہ میں پائیگا تو کرے گا تو اللہ سے نیکو ملے شان تمیز احسن سے وہی ذات ہر شے میں جو جلوہ گر تعدو میں بھی لطف و مدد ملے تماش جو آہر پہ باندھے کمر کہ ملت انہیں کچھ بیان ہے غلبہ نہ دغیب سے ہوگی تجھ کو نصیب بہت ہی مبارک جو تیرا یہ خواب</p>	<p>ہر ستمے زمین انوار پر دروگر گل و لالہ میں مخلصین و شفیق سفر میں بہت خاک اڑائیگا تو بٹھا کر اُس آئینہ کو روبرو دکھائے جو وہ سوئے روشن دیکھے رہے حفظِ آداب پر گو نظر جو ہوں ایک دو دل تو راحت سے تجھے اب یہ لازم ہوا کہ باخبر اٹھا کچھ دنوں باریج و تعب بہت راس آئینہ عشق حبیب کرے گا خدا ہر طرح کامیاب</p>
---	--

## اشتقاق

<p>کہ ممکن ہو پیش خدا ہر محال شوق کو مژا رغوانی کرے سما جائے اک جام میں آفتاب</p>	<p>پا سا قیا جام حسن خیال وہ چاہے تو آتش کو پانی کرے بنے بحر موانج چشم جباب</p>
---	---

جسے چاہے وہ جسم بے سایہ ہو  
 وہ قدرت دکھائے تو یہ بھی جو کم  
 وہ چاہے تو قطرہ سمندر بنے  
 ہوں اک بوند یہ آسمانوں کے خم  
 جہاں چاہے دکھائے وہ شان آ  
 وہ چاہے تو چار گنا نہ ہو  
 وہ تپ سے تو محبوب شیرا بنے  
 جو چاہے کرے وہ سمیع و بصیر  
 نہیں اسکی قدرت سے غلط یہ دوس  
 وہ چاہے تو ہوا سکے امکان میں  
 جو اس درجہ بندوں سے انوس ہو  
 اگر اپنی قدرت ہویدا کرے  
 ہر اک دل کا ہر راز دان و علیم  
 اگر صدق دل سے ہو عرض نیاز  
 اسی کی عنایت حصول مرام

مجازی حقیقی کا ہمسایہ ہو  
 کہ انسان ہو عین وجود اتم  
 ہر اک ذرہ خورشید خاور بنے  
 دوائے ہوں سب ایک نقطے میں کم  
 جسے چاہے بخشے وہ اپنے صفا  
 وہ چاہے تو ہر شعاع گلزار ہو  
 وہ چاہے تو مجنون ہی ایلا بنے  
 بکریا علی علی علی شئی و ہدیہ  
 تعین میں ہوا تعین کا نور  
 خدا خود نظر آئے انسان میں  
 تو پھر کوئی کیا اس سے مایوس ہو  
 وہ جو چاہے اک کلمے سے پیدا کرے  
 فَبِمَا كَانَتْ تَابِ الْعَزِيزِ الْمُكْرِ  
 یقیناً خدا ہی بڑا کار ساز  
 اسی کے ارادے پر سارا نظام



بڑی اُسکی قدرت بڑی اُسکی شان  
 جو کچھ اُس سے بندہ تمنا کرے  
 وہی ہر یقین ہو وہی ہر خیال  
 ولوں کی حفاظت ہر عین صفا  
 نہ ہو جس سے دشمن بھی آزرده دل  
 مگر وہ جسے دے یہ حق یقین  
 رہے تاکہ تمیز صیاد صید  
 ہو دل سے جو کچھ ہو زبانی نہ ہو  
 وہ اَوْفُوا بِعَهْدِی پکارے اگر  
 ادا ہو قصا فرض و واجب کے ساتھ  
 جو چاہے زُلانا وہ بیداد سے  
 مٹائے اگر امتحان آئے مجھے  
 نہ ہو وصل میں کم یہ سوزِ فراق  
 دُعلیٰ دو تہر ایک سنبھلے لگا  
 تھے سرگرم قیلولہ چوپا کباز

اِذَا قَالَ لَنْ لَشَيْءٍ فَكَانَ  
 نہ ہو خلق بھی تو وہ پیدا کرے  
 کہ غیر وجودِ خدا ہو محال  
 نہ تسبیح و ستاد کا ہو زبورِ مایا  
 ہو محبوبِ عالم وہ ملاو چنگ  
 تو لیلیٰ ہو کر سکے لیے سب کہیں  
 نہ ہو مجنون کی الفت میں لٹی بھی تیر  
 کہ مقصود محبوبِ فانی نہ ہو  
 تو مجنونِ مشقت پہ بانگِ مے گر  
 محبت ہو حفظِ مراتب کے ساتھ  
 خدائی اَلتَّوَلَّوْنَ مِنْ غَيْرِ اَدَا  
 نہ پادائے فریاد و غیون مجھے  
 بڑے اور بھی دمِ بدمِ اشتیاق  
 اذان کی مساجد سے اُٹھی صدا  
 وضو کر چکے وہ ہوائے نماز

ترقی پہ گرمی کا گو پایہ ہو  
 جماعت کے پابند اہل نیاز  
 جو تلافی گلیوں میں تھا ہر طرف  
 روانہ ہوا بینظیر حسین  
 نہیں کچھ خبر شہر محبوب کی  
 عجب شوق جو عجب اشتیاق  
 نہ رہی نہ کوئی دل آرام ہو  
 ہوا ترک احباب کا گومال  
 جہاں جز خدا ہو نہ کوئی رفیق  
 جو قطع ملائق میں وہ مرد ہو  
 وہ جز یا رجب سب کو سمجھا فضول  
 تنہا ہو جو حوصلہ دار کی  
 جو یک سوئی اسنے میسر ہوئی  
 کسی کی طلب یا کسی کا خیال  
 کسی کی عداوت نہ الفت رہی

مگر زیر دیوار کچھ سایہ ہو  
 چلے جلد مسجد کو بہر نماز  
 وہ ہونے لگا یک قلم بر طرف  
 رفاقت میں افضال ربّ امین  
 لگی ہو مگر دل سے مطلوب کی  
 کہ تو ام ہیں جس میں وصال و فراق  
 خدا ہی مگر خضر ہر گام ہو  
 محبت میں پر کیا کسی کا خیال  
 وہاں غیر کیا ہو رفیق طریق  
 محبت کے میدان میں فرد ہو  
 تو کیا ترک دنیا سے ہوتا ملول  
 خوشی ہو اسے ترک اغیار کی  
 نہ کچھ فکر جز فکر دلبر ہوئی  
 ذرا دل میں پائے جگہ کیا مجال  
 وہ جسکا تھا اسکی محبت رہی

امیدوں سے ہر وقت رو دہا	زبان پر کبھی جوش میں یہ غزل
غزل	
صدائے ازل عالم جان میں ہوں کہوں کیا تماشے ہیں کیا سامنے میں ہر قلب میں ہوں کسی کا خیال کسی کی محبت کی ہو یہ صدا کجی میں بھی ہو سرفرازی مجھے ہر زنجیر دل کس کی موج خیال مجھے چاہ گنغان کی حاجت نہیں کہاں ہو وہ رنگ بہار جہاں میں جو کچھ ہوں سو ہوں مگر غنیمت	میں آوازِ نادیدنی بیا بان میں ہوں میں تپتی ہوں چشمِ حیران میں ہوں کسی کی نظر چشمِ دوران میں ہوں کہ میں جہاں ہر جسم پہچان میں ہوں خیم نازاں زلفِ پہچان میں ہوں کہ آزاد بھی ہو کے زندان میں ہوں اسیر ایک چاہِ زرخندان میں ہوں کہ تنہا میں اس شہرِ حیران میں ہوں سرِ پایہ وفا چشمِ جانان میں ہوں
روانی	
پلا سا قیاسِ غرِ اشتیاق ترقی پہ ہر دم رہے شوقِ دید دیے جانے خوش علی الاصل	کہ لذت سے خالی نہیں یہ فراق کہ ممکن نہیں جستجو بے اسیر کہ جو دامن بندھے ہو اسی میں کمال

یہی ہوا اگر جویش و حش مجھے  
ہوں گو صد منہ ہجر سے چور چور  
میں کیوں آتش غم سے جلتا رہوں  
بنامست کب تک رہوں مضمل  
تمتوج ہو یہ نشہ بادہ کا  
جدھر سے نکل جاؤں مست و خراب  
مرے ہاتھ میں دے وہی جامِ جم  
یونہی دور پر دور چلتا رہے  
جھکا مہر گردون جو بہر رکوع  
جو دیکھا کہ ہوتا ہوا ب دن تمام  
ادھر اور ادھر جتنے تھے منتشر  
بنایا جو قاری کو سب نے امام  
پھراتے میں تکبیر ہونے لگی  
غرض عصر پڑھ کر بصد آرزو  
کہ گھنٹی بجا کر کسی نے کہا

مرا گھر بھی ہو دشتِ غربت مجھے  
سفر سے بہلتا ہر کچھ دل ضرور  
خیمہ کی صورت اُبتلا رہوں  
مگر بال پر واز ہو جو شِ دل  
نہ جھگڑا ہو تسبیح و سجادہ کا  
دمِ جادہ ہو موجِ کیفِ شراب  
کہ از عرش تا فرش ہوا ک قدم  
کسی طرح تو دل بہلتا رہے  
ہوے جمع مسجد میں اہلِ خضوع  
لگے سنتیں پڑھنے ہر خاص و عام  
جماعت کے آکر ہوئے منتظر  
تو صف بند یوں کا ہوا اہتمام  
جماعت کی تدبیر ہونے لگی  
لگے کرنے با یکدگر گفتگو  
نہ گاڑی کے آنے میں وقفہ رہا

جو بچہم کا ہو جانے والا چلے  
 سنی جس گھر می یہ صدائے طرب  
 اسی فکر میں محو تھا ہر کوئی  
 وہ سیٹی ہوئی ریل آنے لگی  
 قلی جلد سگنل گرا نے لگا  
 جو سڑکوں کے پھاٹک بھی آنے لگے  
 ہوا لینا دینا ٹکٹ کا بھی ترک  
 جو انجن کے تیور بدلنے لگے  
 مقام توقف پہ ٹھہری جو ریل  
 کہیں لوگ اترنے میں گرنے لگے  
 کوئی لے کے لوٹا چلا بہر آب  
 کوئی رفع حاجت کو دوڑا اُدھر  
 پراتنے میں سب ہو چکین گھنٹیاں  
 ہوئی ریلوے کمپنی خیس  
 ہر گود و سہرے میں بھی یہ ازدحام

ٹکٹ ماسٹر سے ٹکٹ آ کے لے  
 کھڑے ہو گئے ہو کے طیار سب  
 فرادیر میں اور گھنٹی ہوئی  
 دُھواں دور سے کچھ دکھانے لگی  
 وہ پائنت کوئی ملا نے لگا  
 ہری جھنڈیاں سب دکھانے لگے  
 نکلنے لگے آفسوں سے کلرک  
 مسافر یکایک سنبھلنے لگے  
 تو ہونے لگی کچھ عجیب ریل پیل  
 کہیں خواجے والے پھرنے لگے  
 پکارا کوئی لاؤ پانی شتاب  
 کسی نے نمازین چڑھیں مختصر  
 رُکے کوئی دم پھر یہ مہلت کہاں  
 کہ دُش کی جگہ بھر دیے نہیں تیسرا  
 مگر پہلا درجہ ہر خالی تمام

آسی مین روانہ ہوا بخیم ظہیر	خیم زلف جانان کا تازہ اسیر
آدھر تو ہوئی زریں گاڑی روان	ادھر ہیں یہ اشعار و روزبان

## غزل

وہ بے پردہ صورت دکھاتے نہیں	نگاہوں میں پھرتے ہیں آتے نہیں
بڑھے اس قدر گر کے ہم عشق میں	کہ آنکی نظر میں سماءے نہیں
چھپے ہیں حجاب تصور میں وہ	یہ مطلب کہ پردہ اٹھاتے نہیں
کوئی اُن سے اتنا بھی کہتا نہیں	ستائے ہو وں کو ستائے نہیں
ہوئی اور پامالیوں سے نمود	بناتے ہیں مجھ کو سٹائے نہیں
بجھائینگے کیا اُن کا غصہ یہ اشک	کہ دل کی لگی جو کجباتے نہیں
بجھائے ہیں دامِ محبت حسین	مگر بوا اہوس کو پھنساتے نہیں
نہیں کس کے لب پر وفا کا گلہ	ہمیں ہیں جو کچھ دل میں لاتے نہیں
جو گزری وہ گزری مگر بخیم ظہیر	یہ قصہ کسی کو سناتے نہیں

## سیر

پلا سا قیاسِ راحِ ریحانِ شربت	کہ ہو موجِ موزلفِ حورِ بہشت
نمونہ ہی قدرت کا ہر مہِ جبین	تعالی اللہ حسنِ جمالِ آفرین

وہ مودے ملے چشمِ مینا مجھے  
 ہو سرت ایسی مری چشمِ غم  
 چلون جوشِ مستی میں یوں جھوم کر  
 اگر نشہ میں گرم رفتار ہوں  
 پھنسے جذبِ دل میں وہ رشکِ پری  
 یہ پیدا ہو سوزِ نہان میں کمال  
 مزا کچھ انھیں سرورِ آہوں میں ہے  
 نہ جب تک ملے وہ مرادِ لستان  
 وہ مودے کہ جواستحان ہو مرا  
 مجھے لغزشوں سے بچاتا رہے  
 شفقِ بھولی کچھ پو بھی بھٹنے لگی  
 سہانی ہو کس درجہ تار و نکی چھانوں  
 بچھائے ہوے مرگ چھائے فقیر  
 وہ جوگی بھی دھونی رمائے ہو  
 وہ سیلے وہ جوڑے چمکتے ہو

کہ بے بادہ مشکل ہو جینا مجھے  
 کہ حیران ہو چشمِ غزالِ حرم  
 اٹھے بخودی خاکِ پاچوم کہ  
 قیامت پکارے میں طیار ہوں  
 میں دل دیکے سیکھوں رہِ دلبری  
 تمنا ہو شمعِ حریم وصال  
 کہ اک پیاری صورت گاہِ بونہر  
 کسی گل سے ملتا ہو یہ دل کمان  
 خداے جہان پاسان ہو مرا  
 قصور میں جلوہ دکھاتا رہے  
 سیاہی شبِ غم کی چھٹنے لگی  
 ٹٹلنے کی خاطر چلتے ہیں بانوں  
 لبِ نہرِ ترکے سے ہین جائیگر  
 ہین پوجے میں آسن جمائے ہو  
 وہ کانوں میں مندرے لٹکتے ہو

وہ ٹھٹھے بجاتے ہوئے برہمن  
 نہانے کو وہ نازنینانِ شہر  
 وہ تھالی میں سیندور چندن لیے  
 بنارس کی وہ ریشمی ساڑیاں  
 ہر اک کی نئی دھج نیا ڈھنگ  
 نزاکت سے کوئی لچکتی ہوئی  
 جو اشناں کرتی ہو وہ اک پری  
 جو اٹے ہو گھونگھٹ کو وہ اک حسین  
 جو پیشِ نظر وہ پر نیراو ہو  
 وہ آتی ہو جو مسکراتی ہوئی  
 جسے دیکھتے وہ پری حور ہو  
 جو چھپ چھپ کے وہ دیکھتی ہو اور  
 نہا کر جو نکلی ہو وہ سیمتن  
 وہ آنچل سے چہرہ چھپائے ہوئے  
 وہ آتی ہو اک شوخ رنگین لباس

ہیں بتاؤں میں کس طرح نعرہ زن  
 چلی آتی ہیں کس طرح سوئے نہر  
 کوئی آ رہا ہو عجب آن سے  
 وہ گھونگھٹ لٹکتا ہوا الامان  
 لبِ گنگ اسوقت کیا رنگ ہو  
 ادھر آ رہی ہو جھجکتی ہوئی  
 ہو اسکی نظر کیا ہی جادو بھری  
 ہو کس درجہ اس گل کی ساڑھی میں  
 عجب اسکا حسنِ خداداد ہو  
 قیامت کا چھل بل دکھاتی ہوئی  
 نہ سینھلے اگر قلب معذور ہو  
 چبھوتی ہو در پردہ تنویشتر  
 ہوئی بھیگ کر ساڑھی جزو بدن  
 نگاہیں کسی سے لڑائے ہوئے  
 کہ ہر فعل جسکا محبت اساس



وہ گل ناز سے آرہی ہو ادھر  
 کوئی سر سے آنچل تارے ہو  
 وہ ہر بار ٹھکرا کے سیڑھی کوئی  
 نہائے ہوے وہ جو آتا ہو غول  
 وہ بھیکے ہوے بال بکھرے ہو  
 کسی کا وہ گورا چھر ہر بدن  
 کوئی زلف ڈالے ہوے دوش پر  
 کسی کا وہ اتر کے چلنا کہین  
 بہت شوخ و مغرور ظاہر میں سب  
 کوئی تو لگائے خدا کی طرف  
 کٹوری میں کوئی لیے پھول پان  
 کسی کا حیا سے سر پاک حشم  
 زمین پر نظر وہ گڑوے کوئی  
 چترنی کوئی تو کوئی بد منی  
 مہادیو کو جل چڑھا کر تمام

چلے جیسے اٹھلا کے بادِ سحر  
 وہ آتی ہو سینہ اُبھارے ہو  
 سناتی ہو جھنکارِ پازیب کی  
 غضب کے سب اعضا ہین اُنکے سڈول  
 وہ چہرے بہت صاف نکھرے ہو  
 کوئی دھان پان اور رشکِ سمن  
 کسی کی نزاکت سے دھری کمر  
 کسی کا وہ گر کر سنبھلنا کہین  
 لہرین سر سے پاتک جو اہر میں سب  
 نگاہیں جھلکین پشتِ پاکی طرف  
 کھڑی ہو وہ مند میں مندر کی جان  
 کہ عصمت بھی کھلے اُسی کی قسم  
 کدورت کو خاطر سے دھوئے کوئی  
 کوئی ان میں رلا دھا کوئی جانی  
 چلی جاتی ہین اپنے گھر شاد کام

وہ باہمی ریلی کوئی خوش نظر کوئی منزل عشق کی خوش خرام چنین شہر کی جانب جو وہ جھوم کر نظر آئی جو شان پروردگار	لجاتی ہوئی آ رہی ہو ادھر کہ چلے ہوں جسکے کرشن اور رام تجلی ٹرھی اُنکا منہ چوم کر تو نکلا زبان سے یہ بے اختیار
--	--

### غزل

یہ نانا کہ سب میرے سر جانیگی ذرا دیکھ ساقی نشیب و فراز کٹی عمر اب تک تو اُسید میں مٹے گی بھلا وصل سے کیا ہوس	حسرت مگر نام کر جانیگی چڑھی ہر تو اک دن اتر جانیگی کسی طرح یہ بھی گزر جانیگی طبیعت نہیں یہ جو بھر جانیگی
نہ ٹھہرے گی یہ تو بہارِ شباب شفادہ ملی اُنکی ادا کیا مجھے یہی ہو اگر اُنکی چشمِ عتاب لکھو نگا اُنھیں حالِ قطعِ امید	ادھر آئیگی اور ادھر جانیگی نہ مرنے کا الزام دھر جانیگی تو ساری خدائی گدھر جانیگی یہ عرضی بہت مختصر جانیگی
بگڑنے دو تفتدیر کو ہمیں نظیر ملا اتفاقاً وہاں ایک مرد	وہ جسدِ مہین گے سنور جانیگی محبت کا عاشق طلبگارِ درد

مقام اُس نے پوچھا تو اس نے کہا  
 تکلم سے جو انس پیدا ہوا  
 کہا اُس نے آخر بصد التجا  
 کہوں کیا جو وہ مرد مشتاق ہو  
 محبت سے گھر میں اتارا اسے  
 ضرورت کے اسباب سامانِ ش  
 شبِ روزِ خدمت میں سرگرم ہو  
 یہ ہر لحظہ ہمعراز و ہمد بنا  
 یہ بولاتب اُس مرد سے بیظیر  
 تلاشِ جواہر میں جاؤ لنگامین  
 کبھی رنج جو سوئے خدا کیجیے  
 کہا اُس نے اے مردِ میدانِ عشق  
 پھر لگا کمان تک تو اس راہ میں  
 ضروری ہو اللہ والوں کا ساتھ  
 مٹنا ہو کہ تے ہیں کل میرے پیر

رے مسجدِ مسافر کا گھر یا سرا  
 وہ اسکی لیاقت کا شیدا ہوا  
 مرے گھر میں ہوں آپ رونقِ فزا  
 عجب صاحبِ حُسنِ اخلاق ہو  
 بٹھایا بہ لطف و مدارا سے  
 مہیا کیے وہ جوہنِ جانِ عیش  
 دل اُسکا کہیں موم سے نرم ہو  
 کہ آخر وہ عاشق کا محرم بنا  
 کہ غربتِ مقدس میں ہو ناگزیر  
 خدا چاہے تو جلد پاؤں لگامین  
 مرے حق میں دل سے دعا کیجیے  
 شبِ روزِ سرِ درگزرِ بیانِ عشق  
 نہ لغزش گرا دے کہیں چاہین  
 مین دستِ خدا بالیقین جنکے ہاتھ  
 بڑے غیب دان ہیں وہ رؤفِ ضمیر

عجب کیا جو مل جائے اُس کا نشان	تو جس کے لیے چھانتا ہو جہان
مگر مست رہتے ہیں دن رات وہ	دکھاتے ہیں لاکھوں کرامات وہ
ہو ظاہر بہت کچھ خراب و پلید	حقیقت میں ہیں غیرت بائزید
وہ ان ذکر کچھ غیر وحدت نہیں	حواس و خرد کی ضرورت نہیں
وہ زندان پھرتے ہیں ہر دین میں	چھپائے ہیں خود کو اسی بھیس میں
غرض اُس نے تعریف کی اس قدر	کہ ممکن ہو انسان سے جس قدر
اسے ہو جو اُس پر بڑا اعتماد	جگہ دل میں کرنے لگا اعتقاد
ہو جو صاحبِ حسنِ ظن بتیہ نظیر	ہو اُس کے دامِ ثنا میں اسیر
یہ سمجھا کہ اکثر بزرگانِ دین	دیارِ ملاہمت کے ہیں رہنشین
مرادِ دوست ہی یہ مروت شعار	بیان کرتا ہو تجربہ بار بار
ہیں اللہ والے تو دنیائے دعا	نہیں تو ہو نقصان ہی کیا مرا
ہو اُنکی آمد کا جو اہتمام	تو یہ بھی مناسب ہی سمجھا قیام

آمد

پلا سا قیا بادۂ بیخودی	کہ محمود پھر حادۂ بیخودی
ہیں مقبول یزدان جو اہلِ تقین	کسی کا فریب اُن پہ چلتا نہیں

جسے کرتا ہو وہ خستہ و نحاس  
 مگر ہو جو سرتا قدم خیر و نوا  
 نہ جانے تو کس طرح ہادی بنے  
 و ساوس سے شیطان کے آگاہ ہو  
 یقین کر کے اللہ والا اگر  
 اُسے اجرِ نیت ملیگا خسرو  
 ابھی سا قیامِ صحت ہی یہی  
 جو ہو جائیگا تجربہ چشم دید  
 وہ دے کہ ہو گو بہت کچھ مال  
 مزارِ درد کا میری آہوں میں ہو  
 ہوتا بان و ہی آفتابِ جلال  
 بڑھی تیرگی آٹھ بجتے ہیں اب  
 نہ ٹھہرا کوئی دم بھی گو ماہِ نو  
 ہوئے لوگ مشغول سامان میں  
 شبِ قدر ہو انکو گویا یہ رات

حفاظت میں رکھتی ہی تائیدِ خالص  
 وہ کیا جانے شیطان کے مکر و زور  
 وہ کیونکر شریعت کا نادی بنے  
 تو سالک کا وہ ہادی راہ ہو  
 عزازیل کا ہو کوئی ہم سفر  
 بچائے گا لغزش سے ربِ غفور  
 کہ دیکھوں شرارت میں اشار کی  
 تو ان سب سے پھر ہو گی نفرت مزید  
 نہ کم ہو مگر جستجو کا خیال  
 کوئی پیاری صورت لگا ہو نہیں ہو  
 کہ رشکِ سحر ہو یہ شامِ مال  
 کہ ظلمت کی چادر ہو بالائے شب  
 سیاہی میں کچھ کچھ ہوتا رون کی صنو  
 جلیں مشعلیں آن کی آہن میں  
 سجائی گئی ہو نوبت تک برات

ہر اک قسم کے متاثر باجے تمام  
 ڈہل چنگ و قرنا و طنبور و دف  
 اتارا اور مناب تھیں پھول بان  
 دور ویہ جہان تک کہ منظور تھا  
 ملا کچھ بھی شائستہ موقع جہان  
 بہت دور اسٹیشن اُس جاسے تھا  
 جو نہیں ریل آئی نظر دور سے  
 کئی دوڑ کر گاڑی پر چڑھ گئے  
 غرض یہ بڑی آن سے بان سے  
 بہت دوڑ کر گرد پھرنے لگے  
 چلے پالکی لے کے جسد مہار  
 اتارا اور گولے لگے چھوٹنے  
 سخاوت جو اسراف کا نام ہو  
 یونہی شور و غوغا مچاتے ہوئے  
 یہ مطلب کہ واقف ہوں برناؤ پیر

چلے پیشوائی کو لے کر لیام  
 ہر اک کی جمائی جہاں گانہ گانہ  
 غبار حجبین دیکھے سارا جہان  
 لگائی گئیں چرخیاں جا بجا  
 ہٹھا رہے گئے گولے والے وہاں  
 مگر روز روشن ہر کل رہا سستا  
 تو پیدل یہ سب جہاں کے مزدور سے  
 بہت اپنی تیزی میں کچھ بڑھ گئے  
 اتارا اسھون نے بڑی شان سے  
 بہت جھک کے جہاں میں گرنے لگے  
 چلے ساتھ پیدل یہ دیوانہ وار  
 فقیر ہی کی قسمت لگی پھوٹنے  
 تو بدنام کیونکر نہ اسلام ہو  
 چلے ڈھول تاشے بجاتے ہوئے  
 بڑے کوئی پہونچے ہوئے ہیں فقیر

و نادان جو گولون کی گونجی صدا  
کہیں چرخیان بچھاہمی ہو کہیں  
مکان تک یہ نقشے یہی طور تھے  
بڑھیں بہر یا بوس جو رنڈیاں  
کسی نے کہا بائی و صومن ہو یہ  
مرتب ہوئی بزم رقص و سرود  
جو حجرے میں داخل ہوئے چری  
وہاں خاص کچھ لوگ جو رہ گئے  
ہوا تخلیہ جس گھڑی ناگزیر  
محبت سے شفقت سے اعزاز سے  
قصص کا نقشہ جما یا گیا  
معمون میں مطلب ہوا سب بیان  
اشاروں میں جب کہ گئے حال سب  
ہوا معتقد وہ خجستہ صفات  
بہت کچھ تھا گو حال غول امل

تو کئے لگے پیر جی مرجسا  
ہر اک شیطنت پر ہزار آفرین  
جو پہونچے یہاں جلسے ہی او تھے  
لگے بوچھنے خود وہ نام و نشان  
یہ مٹی یہ حیدر ہو چھٹن ہو یہ  
بھری زر سے ہر ایک مطرب کی گود  
دیا حکم خاص منگاؤ ابھی  
اسی میں جو کتنا حساب کہ گئے  
تو ا سدم بلایا گیا ہمہ ظہیر  
بٹھا یا گیا وہ بڑے ناز سے  
عجب حُسن اخلاق پایا گیا  
یہ مطلب کہ ہو غیب دانی عیان  
کہا اپنا قصہ سناؤ تم اب  
نہ سمجھا کہ خاصے میں تھی خاص بات  
پڑھی اُس نے میا خستہ یہ غزل

## غزل

<p>             نہ ایتک ہوئی جان پہچان بھی              نہ کھلے شاید کچھ ارمان بھی              ہر کافی مجھے مان کا پان بھی              جفا بھی ہو درپردہ آسان بھی              کہ لا حول پڑھتا ہو شیطان بھی              حسین یون توہین اولیاء بھی              کہ مشکل سے مشکل ہو آسان بھی              نہ ٹھہرا مگر دل میں پیکان بھی              نہ ہو گا کسی دن گریبان بھی              یہ سمجھا کہ بیشک یہ ہو بنیظیر              کسی طرح پھیر دین اسے راہ سے              ملے گی جو اہر تجھے لا کلام              رہے کچھ دنوں ساتھ بھی اسی سعید              نہیں تو جو اہر نہیں کچھ بھی دور           </p>	<p>             آنکھیں دل بھی ہم دیکھے جان بھی              نکلتا ہو دل توڑ کر تیر یار              کبھی کوئی بٹیرا ہی خوش ہو کے دین              ستاتے ہیں بتلا کے وہ طرز جو              وہ آفت ہیں غول بیا بان عشق              مرے دل سے پوچھو وہ کیا چیزیں              کہ اُنک اٹھاؤں کڑی عشق میں              کسی تیرا فلک کا تھا یادگار              ہر کیا چاک دہن کا غم بنیظیر              یہ سن کر ہوا دنگ وہ مرد پیر              یہ ٹھانی عداوت سے یا چاہ سے              کہا مجھ کو معلوم ہو وہ مقام              مگر ہو تو پہلے ہمارا مرید              ہمیں آزمانا ہو تجھ کو ضرور           </p>
--	---



کسی سے ذرا ہو تو دل بستگی  
پھنسا لوں گا آخر کسی دامن میں  
نہ چھوڑ لیگا پھر خود یہ دامن مرا  
مشاویگی خاطر سے اسکی تلاش  
وہ بولا کہ اے پیر عالی مقام  
مجھے اپنا خادم ہی سمجھیں حضور  
مگر ساتھ رہنے کو حاضر ہو نہیں  
کہ بس ہو چکے تم ہمارے مرید  
وہ سمجھا پھنسا دام میں حسین  
سنا ہو گا تم نے کوئی بینظیر  
ہو آج میرا مرید و عنمام  
فریب اُسکے آگے نہیں کوئی شہ  
کہ کذاب آخر کو کذاب ہیں  
محافظ ہی پر داوڑ داد گر  
نہ منصوب ہوتا نہ گمراہ ہو

یہ سوچا کہ یہ نوجوان ہر ابھی  
جو گھر جائیگا عیش و آرام میں  
ملیگا جو آزادیوں کا مزا  
حسینوں کی صحبت فراغ معاش  
مگر سن کے پیری مریدی کا نام  
مرید اُسکو پا کر میں ہوں گا ضرور  
مریدی سے اسوقت قاصر ہوں  
پکڑ کر وہیں ہاتھ بولا پلید  
مرقت سے بولا نہ کچھ وہ حزمین  
ہر اک سے یہ بکتا تھا وہ مرد پیر  
بڑا فلسفی اور صاحب کلام  
مگر وہ عجب رنگ میں مست ہی  
جو عاشق ہیں محبوب و تاب ہیں  
وہ گوان مکائد سے ہو بے خبر  
مشیت نے چاہا کہ آگاہ ہو

پھر سے رہزنوں سے تو پادری بنے	خدا کی شریعت کا نادی بنے
جو ہو فرد تہذیب اخلاق میں	وہ ہو قابلِ قدر آفاق میں
کسی پر ہو جو رحمتِ ذوالجلال	صفاتِ حمیدہ ہیں نفسِ کمال
سفا ہو جہا تک کہ امکان ہو	ہو کامل جو انسان انسان ہو

## اغوا

پیا سا قیادہ جوشِ دل	کہ بھر جائے حسرت سے آغوشِ دل
ممنکین یکا یک اُبھرنے لگیں	تمنائیں بیچین کرے لگیں
یہ ہر بار وہ دریا کی امیرِ جبین	اسی جوش میں ہو نہ لغزش کہیں
ترا فیض مجھ کو سنبھالے رہے	یہ زندگی خدا کے حوالے رہے
کرے رہزنی لاکھ کوئی حسین	جو ثابت قدم ہیں بہکتے نہیں
ازل سے لگاؤ ایک لیلیٰ سے ہے	میری زندگی اس تمنا سے ہے
نہ جب تک ملے وہ مرا گلزار	کوئی گل ہو آنکھوں میں ہو میری غار
مگر ہو جہاں موقفِ امتحان	ہو ٹھوکر کا غم ہر قدم پر یہاں
رہے ہمنشین کوئی صاحبِ جمال	ہو اغوائے شیطان یہ سارا خیال
بُری گو یہ افہام و تفہیم ہے	تو حافظ ہو تو حسنِ تعلیم ہے

محبت ہو جس گل سے بس ہو وہی  
 مجازی سے ہو عشق کا مل اگر  
 جو راز حقیقت سے ماہر ہوا  
 خلاف شریعت ہو جو فعل و قول  
 شریعت پہ ثابت قدم ہو جو ماہ  
 جو آہر کے حق میں یہ فرمان ہو  
 ہو جس گل سے تسکین ظاہری  
 جو ہو ہدیہ خاص رب امین  
 نہ بھولے گا محکو وہ نقشہ کبھی  
 ہو جس گل کی فرقت سے دل پاشاں  
 تو پھر کیا ضرورت ہو ای با شعور  
 جو دریا میں رکھ کر بجھائے نہ پیاس  
 رسول و خدا سے محبت رہے  
 خبر لیگا وہ مسرور و قادر مری  
 نہ ہو جسکو خلق و خدا سے حیا

وہی ہم نشین ہم نفس ہو وہی  
 جمال حقیقت بھی آئے نظر  
 وہ آداب دان مظاہر ہوا  
 عمل توجہ اذکر سے آئے ہول  
 خدا اُسکی خصمت کا ہو گا گواہ  
 وفا اور عصمت کی وہ جان ہو  
 وہ لیلے بنے گی جو آہری مری  
 وہ عصمت بنانے سے بنتی نہیں  
 مگر امتحان ہو رہا ہو ابھی  
 حسین و نہیں کرتا ہوں اُسکو تلاش  
 کہ ان لکڑیوں سے رہوں دور دور  
 حقیقت میں ہو مرد امی حق شناس  
 خلاف شریعت سے نفرت رہے  
 یقیناً ملیگی جو آہری مری  
 نہیں اُس میں اک ذرہ ایمان کا

شرافت ہو غیرت ہی انسان کی  
جو ہر کچھ بھی بے غیرت و بے حیا  
جسے بد روش دیکھوں ایذی شعور  
خدا کی شریعت کو جو چھوڑ دے  
وہ عہدِ محبت نہا ہے گا کیا  
دکھا دون مگر تجربے سے ضرور  
یہی طرزِ شہرت بڑھانے کی ہو  
سماعی کرامات سے الحذر  
نہیں کیا خدا قادر ذوالجلال  
وہ حق ہو تو ناحق سے کیوں کا ملین  
نہیں اس سے مجبور ربِ جلیل  
پہا سوقت ہم عہدِ شیطان ہو نہیں  
نہیں سمجھے قادر ہی رحمان کو  
نہیں جز شریعت کوئی اور چیز  
جو کرتے ہیں خود پر ولایت تمام

حیا ہی ہو معیارِ ایمان کی  
اُسے شرم دنیا نہ خوفِ خدا  
ہوں صحبت سے اُسکی اُسی دم نفور  
محمد کے ہر عہد کو توڑ دے  
اُسے چاہیں ہم پروہ چاہے گا کیا  
خلافِ شریعت ہو سب مکر و زور  
یہ سب فکر دنیا کمانے کی ہو  
نہو جس میں کچھ راستی کا گزر  
جو رحمت سے دے ہم کو سچا کمال  
فریبی کا ہم کس لیے ساتھ دین  
جو کر دے مجھے بنیظیر و عدیل  
ہر ادون اُسے تو مسلمان ہو نہیں  
جو محد و ذکر کرتے ہیں فیضان کو  
کسی پر جو ہو ختم ای با تمیز  
تو کیا تھے وہ مہدی علیہ السلام

مگر حسب فرمان محبوب رب  
 پر اس سے یہ لازم نہیں اری غیور  
 یہ ممکن ہوا کثر سے ہوں بڑھکے ہم  
 بڑے خود غرض اور کم حوصلہ  
 محبت کا اول سے ہدم ہو نہیں  
 نہیں غم کوئی دیکھے کیسا مجھے  
 نہیں منکر تسخیر شہر و دیار  
 میں اتنا تو خود کو مستخر کروں  
 خلاف اوامر نہ عامل ہوں میں  
 نواہی سے نفرت جو نیت میں ہو  
 ڈرے جو خدا سے نہان و عیان  
 خدا جسکا ہر حال میں یا رہو  
 خدا نے تو سب کچھ بتایا مجھے  
 جو آہر کو حق سے جو کرتا طلب  
 جو ارشاد فرمائیں اب پیر جی

ضروری ہی خیر القرون کا ادب  
 ہر اول ہو آخر سے اشرف ضرور  
 جو حامی ہو یزدان کا فیض انتم  
 بجھاتے ہیں طالب کا جو ولولہ  
 ازل سے صفائے مجسم ہو نہیں  
 جو جیسا ہر دیکھیگا ویسا مجھے  
 مگر ہاں بتائید پروردگار  
 نہ کچھ منکر جز فکرِ دلبر کروں  
 وفا خود پکا رنگی کامل ہوں میں  
 تو پھر کیوں کمی حق کی رحمت میں ہو  
 خدا اُسکا رہتا ہر خود پاسبان  
 وہ گلخن میں جائے تو گلزار ہو  
 مگر حُسنِ ظن نے پھنسا یا مجھے  
 توبے وقفہ دیتا مجھے میرا رب  
 بہر حال کرنا ہو مجھ کو وہی

ضرورت یہاں اسمِ اعظم کی ہو  
 وہی اسم آ یا جہاں تازبان  
 مگر ہو یہ تاثیر رنگِ حجاب  
 مگر ہاں مجھے کب بھلائیگا تو  
 کہیں سحرِ یہ ساحراںِ ذلیل  
 گراتے ہیں یہ بادلِ دردناک  
 کنوئیں کھودتے ہیں مری راہیں  
 خدا سے جو میں مانگتا ہوں تجھے  
 دعا ہو خدا سے مری اہِ حبیب  
 وہ محبوب صورتِ ہمایون شیم  
 ابد تک وہ مجھے محبت کرے  
 ہو سارہ صفتِ صاحبِ آل بھی  
 یہ سب دیگا وہ قادرِ ذوالجلال  
 حکیم و صمد ہو خدا ہے جہاں  
 چھپی ظلمتِ شب پس کو ہمار

کہ شیطان صورتِ مینِ آدم کی ہو  
 نہنیں اُسکا چلتا ہو کچھ پس وہاں  
 کہ بھولا وہ اسمِ جلالت مآب  
 بڑے وقت پر کام آئیگا تو  
 محافظ ہو میرا خدا اے جلیل  
 سنبھالے گا مجھ کو خداوندِ پاک  
 یہی سب گریں گے اُسی چاہ میں  
 ملیگا تو اِشتاءِ سبائی مجھے  
 ترے فیض سے ہو جو اہِ نصیب  
 خدا جسکی عصمت کی کھائے قسم  
 رسولِ و خدا کی اطاعت کرے  
 ولی اُن میں ہوں اہلِ قبیل بھی  
 ابھی تو مجھے چاہ غم سے نکال  
 ضرور اس میں کچھ مصلحت ہو نہاں  
 سحر کا سپیدہ ہوا آشکار

وہ خیرین النعم کی خوش صدا  
 وہ گرجوں کے گھنٹوں کی بانگ بلند  
 عناد دل کہیں چھپانے لگے  
 غرض صبح سناٹہ کھونے لگی  
 مرتب ہوئی پھر وہ بزم طرب  
 ناز اور قرآن نہ ذکر حدیث  
 معاذ اللہ اس جھوٹ پر یہ مزید  
 کہی ایک خادم نے اُس دم یہ بات  
 جو چلتے ہیں پیدل بجاہ و حشم  
 یہ سن کر کہا ایک نے یا اخی  
 ہیں گو ٹڈے میں وہ جو فلاں صوبہ دار  
 وہاں آپ نے جلوہ دکھلا دیا  
 تھی برسات میں گھاگھرا زور پر  
 سہالی میں اک شخص کی مان مری  
 وہ فی الفور اٹھ کر شتابان ہوئی

وہ آنکھوں میں نیند نہ رہی تھی  
 وہ ناقوس کی صوت نہ ٹھہری تھی  
 طیور سحر حمد گانے لگے  
 سڑک پر بھی ہل چل سی ہونے لگی  
 اکٹھے ہوئے وہ شیا علیٰ سب  
 کرامت کا راوی بنا ہر خبیث  
 نہ کہتا تھا کوئی بجز چشم دید  
 محمدؐ ہو اس وقت حضرت کی ذات  
 نہیں گرد آلود ہوتے قدم  
 نہیں سمجھے حضرت کو تم بھی ابھی  
 وہ بیٹے کے مرنے سے تھے بیقرار  
 مرے سامنے جا کے زندہ کیا  
 عبور اُس پہ پیدل کیا بے خطر  
 پٹری اُس پر یوں ہی نظر سرسری  
 یہ قدرت وہاں بھی نمایاں ہوئی

کئی مردے اس طرح زندہ کیے  
 کہا ہم سے پھر جانتے ہونگے  
 یہ سنتے ہی وہ سب اُدھر کو پھرے  
 کہا پیر جی نے کہ صد مرہبہ  
 غرض معجزوں میں جو اک بات تھی  
 اسی طرح فی الجملہ وہ بے ادب  
 سنا جب یہ افسانہ دلپذیر  
 ہوا تھا نہ کچھ بھی ابھی تجربہ  
 مگر عقائد ایمان میں جو حائل  
 کہا پیر سے سب نے بالاتفاق  
 کرامات میں تو پھنساتے ہیں ہم  
 ہو صاحب یقین یہ خمسہ صفات  
 جو کامل ہوا معتقد یہ حضور  
 نہ چھوڑے گا جب تک یہ تقویٰ مگر  
 بڑی محنتوں سے بنایا گیا

بہت کام قدرت سے اپنی لیے  
 خدا ہوں میں پہچانتے ہوں مجھے  
 سو پیر سجدے میں فوراً گرے  
 ازل سے ہو تم لوگ اہل وفا  
 وہاں اُس سے زائد کرامات تھی  
 کرامت بیان کرتے ہر روز شب  
 ہوا اور بھی معتقد بنی ظہیر  
 کیا کم سنی نے اسیرِ بلا  
 مسلمانِ کامل تھا وہ خوش عمل  
 ہمیں اسکا تقویٰ گزرتا ہوا شاق  
 اسے عبدِ مخلص بناتے ہیں ہم  
 نہیں جانتا جھوٹ ہی کوئی بات  
 خدا آپ کو مان لیگا ضرور  
 اسے اس مزے کی نہ ہو گی خبر  
 یقین اسکو ایسا دلایا گیا



یقین ہو نہ اب یہ کسی جاڑے  
 حسین اور قابل ہو یہ نوجوان  
 جو شامل ہوا یہ کسی کام میں  
 جو حضرت کا خادم ہو مرد و دشاہ  
 جمیلہ ہو جو اسکی دخت حسین  
 ہزاروں ہیں حضرت کے ایسے فقیر  
 مگر ہو جمیلہ جو حضرت کی خاص  
 اسے بھیجئے نزد مرد و دشاہ  
 یہ کہہ دیجئے اس سے اوسے جبین  
 یہ تقویٰ بہر نوع ٹوڑے گی وہ  
 جو اٹھو دایرگا اس کے دل سے حجاب  
 تو رستے پہ اسکو لگائیں گے ہم  
 ہوئے متفق جو مریدین و پیار  
 تو فرزند ہو اپنی اولاد ہو  
 فلان شہر میں جا تو نزد فلان

کہیں آپ تو آگ میں گر پڑے  
 ز روزن ہیں دونوں متیا یہاں  
 پھنسا لائیگا سیکڑوں دام میں  
 اسے جلد کر دیگا وہ رو براہ  
 نہیں مثل رکھتی وہ زہرہ جبین  
 جو رکھتے ہیں ایک ایک ما و منیر  
 وہ دشمن ہو زائد کی عصمت کی خاک  
 یہ لکھ دیجئے جلد ہو رو براہ  
 نہ جب تک بلاؤں میں رہنا وہاں  
 اسے پاکد امن نہ چھوڑے گی وہ  
 ملیگا حسینوں سے خود بے نقاب  
 اسے خاص محرم بنائیں گے ہم  
 بلا کر کہا اس سے اوسے بنیظیر  
 ترے حق میں اپنا یہ ارشاد ہو  
 نہ جب تک لکھیں ہم تو رہنا وہاں

تھارا ہی گھر ہو وہ اسی با صفا کہا اس سے ہوگا بہت غم غلط مکاند کا اپنے نشانہ کیا زبان پر یہ جاری بسوز و گداز	تکلف نہ کرنا کسی بات کا مرید ایک ہمراہ کیا دیکھے خط اُسے ساتھ اُسکے روانہ کیا چلا ساتھ اُسکے وہ محو نیاز
--	---

## غزل

یہ بیخود ہیں کس کی محبت میں ہم نہ غم تھا جو ہوتے مصیبت میں ہم اکہی پڑے کیسی رحمت میں ہم نہ بدلے کبھی رنج و راحت میں ہم تو سمجھے کہ ہیں دشتِ غربت میں ہم رہے صاف طینت کدورت میں ہم کہ ڈوبے ہیں حسرت ہی حسرت میں ہم عجیب ست ہیں اپنی حالت میں ہم سمائیں گے کس کی طبیعت میں ہم خدا جانے کیا ہیں حقیقت میں ہم	ہیں اک حال پر قہر و رحمت میں ہم پریشان ہو غم سے خیالِ حبیب نہ تسکین نہ کچھ اختیار می ہو وصل بدلتا رہا رنگ کیا کیا فلک اما ہجر میں جو ریاضِ جنان ہوئے خاک آلود الماس دار کہا تک یہ رونا بساں دورِ دہل نہ پروا کسی کی نہ اپنی خبر سہرا پہ بنے ہیں جو تصویرِ ناز مجازاً تو عاشق ہیں اک ماہ کے
--	---

کبھی پھر سائیں گے فرصت میں ہم

یہ قصہ بہت ٹول ہی بنی نظیر

سفر

کہ ہو حسن صورت ہی تو بہ شکن  
 بچھائے مجھے کیا کوئی نازنین  
 اُسے پائے کیا پھر کسی کا جمال  
 ازل ہی سے جو میری مشتاق ہی  
 کسی جا وہ مصداقِ لولاک ہی  
 کہیں جلوہ اتماتِ صفات  
 ہر اک شرمین دیکھوں وہی شانِ حق  
 کہ حفظِ مراتب پہ رکھوں نظر  
 جو بیخود ہی ان سب سے آزاد ہی  
 وہ کامل ادب دان و داصل ہوا  
 شریعت پہ غالب نہ ہو اشتیاق  
 خبیثات ہیں مومنوں پر حرام  
 جو عصمت نہ ہو حسن سب خاک ہوا

پلا بادہ ای ساقی گبدرن  
 پھرے جو نگاہوں میں تجھ حسین  
 جو القا ہو منجانبِ ذمی الجلال  
 جو اہر بھی اک امرِ خلاق ہی  
 کہیں امرِ حق مرشدِ پاک ہی  
 کہیں ہو فقط شانِ تمیزِ ذات  
 رہے شاملِ حالِ فیضانِ حق  
 مگر حسنِ تمیز ہو اس قدر  
 نہ تمیز ہو تو وہ الحاد ہی  
 جسے لطفِ تمیز حاصل ہوا  
 ستائے بہت گو کسی کا فراق  
 ہوں گو حسن میں رشکِ ماہِ تمام  
 وہ عصمت پسند اور خود پاک ہی

مگر عینِ نسیان یہ انسان ہو  
 ہو جوشِ جوانی کی منزل کڑی  
 تو لشد ساقی بچانا مجھے  
 جو اس وقت خوفِ خدا ہو مجھے  
 جہانِ ضبط میں کچھ بھی تاخیر ہو  
 وہ مودے کہ مغلوبِ شیطان نہوں  
 چلا میل میں جس گھڑی میں ظہیر  
 مگر چلتے چلتے یہ سمجھا گئے  
 اگر گویدت کن بہ نوجامہ تر  
 یہ کہنے کو تو کہ گئے بے حیا  
 چلی ریل تو ٹھیک ہو دو پہر  
 وہ مصر کی آتشِ فشان کی دھوم  
 بھلستا ہو منہ جھانکے گا کوئی کیا  
 کڑی دھوپ کا اس قدر ہوا اثر  
 جو رستے میں ملتی ہیں کچھ ندیاں

بڑے معرکے کا یہ میدان ہو  
 ترا فیضِ درکار ہو اس گھڑی  
 محبت میں حق کی رچانا مجھے  
 نہ معلوم پھر کیا میں جانوں تجھے  
 مرے سامنے تیری تصویر ہو  
 جو آہر کے آگے پشیمان نہوں  
 تو رخصت ہوئے اُس سے وہ سب شریہ  
 بس اک شعر حافظ کا فرما گئے  
 کہ سالک نبا شد زرہ بے خبر  
 نہ سمجھے کہ سالک کا مطلب ہو کیا  
 ہوا کے ہین ذرات رشکِ شر  
 شررِ ریز ہر سمت بادِ سموم  
 مگر موجِ شعلہ ہو موجِ ہوا  
 کہ ہر گاڑی ہو گلخنِ شیشہ گر  
 ہو سوکھی زبان موجِ ریگِ ویاں

بُری سے بُری نڈی پایاب ہو  
 فلک کی طرف کوئی تکتا نہیں  
 لگائی ہیں کچھ خس کی جو ٹٹیاں  
 مگر کوئی تختہ جہاں چھو گیا  
 یہ گرمی ہو یا قہر پروردگار  
 قدم گرم پٹری پہ جتے نہیں  
 عرق میں نہایا ہوا ہر بشر  
 نہ گھبرائے گرمی سے پھر کیا کوئی  
 کیا ستو کے اوپر جو اس دم شمار  
 تپ عشق اُسپر فراق و سفر  
 غشی سی جو طاری ہوئی ایکبار  
 میں ہر وقت تیرا گنمگار ہوں  
 مرے حال پر رحم کراؤ رحیم  
 نہ جب تک ملے وہ سراپا بہار  
 اُسی گل میں تیرا ملے رنگ و بو  
 ہوا خود حرارت سے بیتاب ہو  
 زمین کو کوئی دیکھ سکتا نہیں  
 تو خیر اُس سے کچھ سرد ہیں کھڑکیاں  
 تو رخسار میں پڑ گیا آبلہ  
 کہ ہر سمت ہو العطش کی پکار  
 کہیں پائون انجن کے ٹھتے نہیں  
 مسین زیر سایہ پسینے میں تر  
 ہو اگر گرم آتی ہو پنکھے سے بھی  
 تو پارے کو ہو سترہ پر قرار  
 ملی جیتے جی اُسکو گویا سقر  
 کہا رو کے اسی میرے پروردگار  
 ندامت سے لیکن نگوں سار ہوں  
 فراق جو آہر سے ہو دل و نیم  
 میں تجھ سے جدا ہوں مرے کردگار  
 اُسی پردے میں تجھ سے ہو گنگو

وہ شرمناگتا ہوں میں اب یا غنی  
 تو قادر ہی خلاق و رحمن ہی  
 گناہوں سے فرصت نہیں مکنفس  
 نہ مجھ سا بھی ہو گا کوئی بے ادب  
 مگر تو ہی قادر کریم و رحیم  
 نہ تھا حسن تمیز لیلیٰ میں بھی  
 نہیں کوئی عالم میں ایسا صمد  
 عزیزِ جهان ہر نمط ہی تو ہی  
 حسین دے وہ ہمیشہ ذوالکرم  
 ہر اک شرم پہ قادر تری ذات ہی  
 تو چاہے تو صورت میں آئے نظر  
 تو مجبور ہر گز نہیں ای غفور  
 ندامت سے تعظیم سے عجز سے  
 بحق جلال و کرم ای کریم  
 یہ سوزِ درون تابشِ آفتاب

کہ جو تو نے اب تک کسی کو ندی  
 میں کیا چیز ہوں کیا مری آن ہی  
 عنایت کا تیری بھر دسا ہو بس  
 ان اعمال پر تجھ سے ایسی طلب  
 ترے آگے کیا شرم گناہِ عظیم  
 تھا اک داغِ ظاہر زلیخا میں بھی  
 برا بر جسے چاہے ہر نیک و بد  
 کہ محبوبِ کامل فقط ہی تو ہی  
 کہ تو جسکی عصمت کی کھائے قسم  
 ترے سامنے یہ کوئی بات ہی  
 تو چاہے تو بے قید ہو جلوہ گر  
 کوئی شرم نہیں تیری قدرت سے دو  
 جھکائے ہوں سر میں ترے سامنے  
 وہ دلبر دے باحسن فوزِ عظیم  
 نہ ہو پھر مجھے کس طرح پیچ و تاب

گناہوں کی گومیرے شامت ہو یہ  
 جو بیوقت بارش ہوا یزدوالجلال  
 بین مجبور ہم تو نہی ذمی اختیار  
 بس اب رحم کرا خداے انا  
 زبان پر دعا دل میں ہو اضطراب  
 نمایان ہوئی دور سے تیرگی  
 درختوں پہ سناٹہ پیدا ہوا  
 ہوا میں بڑھا جس شورش بڑھی  
 کہ اتنے میں جھونکے بھی آنے لگے  
 زمین و فلک پر یہ چھایا اخبار  
 بنا صحنِ محشر کا تختہ وہ بن  
 غضب کی قیامت کی آندھی چلی  
 بظاہر تو مایوس ہو ہر بشر  
 یکایک جو کڑکا ہوا برق کا  
 جو تسبیح خوان اسکی کل کائنات

ترے قہر کی اک علامت ہو یہ  
 ترے فضل سے ہو مبارک فیال  
 گنگار ہوں میں تو آمرزگار  
 بحق محمد علیہ السلام  
 یکایک ہوا فضل پروردگار  
 اسی سمت وہ رفتہ رفتہ بڑھی  
 غبار ایک جانب ہویدا ہوا  
 یکایک مگر کوئی ندی چڑھی  
 درختوں کی گردن جھکانے لگے  
 کہ یہ وقت ہو رشکِ شہماے تار  
 گرے دور جا جا کے نخل کہن  
 کہ رفتار سے گر گئی ریل بھی  
 مصیبت کا یہ خاتمہ ہو مگر  
 تو دی رعد نے بھی گرج کر صدا  
 دیا جسے ظلمت کو آبِ حیات

بڑے زور سے منہ برسنے لگا  
 اُسے فضل میں دیر لگتی نہیں  
 وہ امطارِ باران و جوشِ کرم  
 وہ سیلابِ صحرا وہ ٹھنڈی ہوا  
 وہ ہر بوند میں لطف پروردگار  
 جو معشوق بدظن ہو تو فکر کیا  
 یہ آثارِ رحمت ہیں کیا دلپذیر  
 یہ سمجھا کہ رحمت ہی رحمت کے بعد

کسی کے لیے جی ترسنے لگا  
 نہو اُس سے مایوس کوئی حُزین  
 وہ لب پر دعا دل میں شوقِ صنم  
 ادھر اور ادھر خوب پانی بھرا  
 جو عاشق کے دل سے مٹا دے غبار  
 ہی عاشق کا جاننا جلالِ خدا  
 ہوا جس سے راحت گزین بنی ظہیر  
 بہت عیش ہی کچھ مصیبت کے بعد

### جمیلہ

پلاساقیا جامِ مویں بید مڑک  
 بچے اسے کیونکر کوئی الامان  
 مگر ہاں عنایتِ تری یار ہو  
 نہ ہو غرقِ عصیان کسے تاب ہو  
 وہ کیا ہوتے تھے شب سے رہا  
 وہ فیضانِ تیرا تھا رحمتِ تری

وَقُلْ لَا تَهْتَكُوا آيَاتِي مَعَكُمْ  
 ہو جبلِ الشیاطین گروہِ زنان  
 تو خوبی سے بیڑا مرا پار ہو  
 یہاں جامِ مویں گروہِ اب ہو  
 کہ ہو جنکے حق میں وہ تھے بیہا  
 وہ احسانِ تیرا وہ قدرتِ تری



پناہ جام کو ہاتھ میں ہاتھ دے  
 یہ مانا کہ بکیں ہوں بے یار ہوں  
 تجھے گو نہیں کچھ مری احتیاج  
 کرے جب تو ہر دم یہ مجھ پر کرم  
 تو اپنا تجھے کیوں نہ جانے کیا  
 عجب شان سے آج جاتی ہو ریل  
 مسرت میں سیٹی بجاتی ہوئی  
 اندھیرا پہاڑوں کے اندر کہیں  
 وہ ٹھنڈی ہو اور بادل کی سیر  
 قدم سُست و آہستہ دھرنے کہیں  
 مقام ایسے دو چار پائے گئے  
 کہیں کوئی دریا کہیں کوئی جھیل  
 کہیں سیکڑوں فٹ وہ سڑکیں بلند  
 بلندی پہ جسوقت آتی ہو ریل  
 برنگ خطوط ریل کو ہزار

تو لٹا اس دم مرا ساتھ دے  
 میں و اللہ ساقی وفادار ہوں  
 نہیں کیسکو لیکن تری احتیاج  
 پھسلنے پناے کسی جا قدم  
 ابد تک یہ احسان مانوں نگاہیں  
 کہ صرصر کو پیچھے ہٹاتی ہو ریل  
 دھوئیں دشتِ غم کے اڑاتی ہوئی  
 چڑھائی کہیں اور چکر کہیں  
 وہ سرسبز وادی وہ جنگل کی سیر  
 پہاڑوں پہ چڑھ کر اترنا کہیں  
 جہاں دود وواجن لگائے گئے  
 کہیں سلسلے کوہ کے مستطیل  
 نہ تا فرطِ پستی سے پہونچے گزند  
 سمان دور تک کا دکھاتی ہو ریل  
 کہیں خیمے جاری کہیں مرغزار

کہیں کو سون بٹل ہو ساگون کا  
 کہیں سبزہ ہر دو طرف موجزن  
 بنے ہیں جو قلعے سر کو ہسار  
 پہاڑوں کے اندر ہر رستہ جہان  
 اسی طرح چڑھتی اترتی ہوئی  
 جو سگنل نظر آگیا ایک بار  
 جو رستے میں تھے چھوٹے چھوٹے مقام  
 یونہی شہر مقصود تک جا بجا  
 غرض اب وہ اسٹیشن آیا نظر  
 تو گاڑی سے اُترا وہیں بنیظیر  
 کرائے کر گاڑی پہ پہونچا وہاں  
 جو ہمراہ آیا ہو بہر قیام  
 ملاحظہ اُسے کھولا پڑھا  
 سرت سے دل ہو گیا باغ باغ  
 ذرا بھی توقف نہ رکھا روا

کہیں دور تک چھاڑیاں جا بجا  
 کہیں پھر رہے ہیں ہزاروں ہرن  
 ہیں کیا جانے کس عہد کے یادگار  
 اوہاں دن کو روشن ہوئیں قبیان  
 چلی مرحلے قطع کرتی ہوئی  
 لگی سیٹیاں دینے بے اختیار  
 کسی جاہ اُسے کیا کچھ قیام  
 کوئی دُش منٹ کو توقف کیا  
 کہ تھا جسکی خاطر یہ سارا سفر  
 روانہ ہوا شہر کو ناگزیر  
 کہ اُس خط پہ تھا جسکا نام و نشان  
 یہ بتایا ہو اُس شخص کا لا کلام  
 بنگلہ ہونے کو آگے بڑھا  
 پھر اُٹھ کر وہاں گھر و چراغ  
 اُسی وقت گھر میں اُسے لیکیا

نظر آئی مسند پہ اک پیر زال  
 قریب اُسکے بیٹھی ہو اک نازنین  
 سراپا نزاکت مجتہم ہزار  
 قیامت کا نقشہ سلیقہ غضب  
 نہ کیرانِ دل کو اُس زلف سے ہو لگاؤ  
 وہ ترجمہ نظر دل کو جو مل گئی  
 وہ لاکھا لبِ لعل پر پان کا  
 وہ برقِ تبسم جو دل پر گرے  
 وہ اعصا سڈول اور کاٹھی دست  
 تناسب بھی ہر عضو میں بقیاس  
 وہ صورتِ دل آویز زاہد فریب  
 تروتازہ رخسار مانند گل  
 خط و خال موزون و مترکانِ دراز  
 جہاں سوز وہ خندہ زیر لب  
 وہ باریک لب اور تپلی کمر

سپید و سیہ اُسکے سب سر کے بال  
 کہ جنت سے اُترتی کوئی حورِ عین  
 برس چودھواں جو ہون کا اُبھار  
 اداؤں میں خوبی کے اندازِ ب  
 بگڑنے میں بھی جسکے لاکھوں بناؤ  
 کیجے پہ گویا چھری چل گئی  
 مہی اُسپہ گویا شفق میں گھٹا  
 تو آنکھوں میں تصویرِ محشر پھرے  
 سجیلا چہرہ ہر بدن چاق و چست  
 غضب گورے پنڈے پر عانیِ بلاں  
 میانہ وہ قد مثل گل جامہ زیب  
 اُن آنکھوں میں کیفیتِ جامِ مل  
 وہ حُسنِ خدا داد تصویرِ ناز  
 وہ شوخیِ بلا کی وہ چتونِ غضب  
 وہ چہرہ کتابی رسیلی نظر

وہ ناگن سی چوٹی وہ افسی کا سن  
 وہ آنکھیں بڑی اور خاطر پسند  
 وہ پیوستہ ابرو کشادہ حسین  
 پڑی کیل پیرے کی اُس ناک میں  
 نگاہوں میں بجلی کی جالاکیاں  
 زمرہ کے بندے لٹکتے ہوئے  
 صفائے گلو کا کروں کیا بیان  
 وہ جوہی کے گجرے وہ سیوتی کے ہا  
 وہ گدراٹے پھل نخل امتید کے  
 کلائی میں بلور کی چوڑیاں  
 جواہر کے جس میں نگینے جڑے  
 غرارے میں ساق بلورین نہان  
 کف دست و پا اس قدر نازنین  
 سراپا دنیا جملہ تنویر وہ  
 ادھر وہ صنم رشک ماہ منیر

وہ موباف زرین میں موزر عدن  
 زرخندان باریک و بینی بلند  
 وہ ہر بات غیرت دو انگبین  
 جو ہر دم دل خلق کی تاک میں  
 اداؤں میں قاتل کی بیباکیاں  
 وہ موتی کے مالے چمکتے ہوئے  
 کہ جس سے عیان سرخی رنگ پان  
 وہ بیباختہ پن کی اُس پر بہار  
 شمر گلشن عیش جاوید کے  
 طلائی جہڑاؤ بھی کچھ بے گمان  
 مناسب قرینے سے چھوٹے بڑے  
 مگر شمع فانوس میں صنوفشان  
 کہ رنگ حنا کی ضرورت نہیں  
 مگر حسن و خوبی کی تصویر وہ  
 ادھر اپنے عالم میں یہ عین ظہیر

یہ تاثیر لٹی ہویدا ہوئی  
 وہیں باپ نے خط دیا پیر کا  
 یہ لکھا ہوا بانوئے خوش جمال  
 کیا ہوا سے میں نے اپنا پسر  
 کوئی غیر حق اس جہان میں نہیں  
 وہاں بھی وہی ہو یہاں بھی وہی  
 نہ چھوڑیگا جب تک حرام و حلال  
 رہے گو معاصی سے معصوم یہ  
 جو آزاد ہو تو ہو ذمی اختیار  
 کسی ماہ کو خواب میں دیکھ کر  
 وہ ہو خواب کی بات خواب خیال  
 یہ ممکن نہیں امیری و لستان  
 ہو ذمی فہم و لائق بڑا یہ حسین  
 جو محرم ہمارا ہوا یہ نگار  
 اشارے پہ اپنے لگاؤ سے

اسے دیکھتے ہی وہ شیر ہوئی  
 وہ سمجھی نوشتہ ہو تقدیر کا  
 مجھے دیکھنا ہی تمہارا کمال  
 حقیقت سے نیک نہیں باخبر  
 ملکین کے سوا کچھ مکان میں نہیں  
 مکان بھی وہی ہو زمان بھی وہی  
 نہ ہوگا میسر اسے یہ کمال  
 رہیگا لہذا نڈ سے محروم یہ  
 کہ یہ نیک و بد کچھ نہیں زمیندار  
 یہ پھرتا ہو اسکے لئے در بدر  
 ہو تو بہ شکن پر تمہارا جمال  
 نہ بھسلے تمہیں دیکھ کر یہ جوان  
 کوئی اس سے بہتر جہان میں نہیں  
 پھنسا لائیگا دام میں بیشمار  
 جہان تک بنے تم بناؤ اسے

اسے کر دواس راز سے آشنا  
یہ جلوہ ہر سب ذات ہی ذات کا  
کم و بیش ہوتی نہیں کوئی شے  
مظاہر سے ہر گز نہیں حق جدا  
میں اللہ ہوں جان لیگا مجھے  
نہ جو اسکی خاطر میں ہم آئینے  
یہ دیہات و قصبہات کے جاہلین  
سکھائے گا جب یہ حرام و حلال  
جو مرضی کا اپنی نہ پانا اسے  
مرے حکم میں کچھ نہ تاخیر ہو  
جو بن جائے محرم بنانا اسے  
جمیلہ ہو تم اور جمیلہ ہی نام  
پڑھا خط تو اٹھ کر قدم پر گری  
جو بوڑھے ہوئے مرشد راز دل  
کہا آپ حضرت کے دلبند ہیں

محبت میں ہیں مان بہن سب روا  
تو پھر عیب دنیا میں کس بات کا  
حرام و حلال امر ہو ہوم ہی  
یہ سمجھا تو پھر ہی خدا ہی خدا  
کسی طرح تو مان لیگا مجھے  
بنے کام سارے بگڑ جائینگے  
کسی امر سے آشنا ہی نہیں  
ہو پھر دام میں انکا پھنسا محال  
تو فوراً اٹھ کانے لگانا اسے  
بس اسکے مٹانے کی تدبیر ہو  
نہیں تو اسی دم مٹانا اسے  
اسے کر لو اپنا فقط والسلام  
کہا دل میں اب میری قسمت پھری  
تو مجھ کو دیا حسین نوجوان  
خداوند نعمت کے فرزند ہیں

مبارک ہوں ہم کو قدم پ کے	یہ تیرا پکا اور ہم آپ کے
بڑی شان و عزت سے المختصر	بٹھایا اُسے مسندِ ناز پر
کوئی دو بجے دن سے وہ تابشا	سرت سے باہر رہے ہنگام

## نقوی

پلا سا قس باہم لایکھنوں	وَقُلْ إِنَّ جِوَارِيَكُمْ مِنَ الْمَلَكِ الْبَرِّ
مجھے جیشِ مستی سے کیا خوف و بیم	لَقَدْ جَاءَكُمْ نَصْرُ اللَّهِ فِي الْحَكِيمِ
جو بہن عارفِ امر و نشانے ذات	هُمْ الْمُحَافِظُونَ مِنْهُ الْمُحَافِظَاتِ
جو ہو صاحبِ حکمتِ کاملہ	هُوَ سَرَّاهُ الشَّهْوَةَ الْبَاطِلَةَ
نہ کیوں ہر گھڑی خوفِ حق ہو فزون	لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمُتَّقُونَ
پلا نہ مٹا غیر حق کی قلم	وَالشَّيْءُ عَنِ الْفَالِ حُجْبِ الظُّلُمِ
لقد صلی فی وادِ عشقِ الملک	فَادْهَقْنَ كَأَسَادِهَا قَامِعَاتِ
محبت اُسی ذات کی فرض ہر	جَوَارِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ هَر
وہ ہوئے ان آنکھوں سے دیکھوں ہیں	هُوَ اللَّهُ سَرَّاهُ الْمُتَّقِينَ
دیے جا اُسی راحِ اطہر کا جام	وَالْحَقِّقْنَ بِالصَّالِحِينَ الْكِرَامِ
وہ ہو دے تلافیِ مافات ہو	مُكْرَبَاتٍ سَرَّاهُ تَرْمِزِ بَاتِ هَو

<p>         اَنَا الْاَنَ مِنْكَ بِمَحْكُمِ الْخَبَرِ          گزر جاؤں دریا سے میں خشک لب          ستارچ کو ہر شان کے جان لون          جگہ دون اُسے قلب میں جان میں          نہ بھیکے کوئی تار دامن مرا          مجھے دل سے ابلیس بھی مان لے          فَلَا يَسْتَوِي لَطِيفٌ وَالْخَبِيثُ          صنالت کے رستے پہ چلتا نہیں          کہ ہرگز نہیں کار بد میں فلاح          خدا کی شریعت میں جو مست ہو          ریا کار و صادق برابر نہیں          وَاصْحَابُ صِدْقٍ هُمُ الْفَائِزُونَ          نہ پھل پھول اسمیں نہ بیج اُسکی سخت          جو رحمت کی نہروں پہ ہو تازہ تر          ترقی پہ رہتی ہو اُسکی بہار       </p>	<p>         جو خلوت میں غالب رہوں نفس پر          نہ جب تک تو ساقی ہو اسی شان پر          مظاہر کی ہر شان پہچان لون          ترا عہد پورا ہو جس شان میں          ہو گو عین دریا میں مسکن مرا          یہ دل تجھ کو اتنا تو پہچان لے          نہ کیوں نقش دل ہو تری ہر حدیش          مبارک ہو جو حق سے ملتا نہیں          وہ سنتا نہیں اہل شر کی صلاح          مبارک ہو وہ اور قوی دست ہو          جو باطل ہو وہ حق کا ہمسر نہیں          ہو ناراست ہر جا بحال زبون          ہو بدکار بنجر زمین کا درخت          نگو کار ہو پر گل و پُر شمسر          ابد تک بحکم خداوندگار       </p>
---	---



شرارت کے بندے بہت ہوں مگر	نہ پہونچیکا نیکون کو ان سے ضرر
خدا دیکھتا ہے سعیدوں کی راہ	ہو کافی وہی صادقوں کا گواہ
عدالت میں کیونکر چلے گا یہ زور	ندامت شرارت کا پھل ہے ضرور
جو کہتے ہیں حق سے رہائی نہیں	انھیں صدق سے آشنا نہیں
اٹھاتے ہیں جو رحمت امتحان	وہ ہوتے ہیں محبوب رب چنان
سنبھالے گا بھگو خداوندگار	میں غافل ہوں لیکن وہ ہوشیار
وہ اہل دغا کو پرکھتا نہیں	کہ باطل کو حق دوست رکھتا نہیں
ہر پیغام رحمت یہی امتحان	مگر شرط ہوا ستقامت یہاں
نکلتا نہیں کام رحمت سے جب	تو اسوقت مصلح ہو قہر و غضب
دیا جس نے ہم کو یہ سب مال و مال	ہر یکتا وہی قادر ذوالجلال
جو کچھ چھین لیگا تو دیگا وہی	خبر احسن کار لیگا وہی
میں تکیہ کروں کیوں کسی بات پر	توکل ہو میرا اسی ذات پر
کروں کیا میں پر وائے اہل ہیں	خداوند میرا مخاطب ہو بس
جو سوتا بھی ہوں میں بعیش تمام	هُوَ الْحَافِظُ الَّذِي لَا يَنَامُ
نہیں غم جو دشمن تنویر ہے	خداوند میرا خداوند ہے

مستبب یہ ہی جنکا پورا یقین  
یہ ناکس ہیں سب کس لیے جوش میں  
سمجھتے ہیں شب دن کو دن رات کو  
امانت کو یہ جانتے ہی نہیں  
ہدایت کرے بھی جو کوئی غیور  
بداندیش کا گو قومی ہاتھ ہو  
یہ ٹھٹھے کرین ہر خدا منتقم  
کہاں تک یہ باطل کو رکھیں گے دست  
خدا نے جو بخشی ہو عزت مجھے  
ببارک ہو وہ عبد رب عظیم  
گناہوں سے کا نپے وہ دانندہ  
صداقت میں ہر دم توکل کرے  
نہیں پیش حق دخل غماز کو  
اُسے جو پکارے سنیگا ضرور  
نہو دوست اپنا کوئی ہم نفس

وہ محتاج اسباب ہوتے نہیں  
خدا جلد لائے انھیں ہوش میں  
ہنسی میں اڑاتے ہیں ہر بات کو  
صداقت کو پہچانتے ہی نہیں  
تو ہوتے ہیں اُسکے مخالف ضرور  
خداوند غالب مرے ساتھ ہو  
لِیَسْتَكْفُرْ عَنِ اللَّهِ إِنَّ بِهِمْ  
جدا ہوگا قدرت سے خود مغز و پست  
پکار لگی خود اُسکی قدرت مجھے  
کسی سے نہ ہو جسکو امید و بیم  
خدا کی نظر میں ہو تار و سپید  
خداوند ہی پر توکل کرے  
وہ سنتا ہو باطن کی آواز کو  
کہ ہر ذات اُسکی سمیع و غفور  
ہمارا خدا ہم کو کافی ہو پس

نہ بھولا مجھے آج تک وہ کبھی  
 بچے بارہ لوصف شب ہو گئی  
 یہ چٹکی ہوئی چاندنی ماہ کی  
 یہ سناٹہ بھیگی ہوئی رات کا  
 ملی ہیں جو سڑکوں سے گلیاں تمام  
 جو ہر پرے والوں کو ڈرگشت کا  
 سر بام سوتا ہے پرینٹیلیہ  
 جمیلہ ادھر دوسرے بام پر  
 مگر ایک دروازہ ہو درمیان  
 وہ سب گھر کا گھر مائل خواب ہے  
 اسے سچ بھولوں کی بھاتی نہیں  
 شکایت بہت بخت و آزون سے ہے  
 یہ کہتی ہے رو رو کے اے جان زار  
 مگر تو بدن سے نکلتی نہیں  
 نہیں حکم مرشد جو کر لون نکاح

وہی دیگا اہل صفادوست بھی  
 خدا کی خدائی بھی سب سو گئی  
 نمونہ ہو قدرت کا اللہ کی  
 دکھاتا ہو پر تو اسی ذات کا  
 وہاں کو چہ بندی کا ہوا ہتمام  
 اٹھو جاگو کی آرہی ہو صد  
 نگہبان تائیں درتِ قدیر  
 جہان اُسکی مان اور اُسکا پدر  
 ہو جس راہ سے آمد و شد وہاں  
 جمیلہ مگر سخت بیتاب ہے  
 کسی طرح سے نیند آتی نہیں  
 پریشان خود زلفِ شبگون سے ہے  
 کئی سال سے ہوں یونہی بقرار  
 یہ بد قسمتی بھی بدلتی نہیں  
 مگر یہ مرا وصل سمجھے مباح

یہاں جب سے آیا ہی یہ نوجوان  
 شریعت سے آگے یہ بڑھتا نہیں  
 پدر اور مرشد ہیں دونوں خفا  
 یہ نامرد ہی یا جو انمرد ہی  
 برادر پدر شفیق ہیں بسم  
 اگر اسکا اک بال بیکا ہوا  
 غضب ہی مروں جسے پین ناصبوں  
 لگانے مرے گو مری جان ہیں  
 میں خلوت میں بھی ساتھ اسکے رہی  
 مگر یہ نہ ہرگز مخاطب ہوا  
 بڑا پاکدامن ہی گو یہ حسین  
 نہیں جانتا ذات ہی ذات ہی  
 کہیں راز وحدت کو یہ جان لے  
 مگر آج جاتی ہوں اُسکے حضور  
 غنیمت ہی اب وصل ہو یا وصال

کے ہیں مرے ہوش و تاب و توان  
 کسی داؤن پر میرے چڑھتا نہیں  
 کہ اب تک نہ مقصود حاصل ہوا  
 اسی کا مجھے رات دن درد ہی  
 نہانے تو دین قند میں اسکو سم  
 مزا زندگانی کا پھیکا ہوا  
 اُسے قتل کرواؤں اپنے حضور  
 مگر اسکے ناخن پہ قربان ہیں  
 وہی بے حجابی وہی دل لگی  
 بدن چھوئے پر بھی نہ راغب ہوا  
 پر امر حقیقت سے ماہر نہیں  
 حلال و حرام ایک ہی بات ہی  
 خدا ہی جو کہنا مرا مان لے  
 نہ مانے گا تو جان دو لگی ضرور  
 محبت میں آخر کہا تک مال

میں اسکی ہون میرا ہو یہ یا نہیں  
 وہ آہستہ پہنچی اُسی بام پر  
 مقابل ہو گو اسکی صورت کے چاند  
 عجب سادگی ہو عجب نور ہو  
 بظاہر تو سوتا ہو وہ دلفگار  
 جو امیر کی جانب کو ہی چشمِ دل  
 جو چونکا تو دل سے کیا یہ کام  
 نہ معلوم کس دن بلائیں گے وہ  
 نہ اب تک کسلا کچھ یہ رازِ نہان  
 سمجھتا ہوں سب کچھ خردمند ہوں  
 شادے مجھے گو غم انتظار  
 غریب نہ جو لکھتا ہوں بہرِ حصول  
 توقف کرو تم وہیں نا طلب  
 اُسے لے کے ہمراہ آنا ادھر  
 جو سو یا تو دیکھا یہی خواب میں

چلی ٹھان کر دل میں اس بات کو  
 جہان سورہا ہو وہ گل بے خبر  
 مگر حسنِ باطن کے آگے ہی مانہ  
 وہ غفلت میں بھی حق سے معمور ہو  
 بدلتا ہو پر کروٹیں بار بار  
 وہی نارِ غمِ قلب میں مشتعل  
 کہ ہو حکیمِ حضرت سے اسجا قیام  
 نشانِ جو ابہر بتائیں گے وہ  
 کہ برسوں سے کیوں قید ہو نہیں  
 مگر عہد کا اپنے پابند ہوں  
 پھر ونگانہ اقرار سے زینہار  
 تو لکھتے ہیں ہوتے ہو کیوں ناصبور  
 اُسی جا جو آہر کو پاؤ گے اب  
 بہت گزری اب رہ گئی مختصر  
 لگی آگ پھر جانِ بیتاب میں

نہ سمجھا کہ شیطان ہیں پیر جی  
 جہان پر یہ قرآن میں مضمون ہے  
 بتاتا ہے ہم کو یہ ذکرِ جلی  
 نہ جب تک ہوتا نید پروردگار  
 سی خوابِ راحت میں ہی بنیظیر  
 لڑکت سے اُسکو جگانے لگی  
 اکل آ نکھ اُسکی تو گھبرا گیا  
 کہا اس گھڑی امر بت نہ لقا  
 یہ بھیگی ہوئی رات سنسان ہے  
 نہ جیتک معاون ہو وہ ذوالجلال  
 کہا اُسے شیطان کیا چیز ہے  
 نہیں کوئی شذاتِ حق سے جدا  
 وہی حرف میں لفظ و طلب میں ہے  
 اسی کے مظاہر اُسی کا ظہور  
 بری ہے وہ مقدار و تعداد سے

شیاطین کی جان ہیں پیر جی  
 فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ يُوْحُونَ  
 کہ ہیں اولیائے شیاطین یہی  
 کوئی اُسے بچتا نہیں زہنہار  
 کہ بستر پہ بیٹھی وہ ماہِ منیر  
 وہ آہستہ شانہ ہلانے لگی  
 جمیلہ کو دیکھا تو شرما گیا  
 اکیلے میں آنا مناسب نہ تھا  
 کین گاہ میں دزد ہر آن ہے  
 بچے کوئی شیطان سے کیا مجال  
 ابھی تک تھیں اسکی تمیز ہی ہا  
 حقیقت میں ہے سب خدا ہی خدا  
 وہی ہم میں تم میں وہی سب میں ہے  
 حقیقت میں ظلمت بھی ہے عین نور  
 معرا ہے تجدید و ایجاد سے

جو اللہ ہوتا نہیں بیش و کم  
 کرو قدر اس وصل کی چاہ کی  
 یہاں تک ہو انسان خودی سے جلد  
 کہانتک تکلف کہانتک حجاب  
 کہانتک غم شادمانی نہ مجھے  
 محبت میں وحدت کا ہر بس کمال  
 جو تم راز وحدت سے آگاہ ہو  
 اگر اب بھی کچھ تم کو انکار ہو  
 قسم پیرو مرشد کی کھاتی ہو نہیں  
 یہ سن سن کے بتیاب ہو بنیظیر  
 کہا کیا یہ مرشد کی تعلیم ہو  
 کہا مان جہان تک مجھے یاد ہو  
 بہن بھائی مان باپ میرے تمام  
 یہ سن کر اُسے دل میں آیا خیال  
 کہا واقعی امر تو ہو یہی

کسی امر کے کیوں ہوں پا بند ہم  
 یہ خواہش بھی خواہش ہو اللہ کی  
 کہ ہر فعل اپنا ہو فعل خدا  
 اٹھو جلد ہوں وصل سے کامیاب  
 کہ دو بھر ہوئی زندگانی مجھے  
 ہین دنیا کے جھگڑے حرام و حلال  
 تو جو کچھ ہو اللہ ہی اللہ ہو  
 تو لو ٹنڈی بھی مرنے کو تیار ہو  
 اسی رات میں جی سے جاتی ہو نہیں  
 جواب اُسکو دینا پڑا ناگزیر  
 انھیں کی یہ افہام و تفہیم ہو  
 یہ سب ہم کو حضرت کا ارشاد ہو  
 عقیدہ یہی رکھتے ہین لا کلام  
 کروں اس سے ملکر میں دریافتِ حال  
 کہ اس وقت جو بات تم نے کہی

نبین نیک و بد کچھ بھی اسی ہوشمند  
 کہا ہاں جو محرم بہن اس راز سے  
 خدا نے مجھے تم پر شیدا کیا  
 جو حضرت کا خادم ہو خاص الخواص  
 بہ اعلان یہ راز کتنے نبین  
 اسی واسطے تم کو بھیجا ادم  
 تو وہ تم کو اپنا خلیفہ کرین  
 یہ لاکھون مرید اور محبسی حسین  
 اگر راز وحدت کو تو جان لے  
 یہ شکر پھر الفت سے اُس نے کہا  
 کہا اُس نے ہاں آمین کیا فرق ہو  
 کیا پیر و مرشد نے جب سرفراز  
 وہ تجو پوچھنے پر بتاتی رہی  
 یہ سن کر ہوا وہ تاسف کنان  
 میں ان ساری باتوں نے انجان تھا

اسی پر ہوتم سب کے سب کار بند  
 نبین کہتے وہ غیر کے سامنے  
 تو یہ راز میں نے ہویدا کیا  
 اُسی کے لیے ہی یہ تعلیم خاص  
 کبھی ساتھ منکر کے رہتے نبین  
 کہ اس راز سے جلد ہو باخبر  
 یہ کدی تمھیں سوئپ دین تب مرین  
 مقدّر میں تیرے ہیں اسی ناز میں  
 اُسی دم خدا پیر کو مان لے  
 بہن اور بیٹی بھی ہونگی روا  
 اُسی بحر وحدت میں سب غرق ہو  
 دیا مجھ کو بھائی کو از راہ ناز  
 قسم پیر و مرشد کی کھاتی رہی  
 کہ اتنے برس ہو گئے رائگان  
 وہ آدم کی صورت میں شیطان تھا



کہا اُس سے تو تم یہ پھو لو نکا ہار  
 معطر ہوا بوے خوش سے دماغ  
 جلی ناک پیچھے ہٹی کھا کے طیش  
 الگ ہو کے بولی یہ کیا تھا مگر  
 کہا میری پیاری حق آگاہ ہو  
 ہوئی بوسے گل سے تو فرحت تھیں  
 وہاں کیوں خداوند بجایا تھیں  
 یہ کیسا خدا تھا وہ کیسا خدا  
 خدا ہی خدا کو جلاتا ہی کیوں  
 مناسب جو سمجھا وہ مین نے کیا  
 گل و آتش و سوز و بونے طرب  
 سنایہ تو گھبرائی وہ لالہ و نام  
 کہا اُس نے جھلا کے او ہو وفا  
 سمجھتی ہی تو ذات ہی ذات ہی  
 جو تمیز سوز و مسرت ہوئی

ذرا سو گھر کر دیکھو اس کی بہار  
 تو اُس دم قریب اُس کے لایا چراغ  
 اما خاک میں سب وہ ارمان عیش  
 کبھی مجھ سے ہو نچا تھا تم کو منہ  
 ہر اک شرمین اللہ ہی اللہ ہی  
 مگر آگ نے دی اذیت تھیں  
 یہاں کیوں خدا نے جلایا تھیں  
 خدا تم بھی تھیں پھر یہ کیا ماجرا  
 گلا پھر خدا لب پہ لاتا ہی کیوں  
 خدا میں بھی تھا مجھ سے پھر کیا کلا  
 اسی ذات واحد کے جلنے میں سب  
 کہا آگ کا تو جلانا ہی کام  
 وہ تیرا خدا اب کہاں چنیدا  
 کہاں سے پھر آتش کا اثبات ہی  
 اسی دم ہوا شان وحدت ہوئی

نہیں گویا ذات سے کوئی چیز  
 سمجھ بے گل کو تو حسنِ عمل  
 وہ آتش ہوا اعمالِ بد اثر حسین  
 نہ ہو جو تمیزِ ظہورِ صفات  
 جو ہر شے وہی ہو اثر بھی وہی  
 عمل جو ہمارے مناسب نہیں  
 ہمیں کیا غرض جو میسر ہوں پھول  
 یہ جملہ عجب رنگ دکھلا گیا  
 ٹپکنے لگی شرم ہر بال سے  
 بندھیں ہچکیان دم اُلٹنے لگا  
 رہی غرقِ عصیان میں جب سطح  
 کہا اُسے اب تک تو نادان تھی  
 کیا جسکے اغوا سے تو نے گناہ  
 اگر اب بھی تو دل سے توبہ کرے  
 کرے گی سمجھ کر نہ جو تو گناہ

مظاہر میں لازم ہو حسنِ تمیز  
 جمالِ خداوند عز و جل  
 ظہورِ جلالِ خدا کے مبین  
 سمجھ میں نہ آئی گافشاے ذات  
 مظاہر کا نفع و ضرر بھی وہی  
 ہمیں اتباعِ اُسکی واجب نہیں  
 کریں آگ کو چھو کے دل کو ملول  
 کہ وہ پھول سا چہرہ کھلا گیا  
 ندامت ہوئی اُسکو اعمال سے  
 کہا مجھ سے بدتر کوئی ہو گا کیا  
 تو اب پاکدامن بنوں کس طرح  
 ہدایت کی باتوں سے انجان تھی  
 وہی ہو گنگارِ پیش اکہ  
 اُسی طرح سے راستی پر مرے  
 تو بے داغ ہو گی حضور اکہ

مگر نیاں و بد کی ہمیں کیا خبر  
 اسی واسطے حق نے بھیجے رسول  
 پڑھاتا تھا گو فلسفہ یہ سبق  
 قیاسی جو کچھ داد و بیداد تھی  
 جو نازل کیا حق نے اپنا کلام  
 اُسے دل سے مانا جو اُسے کہا  
 ہی قول حکیمان پہ اسکو شرف  
 جو دونوں کا مطلب ہی تہذیبِ نفس  
 ہی کیا پیش حق فلسفی کو جواب  
 یہ ایمان کے حق میں ہوا ذنِ عام  
 نہ جب تک کوئی حق سے واقف ہوا  
 تو کیوں رنجِ عصمت سے منعموم ہی  
 انھیں پر ہی سب اسکا بار گناہ  
 مگر جان کر اب نہ کرنا ستم  
 کسی مردِ صالح سے کر لے نکاح

نہ جب تک کہ داد و داد گم  
 کہ بتلائیں وہ شانِ رد و قبول  
 مگر اُس میں حجت نہ تھی پیشِ حق  
 وہ اپنی طبیعت کی ایجاد تھی  
 اور امرِ نوا ہی بتائے تمام  
 نہ ہم پر کچھ الزام باقی رہا  
 کہ نسبت ہو اسکی خدا کی طرف  
 تو حکمِ خدا سے ہوتا دیبِ نفس  
 ہمارے لیے تو ہی حجتِ کتاب  
 مٹاتا ہی پچھلے معاصی تمام  
 نہیں اُس پہ الزامِ ایمان کا  
 ابھی تک تو واللہ معصوم ہی  
 بنے جو ترے سامنے رو سیاہ  
 تو ہو گا بت تجھ پہ فضل و کرم  
 کہ نسب ہی حق میں ترے صلاح

کہا تم سے بہتر ملے گا کہ ان  
 نہ اول سے ہوتی اگر میں فدا  
 یہ کہ کمر اٹھالائی فرمان وہ  
 کہ اک غول کے حکم پر اتنے سال  
 کہا اور جمیلہ تجھے کیا خبر  
 دعا ہو یہی میری اللہ سے  
 خدا جانے ملتی ہو وہ کب مجھے  
 گزر جائے گی نوجوانی تری  
 اگر چاہتی ہو خدا کی رضا  
 کوئی کیا ترے خاندان میں نہیں  
 کہا اُسے میں سخت معذور ہوں  
 برادر پدر عقد کیونکر کریں  
 نہ ہو بھی انھیں عقد سے گو مال  
 دھن اور جولا ہے تا ہوشمند  
 سمجھتے نہیں کچھ حلال و حرام

اسی فکر میں ہو گئی نیم جان  
 تمھیں قتل کرتے یہ اہل دغا  
 پڑھا تو ہوا کیا پریشان وہ  
 میں بیکار بیٹھا رہا خستہ حال  
 کہ کس غم سے ٹکڑے ہو میرا جگر  
 کروں عقد پہلے اسی ماہ سے  
 توقف نہیں زیب لیکن تجھے  
 تو کس کام کی رہ گائی تری  
 تو کر جلد سامان تو عقد کا  
 نہ ہو تو نہ ہو کیا جہان میں نہیں  
 خدا جانتا ہو کہ مجبور ہوں  
 یہی جب مرے عشق کا دم بھریں  
 مگر پیر و مرشد کا ہو گا خیال  
 اسی سے ہیں مرشد کے خاطر پسند  
 منے ڈھونڈتے رہتے ہیں صبح و شام

پھنساتا ہو دیہاتیوں کو یونہی  
 شرافت میں جو ڈرنا یا بے  
 عجب گت بنائی ہو اسلام کی  
 مگر خنجر شمر ہو جنکے پاس  
 ہوئے کر کے بیعت سراسر کشف  
 کہ نکلا مرے دل سے شیطان آج  
 یقین ہو کہ ہوں دل سے اہل یقین  
 کہ آزاد پا بند ہوتے ہیں کم  
 رہ راست کا حسن دکھلا انھیں  
 تو ہرگز نہ مد سے بڑھیں بیشتر  
 بہشت اور دوزخ کو پہچان لیں  
 سکھاتی ہو خاصیتِ جملہ چیز  
 وہ محبوبِ عالم ہو صاحبِ کمال  
 مریدِ خدا کے لیگانہ ہوئی  
 وہ بولی کہ برحق ہو فیضانِ کمال

شب و روز یہ مجمعِ فاسقین  
 ہست ان میں کنجڑے ہیں قصا بے  
 و بیان منیکڑوں اہلِ خرقہ یہی  
 ہین دو چا بھلا دھبی ناسپاس  
 مرے باپ کے مثل بھی کچھ شریف  
 خدا کا ہوا مجھ پہ احسان آج  
 مرے باپ بھائی بھی اسی نہ جبین  
 کہا مجھ کو ماور نہیں اسی صنم  
 مگر اے جمیلہ تو سمجھا انھیں  
 خواصِ مظاہر سمجھ لیں اگر  
 حقیقت کو اپنی اگر جان لیں  
 ظہورِ صفاتِ خدا کی تمیز  
 جسے حسنِ تمیز دے ذوالجلال  
 یہ سن کر جمیلہ روانہ ہوئی  
 جگا کر کہا مان سے یہ حال سب

جو مرغ و مرغ نہ کھائے کو ہو  
 کھلائے کوئی جو کی روٹی اگر  
 غرض اپنے مطلب کی گھاتیں ہیں  
 میں کیوں امر حق سے پریشان ہوں  
 ہدایت کرونگی ترے باپ کو  
 پسراور خاوند سے جو کسا  
 رہو پیرو مرشد سے پھرتی ہو تو  
 بدونیک کے دام میں آ کے ہم  
 یہ سب جلوہ پیر ہو لا کلام  
 اگر تو نے پھر بات اُسکی سنی  
 نہ آئیں گے اب راہ پر وہ مشریر  
 جمیلہ نے ہنس کر کہا ای پدر  
 نہونگے کبھی ہم تمہارے خلاف  
 بڑا فرق ہو اصل اور فرع میں  
 کہانان نے بھی مصلحت ہو یہی

تو ہیجان سودا رہے پیر کو  
 خدا اُس میں ہرگز نہ آئے نظر  
 ظہور قیامت کی باتیں ہیں  
 ترے ساتھ میں بھی مسلمان ہوں  
 اثر اُسکے دل میں ہو کچھ یا نہ ہو  
 تو دونوں یہ بولے کہ او بیچیا  
 کنوئیں میں صنمالت کے گرتی ہو تو  
 مزے چھوڑ دین سارے دنیا کے ہم  
 نہیں ذات حق میں حلال و حرام  
 تو جتنا نہ چھوڑونگا تجھ کو کبھی  
 اُسے مار ڈالیں گے ہم ناگزیر  
 نہیں تم سے رائد کوئی معتبر  
 کہ آزاد یوں کا طریقہ ہو صاف  
 جو اس میں مزے ہیں کہاں شرع میں  
 کہ ہو روز و رات فکر اس ماہ کی

نہ ہوا سکی تو زیرین کچھ قصور  
 کہا باپ نے پھر زرا و نفاق  
 ملین اس سے ہم اس طرح رات دن  
 نہ سمجھے دفعا جب کسی بات کو  
 ہماری وفا کا نہو کیوں یقین  
 یہ کہہ کر اٹھے وہ قریب سحر  
 ہمیں جیسی تعلیم دی پیر نے  
 سمجھتے گناہوں کو جو ہم گناہ  
 جو ہونا تھا وہ ہو چکا آج تک  
 کھلا ہو در تو بہ حق ہی غفور  
 جرائم سے اپنے پشیمان ہیں  
 ملے آپ سے سب سے منہ موڑ کر  
 محبت سے ملے کرم کیجیے  
 کہا آپ کا سب یہ احسان ہو  
 برے لوگ دنیا میں ہیں نیک بھی  
 نہیں تو یہ رسوا کر دیا ضرور  
 عقیدے سے اسکے کرین اتفاق  
 کہ ہر نیک و بد سے رہے مطمئن  
 مثلاً دین اسے ہم کسی رات کو  
 کوئی وجہ شیعہ کی ابتک نہیں  
 کہا اُس سے ای فخر جنس بشر  
 دکھائے وہی رنگ تقدیر نے  
 تو ہرگز نہ کرتے خدا ہو گواہ  
 ہدایت دی اللہ نے یک بیک  
 ہم اب تو بہ کرتے ہیں رب کے حضور  
 خدا جانتا ہو مسلمان ہیں  
 کہاں جہائیں اب آپ کو چھوڑ کر  
 ہمیں دل سے اپنا سمجھ لیجیے  
 نہیں تو کف خاک انسان ہو  
 گناہوں سے خالی نہیں ایک بھی

کوئی راستی پر جو ہو مستقیم  
 یہ سُکر اُٹھے دونوں وہ ناسپاس  
 جمیلہ کی مان لئے کہا اور نگار  
 سپر اور خاوند فاسق ہیں سب  
 یہ شہوت پرستی سے مانوس ہیں  
 جو کہنے کا حق تھا وہ ہم کہ چکے  
 خبر ہو ذرا بھی جو اس بات کی  
 ہماری طرف سے ہیں گو مٹھن  
 ہوں جب قیدِ فجائیں اس طرح  
 جو جاہن گے اب یہ جمیلہ کا وصل  
 ستم بے حیاؤں کے اب تک سے  
 جو ایمان فیضانِ حق نے دیا  
 یہ کہکرت روئیں بے اختیار  
 اگر عہد میں اپنے سچی ہو تم  
 دعا مانگتا ہوں میں پیشِ خدا

یقیناً خدا ہر غفور الرحیم  
 وہ مان اور بیٹی رہیں اُسکے پاس  
 ہمیں جان کا اپنی ہوا اختیار  
 خدا جانتا ہر منافق ہیں سب  
 ہم انکی ہدایت سے مایوس ہیں  
 ملامت کی ایذا میں سب سہ چکے  
 تو ہم کو یہ جیتا نہ چھوڑیں کبھی  
 ہیں در پر مگر آپ کے رات دن  
 تو عصمت ہماری بچے کس طرح  
 تو ممکن ہوا سوقت کس طرح فصل  
 شب و روز ہم انکے بس میں ہے  
 تو بے عصمتی سے بچائے خدا  
 تو بولا وہ خاص خداوندگار  
 تو رو رو کے کیوں ہوش کرتی ہو  
 کہو تم بھی آمین بصدِ التجا



یہ آنکھوں کی دیکھی ہوئی گواہ کہ عصمت ہو مقبول پیش آئے

### حکایت

<p>مرے ایک مخلص کی زوجہ حسین  سراسر وفا اور عفت نشان  مگر حق جو چاہے کہ نیکی کرے  نہ تھا مودظہرین کوئی زینہار  جو ہو اس محلے میں تیری عزیز  کہاری سے اُس نے کہا جلد جا  مقتل کیے گھر کے کمرے تمام  اکیلی روانہ ہوئی وہ اُدھر  نہیں ہندو نہیں جو پرے کی قید  پڑی تیکہ والے کی جو نہیں نگاہ  وہاں سے محلہ تھا وہ چار میل  بدی پر جو اہل تھا وہ بد نظر  شنا سنا تھی رستے کی وہ دستان</p>	<p>سہ چار دہ جس سے ہو شرمین  کہ خاوند اُسکا تھا کچھ بدلمان  مصیبت کے پردے میں احتیاج  کہ پہونچی خبر اُسکو یہ ایک بار  لبوں پر ہر دم اُسکا اور خوش تمیز  کرا لے کا تیکہ ابھی جا کے لا  کہاری کو چھوڑ اپنے انتظام  کہا میں ابھی آتی ہوں دیکھ کر  نہ سمجھی وہ تقدیر کا مکر و کید  ہوئی عشق میں اُسکے حالت تباہ  جہاں جا رہا تھا وہ مردِ ذلیل  تو کئے کو موڑا نئی راہ پر  کہا اس طرف جا رہا ہے کمان</p>
---	---

کہا بن رہی ہو شرک اور حسین  
 یہ رستہ بھی کچھ پھیر کھا کر مگر  
 کسی طرح آخر بہ مکر و دغا  
 اکیلے میں اُس سے یہ کی گفتگو  
 نہ ہوگی اگر مجھ پہ تو مہربان  
 ابھی دل کی حسرت نکالو نگاہیں  
 کہا اُسے سن تو سہی اولعین  
 یہ مکر دعا کی بصد اضطراب  
 مرے دل میں آیا ہو جو بد خیال  
 مگر غیر شوہر پہ آخر داد گر  
 ہر عصمت کا دشمن مری یہ ضیبت  
 جو نکلی دعا دل سے بے اختیار  
 ہویدا ہوا ایک مار سیاہ  
 آجاک کر کھائی پہ اُس کی گیا  
 جو مشکین بندھیں عقل چکر اگئی

کسی کو ادھر جانے دیتے نہیں  
 وہیں پر نکلتا ہوا سیما  
 اُسے ڈھاک کے بن ہیں وہ لگی  
 مرے وصل پر جلد راضی ہو تو  
 تراکون فریاد رس ہو یہاں  
 جو بولے گی تو مار ڈالو نگاہیں  
 خدا کا تجھے خوف ہو یا نہیں  
 مرے رام میری خبر لے شتاب  
 تو سمجھوں یہ اُسکا ہو مجھ پر وبال  
 نکلی میں نے رغبت سے ہرگز نظر  
 فَهَلْ مِنْ مُّغْنِيَةٍ فَهَلْ مِنْ مُّغْنِيَةٍ  
 تو حامی ہوا فضل پروردگار  
 اُس اندھے پہ ڈالی غضب کی نگاہ  
 وہ ہاتھوں کو لپٹا بحکم خدا  
 یہ سمجھا کہ بیشک قضا آگئی

زمین پر گرا وہ گیا دل میں کانپ  
جو دیکھی یہ تائید پروردگار  
وہ پیوں کے آخر نشان دیکھ کر  
جو پہونچی سڑک پر تو کوئی نہ تھا  
کہ اتنے میں اک گولن آئی وہاں  
وہ جا کر بلا لائی دو چار کو  
کھڑے تھے وہ سب ہمراہ جمدار  
کسی شخص نے پھر راہ صواب  
جو آنکھوں سے شوہر نے دیکھی یہ بات  
سزاوار عالم سر یہی ہو تو  
یہ کر یا تھی سب رام کی اینگار  
منگا یا جمدار نے اک پلنگ  
عدالت میں آیا اسی طرح سے  
رن و شو نے بل کر سر مار پر  
سزا کا جو حاکم نے ذمہ لیا

کہ سینے پہ لہا رہا تھا وہ سناپ  
ہوئی اُسکی رحمت پہ دل سے ثنا  
سڑک کی طرف کو چلی بے خطر  
ذرا دیر لیکن توقف کیا  
کیا اُس نے اُس سے یہ قصہ بیان  
خبر دی اُنھوں نے جمدار کو  
اسی طرح سینے پہ بیٹھا تھا مار  
بلا بھیجا شوہر کو اُسکے شتاب  
کہا اگر کے قدموں پہ امی خوش صفا  
کہ عورت نہیں کوئی دیہی ہو تو  
ہوتا مجھ پہ عصمت تری آشکار  
اٹھایا گیا تب وہ بے نام و ننگ  
ملی اُسکو چھانسی بری طرح سے  
اٹھایا بہت کچھ وہیں سیم و زر  
اسی دشت کی سمت وہ چل دیا

غرض اس سے یہ ہو کما می خوش حال  
 ہر اک شے پر قدرت ہر خلاق کو  
 یہ کہہ جو رو رو کے مانگی دعا  
 تصرف نے پیدا کیا یہ اثر  
 اسی دن وہ تپین ہوئے بتلا  
 جمیلہ نے اس گل کی حسب صلاح  
 پھر اُس نے خبر دی کہ ہر شہر میں  
 شب و روز کرتی ہیں فعل حرام  
 جو نرمی سے اُنکو ہدایت کریں  
 صلالت کا ان کی اگر چارہ ہو  
 کیا ہو اُنھیں پیر جی نے فقیر  
 یہ کہتا ہر اگلوں کو عیار تھے  
 جو تھے متفق چند اہل نکات  
 تو ہم بھی کرامت بنائیں نہ کیوں  
 ہیں یک رے ویکدل یہ اہل غا

ہمارا محافظ ہو وہ ذوالجلال  
 وہ چاہے تو سم عین تریاق ہو  
 ہوئی جلد مقبول پیش خدا  
 کہ فوراً ہوئی بد دعا کا رگر  
 مرے چند دن میں بحکم خدا  
 کیا اک صحیح النسب سے نکاح  
 پھنسی ہیں مری بہنیں اس قہر میں  
 گراتی ہیں کتنے حمل لا کلام  
 عجب کیا جو وہ حق کی طاعت کریں  
 تو اپنے گناہوں کا کفارہ ہو  
 کہ شیطان کا ہمزاد ہو وہ شر  
 نبی اور ولی سب ریا کار تھے  
 بنائے ہوئے ہیں یہ سب معجزات  
 بہم مل کے سب کو چنسا میں نہ کیوں  
 کوئی کید کو انکے سمجھ کا کیا

مزے لوٹنے کے لیے بد خصال  
 کتابین لکھی جاتی ہیں بیگان  
 کہیں عقد خود دخت سلطان سے  
 کہیں شیفہ دخت رازروس  
 معاذ اللہ اور اسہ یہ بھی مزید  
 یہ مشہور تاریخ کے واقعات  
 کہیں انکا بیرالام میں گزر  
 کہیں شہر سورت کی رانی سے عقد  
 یہ تاکید ہر دم مریدین پر  
 اسی فکر میں ہو جوان و سن  
 ہوئیں طبع پھر کر کے چند کتاب  
 پدراؤنکے عالم نہ درویش تھے  
 ہو معلوم انکا نشان مزار  
 مگر قبر فرضی بنا کر وہاں  
 یہ مطلب کہ جسد مرین پیر جی

اٹھاتے ہیں قید حرام و حلال  
 نہیں جس میں کچھ راستی کا نشان  
 کہیں جنگ سلطان ابراہیم سے  
 مسلمان ہو کر بنی ہو عروس  
 مریدان کا سلطان غبد احمید  
 نہیں ڈرتے لکھتے ہوئے یہ زواہ  
 کہیں جنگ میں شاہین پر ظفر  
 کہیں کالی دیہی بھوانی سے عقد  
 جو کچھ جی میں آئے لکھو بے خطر  
 کرامت گڑھی جاتی ہر رات دن  
 مریدین تا اس سے ہوں فیضیا  
 وہ اک سیدھے سادھے حق اندیش تھے  
 اسی جاہل اک حلیل پر برقرار  
 کئی سال سے ہیں پرستش کنان  
 ہو انکی پرستش کا میلا یہی

وہ بہنیں ہماری جو ہیں دام میں  
ہیں گو مختلف شہروں کی وہ کہیں  
وہ اس امر کو کیسے سمجھیں پلید  
وہی جب نہ سمجھیں حرام و حلال  
نہ انہیں بھلا کیسے مردوں کی بات  
یہ کہہ کر کتابیں اٹھا لائی وہ  
کہا میں بھی کرتی ہوں عزم سفر  
مگر آپ کچھ بھی نہ سننے سے کہیں  
نہیں جانتے آپ سب کا نشان  
جو پوچھیں گے بھی مجھ سے کوئی شریہ  
غرض مشورے کر کے بایکدگر  
کہا پھر یہ شوہر سے بنجا فقیر  
جو پوچھے بھی کوئی یہ قول قسم  
نکالیں جو بہنوں کو ہم چاہ سے  
یہ سن کر ہوا استعداد بنیظیر

وہاں جمع ہوئی ہیں اس کام میں  
شنا سا ہی آپس میں ہر سہیلین  
برادر پدر انکے جب ہوں مرید  
تو نسوان سے ہر حفظ عصمت مجال  
کہ ہر ناقص العقل نسوان کی ذات  
دوبارہ مگر طیش میں آئی وہ  
یقیناً خدا دیگا ہم کو ظفر  
بظاہر انہیں رہن تو نہیں رہیں  
یہ رحمت اٹھاؤنگی میں بے گمان  
میں کہہ دوں گی حضرت کے ہیں یہ فقیر  
مہیا کیا اُسے زرا و سفر  
عجب کیا ہو فضل خداے قدیر  
تو کہنا کہ خادم ہیں حضرت کے ہم  
صلہ اسکا پائین گے اللہ سے  
سفر اسکو کرنا پڑا ناگزیر

اسی جہد و کوشش میں پہنچے جہان  
 جمیلہ نے کارِ نمایان کیا  
 دکھا کر انھیں جس زہر و سماج  
 جو مردوں میں ساعی ہوا بنیظیر  
 خدا کی عنایت جو شامل ہوئی  
 ملی پیر جی کو یہ جس دم خبر  
 انھوں نے روانہ کیے کچھ مرید  
 بنے آ کے خادم وہ دونوں یہاں  
 ملے خادموں سے بہ مکر و دغا  
 جو یونہی تھا حکم قصائے الہ  
 سفر میں جو زحمت نمایان ہوئی  
 کیا مدتوں جا کے گھر میں علاج  
 وہاں سے روانہ ہوا بنیظیر  
 وہاں بھی جو حکم الہی ہوا  
 دیا شکھیا ایک مردود نے

وہ شہر سے کرائے کا ایک مکان  
 ہر آزاد کا تازہ بیان کیا  
 کیا سیکڑوں جو گنوں کا نکاح  
 ہوئے باپ بھائی ہدایت پذیر  
 انھیں سعی مشکور حاصل ہوئی  
 کہ دونوں ہیں اس قصد سے ہم سفر  
 کہ ستم مل کے خادم سے دین و لہید  
 دکھائے عقیدت کے لاکھوں نشان  
 بہت ماں و زرد کیے راضی کیا  
 ہوا جسم کمل کی سورت سیاد  
 جمیلہ بہت کچھ ہراساں ہوئی  
 درستی پہ آیا جب اس کا مزاج  
 گیا دوسرے دن کو ناگزیر  
 دوبارہ اسیر تباہی ہوا  
 بچا یا مگر رب معبود نے

اُلتانے بہر سکون جو کہ  
 زہے حکمتِ ذی الجلالِ قدیم  
 اقامت میں وہ مصلحت ہو نہاں  
 وہاں تھا کوئی عاشقِ ذوالجلال  
 اُسے دوست رکھتا تھا خلاقِ فرد  
 زن و دختر اُسکی وہیں ہیں مقیم  
 جو عصمت ہو دختر کی مقبول رب  
 جو محرم ہو دونوں کا اک نوجوان  
 کون کیا ہو کس فکر میں وہ لعین  
 سُنی اُس ضعیفہ نے جسدِ یہ بات  
 وہ سمجھی کہ چلیے ذرا اُسکے پاس  
 غرض ساتھ محرم کے پہنچی وہاں  
 بیان کر کے رودادِ رنج و محن  
 کہا پھر کہ دعوت بھی کیجے قبول  
 اگر کا دل میں لیکن شرِ بلنظیر

وہاں دو برس سے زیادہ رہا  
 کہ سیاح یوں جبر سے ہو مقیم  
 ہو جسکا عوض راحتِ جاوداں  
 کہ فی الحال اُسکا ہوا تھا وصال  
 کہ تھا عبدِ مخلص خدا کا وہ مرد  
 اسیرِ کندِ بلائے عظیم  
 اُسے طیبہ گھر میں کتے ہیں سب  
 ہو غربت میں اُنکا تشفی کنان  
 کہ برہم ہو جس سے خدائے این  
 کہ آیا ہوا کہ مردِ قدسی صفات  
 عجب کیا جو ہو غبارِ درد و یک  
 اقامت گزین ہو وہ غمگین جہان  
 دعا کی ہوئی منتظرِ پیرِ زن  
 کہ سرور ہو میری جانِ طول  
 نہوں تا کہ میں پھر بلا میں اسیر



کہا اُس نے اے مادرِ مہربان	جواب اسکا پھر دیکھا ہر بچکان
یہ سن کر یہ سمجھی وہ کلفتِ نصیب	کہ دعوتِ نمانی سمجھ کر غریب
کہا خیر پھر آ کے پوچھو نگلی مین	اجازت کسی طرح سے لونگی مین

### انصرع

پلا سا قیاسِ راحِ فوزِ الکریم	وَقُلْ إِنَّمَا لَدَيْكَ لَنْ عَظِيمٍ
سزاوارِ نغزِ مینِ گوفاسقات	مگر قابلِ قدر مینِ صداقات
وہ تو بہ بھی کر لیں جو احقِ نشان	ہر باقی دم مرگ تک امتحان
رہی ہوں فواہشِ مینِ جوارِ بدن	کوئی کس طرح اُن پہ ہو مطمئن
اگر اُن سے نفرتِ طبیعت مین ہو	نہ کیوں جستجو انکی خلقت مین ہو
توالدِ تناسل ہر منشائے ذات	تو رہا نہ بانِ شہوتِ بنین کیوں ثقات
جو شہوتِ پرستی نہ مقصود ہو	تو کیوں خشقِ صادق نہ محمود ہو
جسینات ہو جائیں گو طبیبات	پر اُن مین کہاں اہلِ عفت کی بات
خدا دے کسی کو جو حُسنِ تمیز	تو قدرت کی ہر ہر ودیعتِ عزیز
ہو افراط و تفریط کا پر خیال	کہ انب ہر ہر امر مین اعتدال
سیہ قام با عصمت و با وفا	یقیناً ہر مقبول پیشِ خدا

حسینہ جمیلہ جو بدکار ہو  
 جہانِ حسن کے ساتھ ایمان ہو  
 خجل کیون ہو وہ پیش پرور گوار  
 جسے ایسی محبوبہ دے ذوالجلال  
 جو حفظِ شریعت پہ ہو مستقیم  
 نین زہر و تقویٰ کا بھلی اعتبار  
 نہ منظور طالب نہ مطلوب ہو  
 مگر ہم پہ واجب ہو ای باخبر  
 اسے اپنی رحمت کا ہو اختیار  
 کوئی دو بجے رات کو بالیقین  
 فلک کیا تجلی سے معمور ہو  
 جو غافل ہیں بیدار ہوتے نہیں  
 اتھے طالب وصل کس چاہ سے  
 ہو کیا اس سے بہتر زمانِ سدا  
 ہوے جس قدر ابلیہا انبیا

خدا اس سے کیونکر نہ بیزار ہو  
 خداوند کا خاص فیضان ہو  
 کہ نیت پہ اعمال کا ہو مدار  
 اسے دونوں عالم میں پھر کیا مال  
 بجاتا ہو اسکو خدا کے عظیم  
 سب اسکی عنایت کا ہو کاروبار  
 وہی جسکو چاہے وہ محبوب ہو  
 کہ مضبوط وقائم رہیں عہد پر  
 مگر ہم نہ باغی بنیں نہ ہمار  
 تہجد کی خاطر اٹھے متقین  
 ستاروں پہ کچھ اور ہی نور ہو  
 مگر اہل انوار سوتے نہیں  
 یہی وقت خلوت ہو اللہ سے  
 پکارے خدا جس گھڑی یا عباد  
 ملاؤ نکو اسوقت جو کچھ ملا

عبادت میں ہر فرد مشغول ہی  
 جو فارغ ہوا ذکر سے بنیظیر  
 کہاں ہو تو ای جلو ذوالجلال  
 تجھے میں نے پکڑا ہی سب چھوڑ کر  
 فَأَقْدِمْ عَلَيَّ بِتُورِ الْوَصَالِ  
 عطا حمد میں مجھ کو وہ مجد ہو  
 نہ شوقِ حرم ہو نہ پرولے دیر  
 نہ جب تک ہو تو دلبر دلو از  
 نہ مولس ہو ابو ترافض روح  
 جو مریم کی خاطر تھی ذوالجلال  
 جہاں جس کا لفظ مخصوص ہو  
 تجھے قلبِ مابیت آسان ہی  
 نہ جب تک ترا لطف ہو جانِ جان  
 جو نیت کا سچا نہیں بالیقین  
 سرا پا گنہ ہو جو کوئی غریب

یہ حقا عجب وقت مقبول ہے  
 یہ کہتا ہی رورو کے پیشِ قدیر  
 دکھا دے جو اہرین اپنا جمال  
 نہ مایوس کر مجھ کو مُخْذِعِ مَوَدِّ کمر  
 کہ ممکن ہو آگے ترے ہر محال  
 ستائش کروں میں تجھے وجد ہو  
 مگر جان لب ہوں میں تیرے بغیر  
 دم تیغ ہی مجھ کو میسر آیا نہ  
 ہے اس سے تحریم خود تو طافِ نوح  
 تو ممکن کیا تو نے امرِ محال  
 وہ تطمیر گلی بھی مخصوص ہی  
 کہ ہر شے پہ قادر تو رہن ہی  
 حسین ہو کوئی لاکھ وہ شکرِ ان  
 کسی طرح وہ پاک دامن نہیں  
 جو تائب ہو ڈر کر تو کرے حبیب

اگر دے کسی کو تو حسن مآب  
منظر ہو جو اور قدسی خصال  
تو جس دل کو چاہے منور کرے  
جو سرتا قدم رجس و معصوم ہو  
تو ہر شے کا خالق حاکم علیہ  
جہان اپنا جلوہ نمایان کرے  
خذف تیرے پر تو سے الاس ہو  
یہ دنیا فتنہا سے ہمہ پر کھلا  
ہو پھر کون جز تیرے ایسا نگار  
ترا سب پہ دھوکا ہی دھوکا رہا  
تری ذات ہر شے میں تو جملہ نور  
ترے آگے کیا رتبہ اعجاز کا  
وہ ہو کون جو تیرا بندہ نہیں  
جو تو رو سیاہی کو کر دے جمال  
ولی و نبی جتنے مشہور ہیں

تو ہر داغ عصیان بنے آفتاب  
ترا نور پائے وہ امروذو الجلال  
گنگا رکو پاک و اطہر کرے  
تو معصوم کر دے تو معصوم ہو  
تو ہر شے پہ قادر علی عظیم  
سراپا گنہ کو سلیمان کرے  
جواہر ہو وہ جسکے تو پاس ہو  
نہیں کوئی قدوس تیرے سوا  
اٹھائے جو سچی محبت کا بار  
اسی دھن میں کیا کیا نہ صد سہا  
دکھا دے جواہر میں شانِ ظہور  
ترا در محل ہو بڑے ناز کا  
ترے سامنے سر فلندہ نہیں  
کے عیب اسکو کوئی کیا مجال  
ترے آگے سب محض مجبور ہیں

شیت کا تابع تو جسد م کے  
 جو اپنی طرف کرے منسوب تو  
 غرض کیا ہو تقوے پہ نازان کوئی  
 ہو منعم تو ہی حق تعالیٰ ہی تو  
 یہ تاثیر و ماہیت جملہ شی  
 تو چاہے تو قدرت سے ہو زیر شہد  
 کیا تو نے اَوْفُو اِیْمَدِی خطاب  
 ترا عہد ای فردو ٹوٹا نہیں  
 کہیں جلوہ ذاتِ مطلق ہو تو  
 کسی جا تو اپنا ہی مسجود ہو  
 کہیں منظرِ شانِ لولاک ہو  
 ہو پر منظرِ انس باقی ابھی  
 اگر تو سنبھالے نہ میرا مزاج  
 ہوا ہو مجھے تجربہ بار بار  
 جو میرا نہ وہ بین جس پر مرون

تو بندہ گنہگار کیونکر ہے  
 ہنر کر دے ہر فعل معیوب تو  
 جسے چاہیں پی ہو سہاگن وہی  
 الکی بڑا دینے والا ہر تو  
 بد و نیک سب تیرے قبضے میں ہی  
 تری شان سے دور ہو نقص عہد  
 ہو اَوْفِیْ اِیْمَدِی کو اس کا جواب  
 کہ تو اپنے وعدے میں جھوٹا نہیں  
 کہیں جامعِ باطل و حق ہو تو  
 کہیں خلق و عالم کا معبود ہو  
 کہیں جلوہ مرشد پاک ہو  
 مرا گھر ہو بے جام و ساقی ابھی  
 تنفر کا میرے نہیں کچھ علاج  
 و قادیار ہر گز نہیں اک نکار  
 تو خود کو اُسے کیوں حوالے کروں

ترے فیض سے جان تمسیر ہوں  
 یہ میخانہ و بریط و جسم مر  
 فضائل دیے تو نے جو اغنی  
 کسی کو مین بھید اپنا دیتا نہیں  
 تو اب تو ہی عارف ہو معروف ہو  
 تو ہی جملہ اعیان کا عین ہو  
 جو حفظ مراتب مظاہرین ہو  
 اسی انس کی تھی یہ جنت میں سیر  
 جو بچیں یوں قلبِ ناکام ہو  
 اسی کہاں تک مین تنہا رہوں  
 نہ جب تک ملائے تواریذ و الجلال  
 ابھی تک تو قائم ہوں مین عہد پر  
 یہ حسرت ہی مجھ کو بعیش تمام  
 ترا سوزِ غم میری آہوں مین ہو  
 نہ ہوا ستقامت جہان عہد مین

ترا شکر ہی مین بڑی چیز ہوں  
 مجھے کیا خبر کسکے حصے مین ہو  
 سوا تیرے کیا انکو جانے کوئی  
 دغا باز کا نام لیتا نہیں  
 تو ہی میرا و صفت ہو موصوف ہو  
 طبیعت مگر سخت بیچین ہو  
 مری شکل تسکین جو اہر مین ہو  
 کہ آدم تھے بیچین حوّا بغیر  
 نہ معلوم کیا اسکا انجام ہو  
 جو اہر کی خاطر ٹڑپتا رہوں  
 ملاقاتِ ظاہر ہی یکسر محال  
 نہیں غیب کی بعید اسکے خبر  
 رہوں تا ابد تجھ سے مین ہمکلام  
 نہ جز تیرے کوئی نگاہوں مین ہو  
 یقیناً و ایمان زہر ہی شہد مین

مجھے جس سے تمکینِ غلابہ نہیں  
 تو ہی جب نہ عاشق کا ہوا ننگار  
 میں پورے صفت چاہا تم میں ہوں  
 تجھے رفعِ کلفت جو منظور ہو  
 اٹھائے مرے دل سے غم کا حجاب  
 سوا تیرے عاشق کو چاہیگا کون  
 نبا ہے کوئی کیا مرے عہد کو  
 نہ جب تک بچائے تو ایذ و اجمال  
 گرے منہ کے بل سیکڑوں راہ میں  
 اگر حسن و عصمت ہیں کیجا کہیں  
 جہاں اُلفتِ غیر کا ہو اثر  
 یہاں شرک ہو غیر کی گفتگو  
 اگر روح روحِ محبت بنے  
 جو ہیں زندہ عشق مرتے نہیں  
 جہاں دو دلوں میں بہم راہ ہو

وہ زہرا رہی جو اہر نہیں  
 تو پھر کیا کسی کا نہ مجھے اعتبار  
 ہوں خورشید پر ظلمتِ غم میں ہوں  
 یہ ظلمت کدہ خانہ نور ہو  
 نکل آئے پردے سے تا آفتاب  
 عصمت یہ اُلفتِ نبا ہیگا کون  
 تصورِ جہاں غیر کا شرک ہو  
 ہر انسان سے حفظِ عصمت محال  
 بہت چاند ڈوبے اسی چاہ میں  
 کوئی اُس سے بڑھ کر جہاں میں نہیں  
 وہ جھوٹی محبت ہو ای داد گر  
 ہر اک دل کو بس ایک ہی آرزو  
 تو باہم نہ کیوں تا قیامت بنے  
 کبھی موت سے خوف کرتے نہیں  
 محبت نہیں ہو وہ اللہ ہی

ہو گو غرب میں ایک لک شرق میں  
 فناے بد و نیک ہو اس جگہ  
 تو ہی کھول دے جسکی چشم یقین  
 جد صرد دیکھتا ہوں اٹھا کر نظر  
 جسے چاہتا ہو تو دیتا ہی نور  
 توقف میں کرتا ہوں تا امتحان  
 نہ دیکھا زمانے میں ایسا کوئی  
 ذرا جسکی نیت میں فرق آگیا  
 جو ڈوبا ہو اس اور افکار میں  
 نہیں سیدھے رستے پہ چلتے ہیں یہ  
 کون کس سے پھر میں اسیر بلا  
 ہے جو اوامر سے مگار ہو  
 کرے جو ترے حکم کے کچھ خلاف  
 محبت کے سب مدعی تھے ضرور  
 مجھے اسنے الفت کا دعویٰ نہ تھا

مگر وصل کامل ہو اس فرق میں  
 قریب و بعید ایک ہو اس جگہ  
 وہ دیکھے کہ جز حق یہاں کچھ نہیں  
 تری ذات باقی ہو بس جلوہ گر  
 پھسلتے ہیں کم ظرف لیکن ضرور  
 نہ تا محنت عقد ہو رائگان  
 امانت میں جسے خیانت نہ کی  
 حقیقت میں خائن وہ لکھا گیا  
 نہ ٹھہرا محبت کے دربار میں  
 جو کچھ دیکھے تو اُبلتے ہیں یہ  
 محبت خدا ہو محبت خدا  
 شریعت امانت کی معیار ہو  
 وہ ناموس عصمت کا دشمن ہو  
 پر آخر کو نیت میں آیا فتور  
 یہ بہکے تو کچھ ہرج میرا نہ تھا



مہین کے رستے سے جو کچھ گئے  
 ارہ جو تہین جھنڈے گڑے مہین مرے  
 مگر اب ندامت سے ہوتا ہوا کیا  
 دیا تو نے یارب مجھے وہ مقام  
 ترے عشق نے دی ہو وہ دو تہین  
 نیا لات بدے کسی کے جہان  
 نہیں حکم پر کشف و اظہار کا  
 لگا ہوں میں سب کی حقیر و ذلیل  
 کسی پر ہو کیا انکا حال آشکار  
 مظاہر مہین لیکن تغیر پذیر  
 مطابق عمل کے ہر اک حال ہو  
 شریعت ترا حکم ہو ایسا کہ  
 جو چھوڑے اوامر کی پابندیاں  
 کبھی اسکی سچی محبت نہیں  
 جو توڑے ذرا دیر میں عذر بہ

یہ سب ہی زعمے میں بگڑ گئے  
 یہ سمجھے تو پیچھے پڑے مہین مرے  
 گئے وقت کو کوئی روتا ہوا کیا  
 کہ آئینہ ہو حال عالم تمام  
 کہ مہین سیکڑون کوں گویا مہین  
 وہ آئے ان آنکھوں کے آگے یہاں  
 دہن بند ہو اہل اسرار کا  
 مکرّم ترے سامنے ای جلیل  
 کہ دربار قدرت کے میں راز دار  
 تاج مہین ہر امر کے ناگزیر  
 یہ عالم نہیں دارِ اعمال ہو  
 مال بد و نیک کی ہر گواہ  
 ہو محبت سے اسکی مہ اسر زین  
 یہ رحمت ہو ای فرد رحمت نہیں  
 وہ بندوں کے وعدہ نہیں سچا ہو کب

اگر ہاں مشیت تری یار ہو  
محافظ ہو تو جسکا ایدوا لجلال  
جہاں اسقدر پاک و طاہر ہو تو  
نہیں جز ترے کوئی مقصود ہی  
یہ لپکا جو عشق چو اہر کا ہو  
شریعت تو ہر طرح ایمان ہو  
سمائے تو ہی تو مری جان میں  
ہر اک شے سے اک ربط و جب سہ  
سنبھالے ترا بار کیا مشیت خاک  
تجھی میں یہ قدرت ہوا یذوالجلال  
کہاں تک میں دریا میں پیاسا رہوں  
شب تار و طوفان و گرداب غم  
طہارت ہو محبوب یارب تجھے  
جو بھیگا کوئی تار دامن مرا  
حسینوں میں ہوا پنہ گل کی تلاش

تو باہم محبت سزاوار ہو  
نہ بدلے کسی طرح اسکا خیال  
یقیناً وہ میری جواہر ہو تو  
تری ذات ہر شے میں موجود ہی  
یہ حاصل وجود مظاہر کا ہو  
نرا ہو رہوں میں یہ احسان ہو  
ہو اذ ذلک بعدی ہر اک شان میں  
محبت میں حفظ مرا تب رہے  
ترے واسطے چاہیے طرف پاک  
کہ ممکن نظر آئے ہر اک محال  
حسینوں سے دامن بچاتا رہوں  
أَغْنِي أَعْنِي فَيَا ذَا الْكَرَمِ  
نہ عصمت سے کیوں عشق ہو پھر مجھے  
تجھی سے میں شکوہ کروں گا ترا  
جواہر کی خاطر ہو دل بایش پاش

کہان ہو کہ صرہی وہ تیرا طور  
 شب و روز ہی بقراری مجھے  
 بنے کیا کوئی پاک داسن و بان  
 شریعت میں ظاہر سے ہو گوہر  
 آگئی تو سبحان و قدوس ہی  
 تھکا یا مری جستجو نے مجھے  
 عطا کروہ جنت کا روشن چراغ  
 تری دید و نوں کو مرغوب ہو  
 ملیگا جو خود تو اٹھا کر حجاب  
 آگئی یہ ابر الہ دور ہو  
 تو ہی کر دے تسکین ظاہر مری  
 صد ہو تجھے کوئی پروا نہیں  
 آگئی معاون ہو تیرا کرم  
 ترا فیض ہر وقت نامر ہے  
 دنا کو غم نا رسائی نہ ہو

وہ جلوہ دکھا دے مجھے یا غفور  
 ستاتی ہو امید واری مجھے  
 خیالات ہوں غاسل فلن جہان  
 حقیقت میں ہر جرم ہر خیال  
 ہماری طہارت سے مانوس ہو  
 تجھی سے میں اب دانگتا ہوں تجھے  
 شہو جسکے دامان عصمت پر داغ  
 ہو عاشق کوئی کوئی محبوب ہو  
 نہ ٹھہریگا خورشید زیر لقاب  
 تو رانخی ہو یہ قلب سرور ہو  
 تجھے غیب سے دے جو اہر مری  
 خزاں میں تیرے لکر کیا نہیں  
 رہیں حسن و عصمت کسی جاہم  
 جو اہر مری پاک و طاہر ہے  
 ابھی اسکی میری جدائی نہ ہو

بہارک ہو ہم کو یہ راز و نیاز جو اہر کا ہوں میں وہ میری شہ بحق کمال محمد مدام اسی دھن میں بننے لگا جو گجر	ترا فضل دونوں کا ہو کار ساز مری نسل مقبول تیری رہے رہیں وصل باہم سے ہم شاد کام پڑھی اُسے اُٹھ کر نماز سحر
---	--

## القا

کہاں ہو تو ای ساقی نوجوان نہ فکرِ حرم نے غم دیر کر نہ ہو جس گھڑی دستِ قدرت تجھے مجھے ورطہ غم سے اسدم نکال کتابِ اجل گرچہ پڑھتی ہو عمر پلا راح اُلفت مٹا اضطراب مشیت کا رکنا بھی آسان ہو اٹھا جامِ مولا مجھے ہوش میں تموج کا عالم جو پیدا ہوا بفرمانِ قہار صاحبِ جلال	کہ آیا ہو پھر دورِ پیرِ مغان جو اس وقت کرنا ہو کچھ خیر کر کوئی جام بھر دیگا تو کیا مجھے یہ نیکی تو کر اور دریا میں ڈال سنا ہو کہ نیکی سے بڑھتی ہو عمر نہ معلوم ہوتا ہو کیا انقلاب خداوند غالب ہو رحمن ہو کہ آیا سمندر بڑے جوش میں وہ شفات پانی بھی گندلا ہوا ہوے غرق پانی میں طیر و جبال
---	---

مجھے تیرے مین تامل نہ تھا  
 بحکم خدا جو اٹھائے تھی روح  
 بہت صاف و مضبوط تھے دستِ پیا  
 ہوئے حکمِ حق سے جو غرقِ جلال  
 جو نکلی زمین پھر بحکمِ خدا  
 جو غارت ہوئے یوں بفرمانِ رب  
 کسی قوم سے جو کرے اک خطا  
 کہ وہ کس لیے اُسکے مانع نہ تھے  
 جسے ہو غمِ بندگانِ اکہ  
 مرے پائون ٹھہرے تھے لیکن جہاں  
 وہ بھیکے ہوئے محض بیکار تھے  
 غرض یہ فرمانِ ربِ انام  
 پلا بادہِ حُسن بھر دے مجھے  
 محمدؐ کو جو دل سے مرغوب ہی  
 وہ بھیگی ہوئی رات بچھلا بہر

کہ جزیں کسی پر توفیق نہ تھا  
 اکیلا مین سام رہا مثلِ نوح  
 کوئی تارِ دامن مرا تر نہ تھا  
 تھے ابدال و او تاد طیر و جبال  
 مکان و شجر کا نشان کچھ نہ تھا  
 یہ اقطاب و اختیار عالم تھے سب  
 بھڑکتا ہی اُن سب پہ قہرِ خدا  
 او امر تو اہی کے سامع نہ تھے  
 حیمت کے باعث وہ ہوتا ہی شاہ  
 شکستہ تھے دیوار و در کچھ وہاں  
 کوئی دم مین گرنے کو طیار تھے  
 مراد و رہی یہ مرا انتظام  
 محمدؐ کا محبوب کر دے مجھے تین  
 یقیناً خدا کا وہ محبوب ہی  
 سیاہی کے پردے مین نورِ سحر

شفق کا ابھی گونہیں کچھ نشان  
پس پردہ جو کچھ ہی باز گیری  
کوئی دم میں باز گیر آسمان  
خبر دے رہا ہے یہ رنگِ فلک  
سمجھتے ہیں یہ سب جو حیران ہیں  
نکلنے پر آئیں گاجب آفتاب  
ابھی گویا دو گھڑی رات ہے  
نمایان ہے لطفِ خداے قدیر  
وہاں دیکھتا کیا ہے وہ ستم  
وہاں ایک کمرے میں ہیں پرچی  
بناوٹ سے کتنا ہی یوں وہ شریر  
بستر ہو جس کو عروجِ کمال  
ملا دون محمد سے تجھ کو اگر  
کہا اُسے بیشک تو شیطان ہے  
یہ طاقت یہ قدرت نہیں نہ ہمار

سہانا مگر ہو چلا آسمان  
ہر ایک نظر بند یوں سے بھری  
چھپا دیگا یہ مہر ہائے عیان  
کہ تاروں نے دیکھی کسی کی جھلک  
فلک پر کوئی دم کے مہمان ہیں  
خود اسکی تجلی بنے گی حجاب  
مگر عین انوارِ خطبات ہے  
مگر خوابِ غفلت میں ہے بنیظیر  
لب لنگ ہے اک مکانِ بلند  
پس وہیش اُنکے شیطاں ہیں وہی  
تو کیوں مجھ سے ناخوش ہے ای بنیظیر  
برابر ہے اُسکو حرام و حلال  
شہادت ہو کا فی مری بات پر  
رسولِ خدا پر یہ بہتان ہے  
وہ صورتِ شیطاں کریں اختیار

بنین فاسقین کیسے شکل بنی  
 یہ سن کر اڑا اُسکے چہر گیا رنگ  
 جو لاجول پڑھ کر چلا بے نظیر  
 نہ ٹھہرا جو دالان میں اک شقی  
 پریشان و خستہ جگر بد جو اس  
 ادھر تو نگو سار ہو وہ شریر  
 یکایک ہوا فضل رب عظیم  
 جو کی داہنی سمت پھر کر نگاہ  
 یہ فرمایا حضرت نے ای بنیظیر  
 دکھائی پھر اک دختر نازنین  
 دکھا کر کیا اُسکو ارشاد یہ  
 جو محرم ہو اس گل کا اک بخصال  
 مگر ہو یہ شیطان جو سامنے  
 سکھاتا ہو اوچھون کو یہ بد مال  
 ضعیفہ جو آئی تھی کل تیرے پاس

کہ ناپاک ظاہر نہ ہو گا کبھی  
 ہو سخت نادم وہ بے نام و رنگ  
 تو کمرون میں چھپنے لگے وہ شریر  
 اکیلے وہاں رہ گئے پیر جی  
 نگاہوں میں ہر سمت شکل ہم اس  
 کھڑا ہی اُدھر صحن میں بنیظیر  
 کہ پہونچے اسی جا رسول کریم  
 تو دیکھا جمال حبیب اک  
 ہو دقبال و ساحر یہ جو لی شریر  
 کہ بٹھی ہو اک سمت کو و حزن  
 کہ ہو مور و ظلم و بیداد یہ  
 کسی طرح اُسپر نہیں یہ حلال  
 ابھارا ہو اُسکو اسی زشت نے  
 حقیقت میں ہیں ماں بہن سب حلال  
 وہ ماں اسکی ہو امی محبت اسیں

بچائی ہو عصمت کو گو حسین  
 سمجھتی ہو سب جھوٹ کستی ہو یہ  
 پدر اسکا تھا مرد صاحب خلوص  
 بڑا متقی تھا ہمارا تھا وہ  
 نہ بھولا ہمیں جب وہ آفات میں  
 تجھے حکم دیتا ہو رب انام  
 مگر کرے تو اس حسین سے نکاح  
 ضعیفہ کا ہو اس میں پہلا قصور  
 نہیں اسکی سنتی جو وہ بد صفات  
 کسی کو نہیں دل میں لاتی ہو یہ  
 جو اس طرح تو خوش کریگا مجھے  
 پیرے گو نہ عصمت میں اسکی غور  
 محافظ ہو تو اسکے ایمان کا  
 جو امیر کا طالب ہو تو ای لگار  
 صلہ اسکا دیگا خداے جہان

مگر اسکی مان اسکی سنتی نہیں  
 ہمیشہ اسی غم میں رہتی ہو یہ  
 او امر کا عاشق تھا وہ بالخصوص  
 خداوند کا اپنے پیارا تھا وہ  
 کمی کیوں کریں ہم کسی بات میں  
 کسی طرح سے ہو یہ قصہ تمام  
 کہ اسکی حفاظت ہو تو جھک مباح  
 ہوئی واجب القتل وہ بھی ضرور  
 پھنسی ہو ترہ دین یہ نیکی ذات  
 دلیرانہ عصمت بچاتی ہو یہ  
 بلیگی صلے میں جو اہر تجھے  
 وہ مردود رسوا کریگا ضرور  
 کہ احسان بدلا ہو احسان کا  
 اسے میری خاطر سے کرا اختیار  
 نہ ہو گا یہ اجر عمل رائگان



ہماری ہی یہ اور ہمارا ہی تو  
جو اہر ہی تیری طلب کا اصلا  
پڑے خاک تا چشم نماز میں  
یہ بلقیس ہو تو سلیمان ہو  
یہ شیطان بنتا ہی جو سب کا پیر  
نہ ہو جو مری شرع پر مستقیم  
سنا یہ تو بھاگا وہ خانہ خراب  
وہین جلوہ فرماہین خیر البشر  
اٹھا خواب راحت سے جو بنیظیر  
نماز و دعا سے جو فرصت ہوئی  
بلایا وہین ایک سہرا کو  
چھٹے طیبہ قید بیداد سے  
غرض اُسے سامان مہیا کیا  
جو راضی ہوئی عقد پر پیرزن  
بلایا جمیلہ کو بھی زود تر

محبت کی آنکھوں کا تارا ہی تو  
جمیلہ کا تجھ کو غوص یہ ملا  
نہ کرنا کمی اس کے اعزاز میں  
وہ کرنا کہ خوش حس میں رحمان ہو  
یہ حاسد ہی میرا شقی و شریر  
سمجھنا اُسے تو سراسر لئیم  
چھپا کو ٹھہری میں اُسی جاشتاب  
ٹھلی آنکھ اُسکی قریب سحر  
کیا شکر بردردگارِ قدیر  
اُسی سمت مصروفِ محبت ہوئی  
کہا اُس سے کچھ جلد سامان ہو  
تو فرصت ہو تعمیل ارشاد سے  
جو کرنا تھا وہ کام پورا کیا  
اُسی دن مرتب ہوئی انجمن  
ہوے مل کے سرور یادگر

مشرع المصنوعین جو یہ داستان تو آگے نہ بڑھنے دے طول بیان

اے

یہ ساقیا راج کو ترسناج وہ خودے جو نصرت میں اللہ کا  
یہاں تک پلا راج اظہر کے جام مسطر دے وہ ساغر و خم مجھے  
جو سالک ہیں؟ نکو پر کھتا ہی وہ نہ بھولے اُسے جو کسی حال میں  
ڈرتے ہر گھڑی جو خداوند سے معاون ہمارا بابِ عفت کا وہ  
فَعِمَ لَالَةً وَ لَعَمَ الذَّصِيرَ نہ ہوا استطاعت کسی کو اگر  
نہ آئے مگر انکے وہ دام میں سمجھتا ہی جو حق کو موجود ہی  
تسین جسکو عالم میں خوفِ خدا

سیلان سے بقیں ملتی ہی آج دعا بھی مری خوش کے ہمراہ دے  
جہنم بھی ہو جائے برد و سلام کہ ہر قطرہ ہو رشکِ انجم مجھے  
مطر کو خود دوست رکھتا ہی وہ تو چھوڑے اُسے کب وہ جنجال میں  
چھڑاتا ہی اُسکو وہ ہر بند سے محافظ ہی خود اہل عصمت کا وہ  
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ فَدَاوِدَ کہ پائے شیاطین پر فتح و ظفر  
مرد و یگانا حق اُسکو ہر کام میں مؤید مظفر وہ مسعود ہی  
ہی مرد و داورین وہ بے حیا

ہوا پہنچ جو سوئے شہین یہ  
 جو نیت کا سچا ہوا دستِ نقل  
 جو مضبوط ہو کر بچے عیب سے  
 شبِ ماہ ہر بام پر ہر ہزار  
 بسا خطرین طیبہ کا لباس  
 وہ زیور جزاؤں نزاکتِ فریب  
 لباسِ عروسی عجب تابدار  
 یہ سامانِ حُسن یہ کم سنی  
 وہ نوحاستہ نوحوسِ حسین  
 جمیل بہت کچھ حسین تھی ضرور  
 یہ انوارِ اُس میں یہ جلوہ کمان  
 مقابل میں جو وقت ۲۶ ہر ماہ  
 عجب انجمن ہر عجب نور ہر  
 نظر بھر کے کب دیکھ سکتا ہو چاند  
 مجسمِ محبت ہر جو بنیظیر

حیا اٹھ لئی نورِ ایمان لب  
 نہ ہو کا کبھی پیشِ یزدانِ نخل  
 اسی کو مدد ملتی ہو غیب سے  
 ہوا میں ہر خوشبوئے گیسو سہارا  
 بہت دھیر بچو لوئے بچی اس پیر  
 جو دونا کرے عنایتِ کاشنِ فریب  
 کہ حبسِ محبت کے نقش و نگار  
 یہ خلوتِ یہ چوہِ اور یہ چاندنی  
 دیارِ محبت کی مسند نشین  
 کہانے وہ لاتی یہ عصمت کا نور  
 مہ و مہر کا فرق ہو درمیان  
 ٹھہرتی نہیں اُس کے رخ پر نگاہ  
 شبِ ماہ حیرت سے معمور ہر  
 کھڑا دور حیرت سے تکتا ہو چاند  
 سراپا وفا ہو وہ بدرِ سریر

درجہ اعلا کا دور تاکرین و زین

خوشی سے وہ کرتے ہیں جب گفتگو  
 جسے دے وہ قادر یہ عیش رغید  
 تہشمین دونوں کے جو نور ہی  
 وہ ہربات وحدت میں ڈوبی ہوئی  
 سرورِ جوانی بہارِ شباب  
 جو بایکدگر ہو گئے راز دان  
 کہا طیبہ نے کہ اذی وقار  
 پریشان تھے پردیس میں اسطرح  
 کہا اُس نے رویا کا وہ حال سب  
 تری مہر اب تک جو ثابت رہی  
 مگر ہونہ اس غم سے تو نا صبور  
 پس مرگ کیا اُسپہ احسان ہوا  
 بہت کم ہیں ایسے خداوندِ راز  
 کہا اُس نے بیشک وہ خلاق ہی  
 مرا باپ سرگرم طاعت رہا

تو شیطان بھی کہتا ہے کہ تَقَطُّعُ  
 تو کیا کر سکے اُسکا دیو پلید  
 حلاوت سے اُلفت کی معور ہی  
 طبیعت سے گم اُنکی رنگ روئی  
 عنایاتِ حق سے بہم کامیاب  
 تکلف کا پردہ انہیں درمیان  
 ہوا عقد کا کیا سبب آشکار  
 بہم دو مسافر ملے کس طرح  
 کہ یہ عقد ہو حسبِ فرمانِ رب  
 مدد تھی اُسی داویرِ پاک کی  
 کسوٹی پہ کتے ہیں زر کو ضرور  
 ترا باپ مقبول یزدان ہوا  
 جنھیں چاہے اسطرح وہ بنیاد  
 عزیز و خداوندِ آفاق ہی  
 شب و روز پابندِ سنت رہا

عبدت جو کی تھی خداوند کی	نہ بھولا اُسے وہ پس مرگ بھی
نہ باقی رہی تھی یہاں کوئی بات	تھیں تن نے بھیجا بارگے نجات
بہت مجھ سے جلتا ہو وہ بھیجا	مری مان ہو لیکن اُسی پر خدا
ہو جب تک یہاں اُس لعین کا قیام	تردّد کی جا ہو مجھے لا کلام
کہا اُسے امی دلبرِ دلستان	تردّد کا موقع نہیں اب یہاں
اُسی فرد کا یہ بھی احسان ہو	کہ حاکم یہاں کا مسلمان ہو
بحکم رسول و بحکم تدبیر	وہ ہر طرح میرا ہو فرمان پذیر
خدا اچاہتا ہو اگر اے حسین	بلا تا ہوں مین کل اُسی کو یسین
سناتا ہوں حکم رسالت مآب	کر لگا وہ تعمیل اُسکی شتاب
یہ حسن عقیدت ہو مجھ سے کسے	نہ پھیر لگا منہ وہ کسی بات سے
یہ کہ کر اٹھا یادوات و قلم	اُسی چاندنی مین کیا یہ رقم

## فرمان

بِاسْمِ الْعَزِيزِ الَّذِي لَا يَزَالُ	هُوَ اللَّهُ مُتَكَبِّرٌ ذُو جَلَالٍ
روانہ کیا جس نے محبوب کو	جدا کر دے تا ہر بد و خوب کو
تھا محمود گو مسلکِ نبیؐ	ابھی تک مگر دینِ کامل نہ تھا

نہ ناقص رہے تاکمال بشر  
وہ محبوب محبوب رب جہان  
وہ محبوب کو نین تاج رشل  
وہ محبوب اعظم رسالت پناہ  
وہ محبوب آئینہ ذات حق  
وہ محبوب جو مرگزر ہر اسیر  
وہ محبوب جو راحت ہر حزن  
وہ محبوب سلطان طبل و علم  
علم میں جو نصرت کا انداز تھا  
قلم نے کیا دین کا بند و بست  
قصاحت سخاوت شجاعت جلال  
وہ محبوب یکتا بشیر و نذیر  
فَیَا سَيِّدِی السَّلَامُ عَلَیْکَ  
خداوند و تاج و رب کریم  
تو ممتاز شاہان عالم سے ہو

ہوئی ختم یہ شان محبوب پر  
وہ محبوب مطلوب کون و مکان  
وہ محبوب عالم سراج الشبل  
وہ محبوب جلوہ نماے آلہ  
وہ محبوب عین الکرامات حق  
وہ محبوب دید خدا جس کی دید  
وہ محبوب جو رحمت عالمین  
وہ محبوب مختار سیف و قلم  
قلم میں فصاحت کا اعجاز تھا  
کیا تیغ نے سر بلندوں کو پست  
ہوئے جمع یکجا یہ سارے کمال  
خدا بے مثال اور وہ بے نظیر  
سَلَامٌ عَلَیْکَ وَقَلْبِیْ لَدَیْکَ  
ہدایت پر رکھے تجھے مستقیم  
فروع شریعت ترے دم سے ہو

ہر چیز کے لئے فیضِ محبوب  
 یہ لازم ہے تجھ کو بھی ای شہریار  
 نہ چھوڑے طریقِ عدالت کبھی  
 کہوں کیا ہو درپردہ کیسا خلل  
 بہت کام ایسے ہیں ای شہریار  
 اگر ہو تجھے دعویٰ حُسنِ ظن  
 جو خفیہ سیاست کرے تو شہا  
 جو اس وقت تو خوش کریگا تجھے  
 بنادونگا تجھ کو وہ گنجِ نہان  
 صلہ بے عوض تجھ کو دیتا نہیں  
 علاوہ برینِ ای عدالتِ مآب  
 خداوند ہی خود غیور و حمید  
 مگر حکمِ ظاہر ملا ہی تجھے  
 کئی سال سے میں بہ حکمِ خدا  
 اگر دردِ غم سے پریشان نہیں

جسے دین و دنیا ہوں دونوں نصیب  
 کہ خلقِ خدا کا رہے پاسدار  
 نہ طرہ سے رسدِ مال کی کبھی  
 ہر تیری ضرورت مجھے آجکل  
 وہاں سب ہیں بیکار جز پردہ دار  
 تو سن آ کے پوشیدہ میرے سخن  
 تو پردہ نہ وفاش اُس بات کا  
 عوض لگا دوں گا بہت کچھ تجھے  
 کہ حیرت میں ہو جس سے چشمِ جہان  
 مگر سر پہ احسان لیتا نہیں  
 لیگا تجھے بھی بہت کچھ تو اب  
 ضرورت نہ تھی جو کرے تو مدد  
 خبر دون تجھے ہی یہ لازم تجھے  
 تری وجہ سے ہوں وطن سے جدا  
 خدا ساتھ ہی کچھ ہر اسان نہیں

کہوں کیا میں جانا ہو مجھ کو کہاں  
 اگر جلد طی ہو یہ منزل مری  
 بلاتا ہوں میں جو راہِ خلوص  
 اگر میری خاطر ہو اللہ کو  
 انھیں کافروں سے جناب رسول  
 جو اصحابِ بیعت میں داخل ہو  
 مگر وحی سے وہ بتاتا رہا  
 ضعیفوں کو اُس نے کیا یوں قوی  
 وہی چند بیکس بجلم حرا  
 مستبب ہو قادر ہو وہ بے مثال  
 خدا ہی سے امید رکھے بشر  
 کوئی شر نہیں اُس کے آگے محال  
 خدا ان شریروں کو غارت کرے  
 مری بد دعا اب بدلتی نہیں  
 بہر حال ای شاہِ گردنِ فرار

ہی پر اک سبب سے تو ٹٹ پیمان  
 خدا کر دے آسان مشکل مری  
 سمجھتا ہوں محرم تھے بالخصوص  
 وہ خود آنکھ دیکھا مرے شاہ کو  
 شبِ درو در رہتے تھے کیا کیا طول  
 انھیں میں منافق بھی شامل ہو  
 خدا ہر بلا سے بچاتا رہا  
 اولوا العزم ایسا نہ تھا اک نبی  
 ہوئے سارے عالم کے فرمانروا  
 دلون کا بھی حاکم ہو وہ ذوالجلال  
 اسی کے ہو قبضہ میں فتح و ظفر  
 کمالِ یقین دے مگر ذوالجلال  
 تعجب ہو یہ کیوں نہ اب تک مرے  
 جو دل سے نکلتی ہو ظلمتیں نہیں  
 ہمارا خداوند ہو کارساز



گراسین کچھ بھی تامل ہوا  
 دعا ہر مری امر عدالت گزین  
 ترے ہاتھ سے بن پیرن ایسے کام  
 تو مردانِ عالم میں مشہور ہو  
 وہ خط طیبہ نے بھی لیکر پڑھا  
 کہنا وہ ہر اس ایک کا بادشاہ  
 یہ سن کر یہ بولا شہرِ بینظیر  
 کئی بار دیکھا تھا اسنے یہ خواب  
 بچاتا ہوا سکو وہ آفات سے  
 ملا اسکو صحرا میں اک اہرن  
 جو چاہا کہ تن سے کرے سر جدا  
 جو پھینکا اُسے برسرِ کوہسار  
 ملی اُس بلا سے جو اسکو نجات  
 گیا پار یونین بحکمِ خدا  
 تو اترنے اُسکو دلا یا مہتین

سمجھے کہ قادر ہو گل پر خدا  
 رہے تجھ پہ نفلِ خدا کے مسبین  
 کہ راعی ہوں میں اور خائے انا  
 محمد کا محبوب و منظور ہو  
 نہ تسکین ہوئی تو مکرر پڑھا  
 بظاہر نہیں آپ سے یہ وراہ  
 کہ اوشمعو رشکِ ماہِ منیر  
 کہ ہر کوئی مردِ جلالِ مآب  
 نہیں خوف کرتا کسی بات سے  
 چڑھا اسکے سینے پہ وہ تیغزن  
 تو پہونچا وہی پھر بحکمِ خدا  
 ہوا ریزہ ریزہ وہ شکلِ غبار  
 گھسا قعرِ دریا میں وہ خوشِ صفا  
 مگر تارِ مو بھی کوئی تر نہ تھا  
 کوئی مردِ حق ہی یہ رحمت گزین

گیا وہ ہر اک مردِ کامل کے پاس  
 ملا ہر بد و نہک سے بار بار  
 میں اُس وقت اس درجہ بیمار تھا  
 نہ آیا جو وہ گلِ نظرِ بزمِ میں  
 میں سنتا تھا ہر وقت یہ ماجرا  
 فنا ہیں جو اللہ کی ذات میں  
 جو پوچھے انھیں حکمِ نشانے ذات  
 غرض ایک شب کو میں بیرونِ شہر  
 ہوا سرد تھی چاندنی رات تھی  
 قریب ایک بجنے کے تھا ناگمان  
 اُنخون نے کیا جھک کے مجھ کو سلام  
 مگر غور سے میں نے دیکھا جو نہیں  
 کہا میں نے ہنس کر کہ اے کامران  
 اٹھاتا ہی اس بھیس میں تو مال  
 تو سلطان ہی پہچانتا ہوں تجھے

ہر آزاد درویش و جاہل کے پاس  
 نشان کچھ نہ اُس کا ملا زینہار  
 کہ باہر نکلنے میں بھی عار تھا  
 بدل کر گیا بھیس ہر بزمِ میں  
 مخاطب نہ ہوتا تھا مسکرا ذرا  
 نہیں دخل دیتے کسی بات میں  
 تو ہوتے ہیں پابندِ امر و صفا  
 ٹہلنے کی خاطر گیا سوے نہر  
 وہ بھیگی ہوئی شب میں اک بات تھی  
 کہ پیشِ نظر آئے دو جوان  
 لگے پوچھنے پھر نشان و مقام  
 تو دیکھا کہ ہر شاہِ تاج و تکیں  
 سزاوارِ تحسین ہی تو بے گمان  
 کہ معلوم ہوتا رعایا کا حال  
 کئی سال سے جانتا ہوں تجھے

کہا اُس نے حضرت ہی کی بہت  
 کھلے جو ہم غنچہ پائے غنچہ  
 سنا کر پھر اُس نے وہ احوال خواب  
 مگر میں نے انکار کیا ہر کیا  
 ہم عہد و پیمان ہوئے استوار  
 کہا میں نے اسی خسرو ذی شعور  
 جو آئے گا ظاہر ہونا ہتمام  
 اسی جاشب و روز ساکن ہوں  
 ضرورت پڑے جو کوئی ناگمان  
 جو آنا ہو تو مطلع کیجیے  
 کہ ہو جائے غیروں سے خالی مکان  
 نہ جز شب کبھی خود ادھر آئے  
 میں شہرت کا غالب نہیں زمیندار  
 مجھے بھی رہیگا خیال حضور  
 اسی طرح اسی شاد عالی مقام

بہ رانی تھی اب تک مجھے کو بگو  
 بے دل سے وہ صورت شہد و شہر  
 کہا چلیے میرے محل کو شتاب  
 منسلح سے بھی اسکے ماہر کیا  
 کسی پر نہ یہ راز ہو آ شکار  
 بہجوم خلائی سے ہوں میں نفور  
 چلا جاؤں گا شہر سے لاکھام  
 دعا سے ہمیشہ معاون ہوں میں  
 یہی شخص ہو واسطہ درمیان  
 مجھے پہلے ہی سے خبر دیجیے  
 اسی وضع سے آئیے پھر وہاں  
 نخل پیش یزدان نہ فرمائیے  
 نہ جب تک مجھے حکم دے کر دیگاں  
 بلاؤں گا عند الضرورت ضرور  
 اوقات ہوتی نہ سب کی مراد

غرض یہ کہ خفیہ حکم اَلہ نہ ٹالے گا ہر گز مری بات کو یہ افسائے جسوقت طر ہو گئے	کئی بار مجھ سے ملا ہے وہ شاہ خدا چاہے تو آئے کل رات کو مسہری پہ دونوں وہیں سو گئے
---	---

## انتظام

پلاسا قیامِ حُسنِ نظام نہ جز حق کسی سمت رخت ہو جب زن و مال و فرزند ہوں بیشمار کسی سمت انسان مائل نہ ہو وہ مردے کہ جو عینِ تقدیر ہو مظاہر نہوتے جو محبوبِ ذات وہ مردے کہ اسبابِ کوجانِ لون یہ مانا نہ ہو کچھ ضرورت مجھے ہیں دنیا میں ایسے بہت اہلِ ناز وہ محتاجِ اغیار و طامع نہیں نہ دولت نہ جبر کا مذاکھر بھرے	کہ دنیا ہو خود عالمِ انتظام دلالتی ہیں یہ نعمتیں یادِ رب تو گل کسی پر نہ ہو نہ نیسار خداوند سے اپنے غافل نہو عیانِ صورتِ حُسنِ تدبیر ہو پکڑتے نہ رنگِ تعددِ صفات علاجِ حوائج کو پہچانِ لون ہو نفعِ خلائق پہ قدرت مجھے جو اپنی ضرورت سے ہیں بے نیاز مگر دوسرے کو وہ نافع نہیں وہ کیا دعویٰ ترکِ دنیا کرے
---	---

خدا سے جسے حمد سامان ناز  
پھر اس پر خلاق کا ہمدرد ہو  
جو صحرا و کسار میں کا ملین  
وہ جو کچھ ہیں اپنے لیے ہیں فقط  
جو ہو باہم بے ہم دہر میں  
حضور می سے فائز ہوا جو حبیب  
جو خلوت میں بھی ہو پریشان خیال  
جسے مطمئن قلب حاصل ہوا  
بجا ایک سوتا ہو سارا جہان  
بنی رات چادر بد و نیک کی  
دھوان اوں کا خوب چھایا ہوا  
سر بام بیٹھا ہو پر تہ نظیر  
طبیعت نہیں ٹھنڈے کو نفور  
کہا طیبہ نے کہ امدادی نشان  
کہا خط ملا ہوا سے شام کو

نہ ہو پھر کسی شر سے اُسکو نیاز  
وہ بیشک جہان میں جو ائمہ دہو  
ہوے جا کے تنہا عبادت گزین  
نہیں خلق کا اُن سے کچھ غم غلط  
رہے جا کے چاہے وہ حس شہر میں  
اُسے انجمن میں ہو خلوت نصیب  
وہ روح مجرب نہ کیا مجال  
وہ اصحاب خلوت میں داخل ہوا  
مہ و نجم ہیں دیدہ پاسبان  
نہیں کچھ خبر ایک کو ایک کی  
دماغ ہوا میں سما یا ہوا  
بغل میں وہی رشک ماہ و نسیم  
ہوا سرد ہونے لگی ہو ضرور  
نہ آیا ابھی تک وہ شاہ جہان  
مگر چھوڑ دیگا وہ ہر کام کو

ٹھنی ہو یہی خاطر شاہ مین  
 بڑا حافظ احمد ہو وہ سخی  
 اسی گفتگو میں مین دونوں قمر  
 اتر کر گیا جلد جو بے نظیر  
 گلیم سیہ مین ہفتہ وہ شاہ  
 اسی دم اُسے لے گیا بام پر  
 فواکہ مین موجود جو کچھ وہاں  
 ہوا مطمئن جو شہ نیکدل  
 کہا شاہ نے پھر کہ اسی حق نشان  
 جو خادم کو اپنے کیا یاد آج  
 کہا اُسے اسی خسرو سلیم  
 تو گور شک جمشید و کاؤس ہی  
 غریبوں کو خاطر مین لاتا ہو کون  
 خدا گنج و حکمت تجھے اور دے  
 مرا خواب یہ ہو مرا حال یہ

مین ہوں وقت اللہ کی راہ مین  
 نہ بھولے گا وعدے کو اپنے کبھی  
 کسی نے وہ کھڑ کا ئی زنجیر در  
 تو دیکھا کہ ہو خسرو شیر گیر  
 کہ ابر سیہ مین فرو زندہ ماہ  
 چھبی ایک حجرے مین وہ سیہر  
 وہ دونوں نے باہم کیے نوش جان  
 چراغ تکلم ہوا مشتعل  
 پڑی آپ یر کیا مصیبت یہاں  
 بجا لاؤں جو کچھ ہو ارشاد آج  
 ترا پاس بان ہو خدائے امین  
 فقیر دن سے اس درجہ مانوس ہی  
 امارت مین یہ درد اٹھاتا ہو کون  
 جو مانگے وہ تجھ کو بہر طور دے  
 ان اہل ولایت کے اعمال یہ

نہ معلوم نکلا ہوں کیوں گھر سے  
 نشان پھر دیا اک بڑے گنج کا  
 اگر مان لیگا تو بے سر آسخن  
 نہان دل میں رکھنا یہ راز نہان  
 کہا طیبہ سے بیان کر تو حال  
 یہ افسانے جہدم سنے شاہ نے  
 کہا رو کے اے مرشد عالمین  
 مرا واقعہ ہے یہ کل رات کا  
 مناسب سمجھے جو کچھ انتظام  
 جو کچھ اس میں امداد درکار ہے  
 مری جان بھی جائے امین مگر  
 نہانی جو کچھ مشورہ ہو گیا  
 سو خانہ راہی ہوا بادشاہ  
 نہ ہو راز کی تا کسی کو خیر  
 عرض حسب دلخواہ کل انتظام

یہاں پھر کیا حکم داور سے  
 کہا جسے یہ حکم خدا  
 محافظ ترا ہوگا وہ ذوالکین  
 کہ عبرت کے قابل ہوئے استان  
 مگر دور ہو تیسرا رنج و مال  
 کیا اسکو آمادہ اللہ نے  
 یہاں تک ہوئے بدعتی یہ لعین  
 سر موہنیں فرق اک بات کا  
 ہو درپردہ اس امر کا اہتمام  
 یہ خادم رفاقت کو تیار ہے  
 ہو تعمیل ارشاد خیر البشر  
 نہ جانا کسی نے اُسے جز خدا  
 طلبگار تا کید و فضل الہ  
 سب اُسے پیدا کیے ڈھونڈ کر  
 کئی ماہ میں ہو گیا لا کلام

ہوے حکم رب سے جو غم سے رہا ہوے سب وہ صرف شکر خدا

### جذب

<p>پلا سا قیاسِ ارح فوز حسین          ترے حکم سے جو گرون چاہ میں          ترا جذبِ روحی پیامی رہے          اگر کھوٹے درمون کو نیچے مجھے          غلامی میں یوسف کو پالے اگر          اشر دے اگر قلبِ بنیاب میں          نہ ہو آتشِ شوقِ جوشِ متعل          مشیت سے تیری جو ہو ممتحن          کرے خیر کو شر تو شر کو صلاح          کرے حسنِ دم کو تو کیا ریب ہو          سمائے نہ جب کچھ بھی اوہام میں          خداوند غالب ہو ناصر ہو تو          تو پھر کس لیے رنجِ ماضی ہے</p>	<p>رَأَيْتُ النُّجُومَ وَلِي سَاحِدِينَ          ہوں محبوبِ تر تیری درگاہ میں          کنوئین میں بھی یوسف گرامی ہے          تو کیا غم کہ ہو کل یہ قدرت تجھے          کرے کشورِ مصر کا تاجور          زلیخا کو تر پاپے تو خواب میں          تو کھینچے تجھے کس طرح جذبِ دل          ہو رشکِ مہ چارہ پیرزن          تو عالم ہو سب کچھ ہی تجھ کو مباح          جسے تو کہے عیب وہ عیب ہو          کوئی دخل دے کیا ترے کام میں          غرض یہ کہ ہر شے یہ قادر ہو تو          بشر تیری مرضی پہ راضی ہے</p>
--	--



دستگیر نری کوئی را ندیدے جو سے  
 پنجے تین شب کو سر پر کر چوب  
 پہ رات سے کہ ہر باقی ابھی  
 افکاسہ پر ہو بدوہ رخ ہار کا  
 نہ سوں مٹا اس وقت کو بنظیر  
 تو رکھا انجور و نہ آفتاب  
 شعلی آگرا سکی جو یہ دھیسکر  
 تو دیکھا فلک پر چمکتا ہر ماہ  
 دتیر اور فلک مشکتری  
 یہ تینوں تھلتے ہیں پیشِ قمر  
 کوئی کہ رہا ہر جو آہر ہو ماہ  
 یہ تینوں شارے ہیں فرزند نیک  
 نہ معلوم غافل ہر کیوں بنظیر  
 جو چونکا وہ دلدادہ وقت سحر  
 سحابِ الم قلب پر چھا گیا

تو رکھتا ہر تو اس پر دم نہ  
 ہر فانی تجھ سے سرخوش نہ ہو  
 نہ دھوم نہ کوئی سحر  
 ستاروں میں نہ ہو نہ  
 نگر نیند آہی کس نہ کوئی  
 جھکے سب پر میں اس کے آئینہ  
 ہوا ایک شب پر یونین ہنجر  
 قریب اُس کے تارے بکھر گئے  
 ہوئے جمع قدرت سے اندر  
 فرشتاں و مسرور با یکدگر  
 جو ہر کشور حسن و عصمت کی شام  
 کہ ہر ایک سے بوند خلی میں ہے  
 تجتس روز با بکھر قدیر  
 نہیں اُس کے قابو میں قاب و جبر  
 اُنھا درو سینے میں گمبہ گیا

بجوں کتا گیا دل دم سر دے  
چڑھی یہ غزل جوش مین در دے

غزل

یہ پہل ہوں کس بے خبر کے لیے  
خدا بن گیا ہوں ترا درد و غم  
کبھی تو ہوں گاتری گز در راہ  
شب و روز کھاتا ہوں چکر فلک  
بڑھا وصل سے اور بھی سو عشق  
ترے زور قدرت کے قربان ہوں  
سڑپتے ہیں کب سے سر راہ ہم  
نہیں پھر کے آتا کوئی نامہ بر  
دم واپسین کیا بلاؤں تھے  
ہوا تون مین تری گز در راہ  
ہو کیا فکر اس غم مین امی بنیظیر  
یہ نہیں چڑھ رہا ہوں اسے بار بار  
وہ مین دل پہ القا ہوا بر محل

سڑپتی ہیں آہن اتر کے لیے  
یہ دل کے لیے وہ جگر کے لیے  
جو نکلا ہوں گھر سے سفر کے لیے  
خدا جانے کس فتنہ گر کے لیے  
یہ رونار ہا عمر بھر کے لیے  
بشر جی سے جائے بشر کے لیے  
تری ایک ترچھی نظر کے لیے  
وہاں کسکو بھیجوں خبر کے لیے  
مین کیوں طول دوں مختصر کے لیے  
یہ سر تھا اسی رہزور کے لیے  
ادھر کے لیے یا ادھر کے لیے  
طبیعت ہو بیچین دل ہم قرار  
اگر ہو چکا ہو یہ حکم ازل

تو کیوں جس نغمہ کا عاشق ہوں	خدا پر اگر قلب ہو مطمئن
خداوند کے آستان میں ہوں	طلب پر جو خامی کا آئنا نہ داغ
تو کیوں بیقرار می ہو یہ رات دن	ہوا ہر مجھے تجربوں سے یقین
تو اس جستجو سے بھی ہوتا فراغ	جو حق کی طرف ہو رخِ آرزو
کہ سب کچھ ہر دنیا مگر کچھ نہیں	مشیت میں اسکی جو طو ہو چکا
تو ایسا کو مجنون کی ہو جستجو	تو پھر کس لیے اس کے طالب بنیں
یقیناً وہ ہو گا بحکم خدا	مگر طو کہ روں دشتِ خوف و رجا
متاعِ مقدر کے کا سب بنیں	
ہوتا کو شش و سعی کا حق ادا	

## اجازت

کہ عاشق نہ ہو گا کبھی مضحک	پیدا کیا بادِ دردِ دل
کہ ہو ساغرِ دل بھی عین الفتوح	دیے جا وہی ساغرِ راحِ ریح
کہ پیدا ہو پیری میں جوشِ شباب	جھلکتا ہوا دے وہ جامِ شراب
انفہر بھی کوئی جامِ مستولیِ خیر	ہوں گو تازہ وار نہین کوئی غیر
سمجھتا نہین کیا تو محرمِ مجھے	چھکا تا نہین کیوں تو پیہم مجھے
طبیعت مگر لا ابالی نہین	کوئی بات مستی سے خالی نہین

ازل سے ہر گوبادہ نوشی شعار  
 کبھی خم سے کم میں چڑھانا نہیں  
 مرے ظرف کی تاخیر ہونے تھے  
 بجا جامِ اخلاص بے اشتباہ  
 میں گوسب سے بدتر ہوں پر خوب  
 وہ احسان شاد و خوش انجام کا  
 نہ کیوں وودن ہو اللہ کے کام کی  
 یہ لجاے دین مرجع مؤمنان  
 سرمہ میں مدینے میں بغداد میں  
 کہیں ہوں زمانے میں ارباب دین  
 مشائخ فقیر اہل علم و ہنر  
 سلاطین کو اس سے عار می نہیں  
 شجاعت میں شیر افکن و شیر دل  
 خداوند عالم کا یہ حق شناس  
 خود می یا لحاظ من و تو نہیں

میں بدست ہوتا نہیں زینہار  
 لکھنؤ میں بڑا تانا نہیں  
 ترا حوصلہ دیکھنا ہی مجھے  
 ذمہ پر میرے نہ کر تو نگاہ  
 ازل ہی سے محبوب محبوب ہوں  
 ذریعہ ہوا دل کے آرام کا  
 کہ اس میں حمیت ہو اسلام کی  
 شب و روز اسلام کا پاسبان  
 دعا گو ہیں سب آپ کی یاد میں  
 وہ اس خوانِ نعمت کے ہیں ریزہ چین  
 ہزاروں اسی در سے ہیں بہرہ ور  
 پر ایسی کہیں خیر جاری نہیں  
 سخاوت میں حاتم صفت سیر دل  
 شب و روز سرگرم حمد و سپاس  
 شیطین کا اسہ قابو نہیں

بزرگانِ دین سے اسے ساز و باز  
 کریم و جو امر و ور روشن خیال  
 نظر ہو بسیٹا اسکی ہر راز میں  
 الہی یہ سلطانِ عالمی مقام  
 عطا کرو فادارِ سر و وزیر  
 ہر اک چشم بد سے بچانا اسے  
 مشیر اس کے دل سے بھی خواہ ہوں  
 الہی اسے حسن تمیز دے  
 ہر اک عزم میں اپنے ہو کا بیاب  
 مدام اسہ انعام باری رہے  
 ملے صدقِ بؤبکر و شانِ عمر  
 ملے حلمِ عثمان و زورِ غسلی  
 غرض ہر عمل اسکا مرغوب ہو  
 جو اس سلطنت پر خدا سے ڈرے  
 یہ صاحبِ یقین صاحبِ عز و جاہ

ادب سنی طبیعت میں دل میں نیاز  
 جمیل و خردمند و صاحبِ جلال  
 غرض من فرد ہو اپنے انداز میں  
 رہے پیر و مشربِ خیر انام  
 نہو دایم اہلِ غرض میں اسیر  
 جگہ آنکھ میں دے زنا ناسے  
 رفیق اس کے ساتھ حق آگاہ ہوں  
 جو محبوب ہو تجھ کو و د چیز دے  
 رہیں اس کے فتح و ظفر ہر کاب  
 خدائی میں فیض اسکا باری ہے  
 ملے زہر الیاس و عمرِ خضر  
 ملے نبی توحید و عشقِ نبی  
 یہ سلطانِ عالم کا محبوب ہو  
 نہ کیوں فخر اسلام اُس پر کرے  
 شب و روز با بستِ حکیم الہ

مخالق شناس و حق اندیش ہو  
 مرے ساتھ ہو جو یہ حُسن نیاز  
 اُسی یہ سلطان بحق کرام  
 جلی توپ نہجے لگا وہ گجر  
 مؤذن نے ہمراہ ناقوس دیر  
 مذاہب کے پابند اہل صفا  
 اُٹھی طیب ہمرہ بنیظیر  
 ہوا حرف زن وہ شہر ارجند  
 مجھے رات دن ہو اُسی کی طلب  
 اسی فرد کی رحمت خاص سے  
 کوئی تجھ سے بڑھ کر ہو کیا با وفا  
 نہ عاشق ہو نہیں کیون ترمی جاہ کا  
 کہانتک کروں میں سپاس کریم  
 نہ ہو تا طلب میں جو نقصان کچھ  
 خدا نے بھی چاہا جو ای رشک جو

لباس شہی میں یہ درویش ہو  
 ہو یہ سب عطائے خداوند راز  
 رہے دین خالص کا حامی مدام  
 ہوئے نغمہ زن طائرانِ سحر  
 کہا اَلصَّلَوةُ مِنَ التَّوَرٰتِ حَتِّیر  
 اُٹھے محو تجید و حمدِ خدا  
 ثنا خوانِ الطافِ ربِّ قدیر  
 ازل سے ہو اک شکل خاطر پسند  
 ہوا راہ میں پر یہ فرمانِ رب  
 ہوئی اُسکی تعمیل خلاص سے  
 کہ شاہد ہو عصمت کا جسکی خدا  
 عطیہ ہو تو خاص اللہ کا  
 دیا جسے محکوم یہ فوز العظیم  
 نہ ہوتا میں غم سے پریشان کچھ  
 ارادے کو پورا کروں گا ضرور

نہ آؤنگا جب تک میں امی گنہگار  
 خوشی سے اجازت مجھے دیجیے  
 جمیلہ سے وہ سُن چکی تھی جو حال  
 کہا سنگ چھاتی پہ دھر لگا کون  
 خواہتین با عصمت و با حیا  
 نہیں تم سے پیاری مجھے کوئی شری  
 ابھی سے دم ہجر بھرتے ہو کیوں  
 ملے کب خدا جانے وہ سہ جبین  
 کہا مجھ کو مہلت دو اک سال کی  
 یقیناً ہوا تھا مجھے یہ خطاب  
 مجھے کامیابی کی ہر سب خبر  
 یہ سنکر اُسے ہو گیا یہ یقین  
 کہا مجھ کو پہلے یہ پیمان دو  
 کہ جب تک نہ پونچے تو میرے حضور  
 کہا ہوا ابھی سے جو یہ بند و بست

رہیگا یہ سلطان خد مت گزار  
 جو منظور ہو عہد وہ سلجیے  
 یہ سمجھی کہ رکنا ہر اسکا محال  
 خوشی سے اجازت تمہیں دیگا کون  
 سمجھتی ہیں شوہر کو بعد خدا  
 تمہیں جب نہو پھر تو کیا لطف ہی  
 مجھے زندہ درگور کرتے ہو کیوں  
 میں تڑپوں یہاں تا دم واپسین  
 یہی حد ہر اس جہد و اشکال کی  
 ملے بعد اسکے خواہر شتاب  
 کہ ٹلنا نہیں حکم خیر البشر  
 کہ لاریب جلد آئیگا یہ حسین  
 مرے سامنے سر پہ قرآن دو  
 رہو نگاہیں بھل جو اہر سے دور  
 سمجھتی ہو کیا مجھ کو شہوت پرست

نہا ہر تہا رہے صبر سے درمیان  
 اگر تم نہ سمجھو گی اسکو بات  
 ضرورت نہیں کچھ پر اسکو نہ کہہ  
 نہ قائم رہو نہ ہنس نہ کہنا  
 نہ اسے سب دروز دار کہو  
 اگر ہو نہ حکم مسکند خدا  
 جمیلہ کی مان اور غیبت کا شر  
 یہ خام رہے میرے نزدیک نہ ہو  
 نہیں جانتے یہ فریب و وفا  
 رہے انکا ہر دم لحاظ و ادب  
 کسی وقت اسنے نہ سفا موڑنا  
 نہ کرنا کسی فکر سے دل ملول  
 یکایک ضرورت ہو کوئی اگر  
 یہاں چھوڑتا ہوں جتنے رفیق  
 کہا اسنے سب دل سے مرغوب ہی

نہ ہر تہا رہے صبر سے درمیان  
 اگر تم نہ سمجھو گی اسکو بات  
 ضرورت نہیں کچھ پر اسکو نہ کہہ  
 نہ قائم رہو نہ ہنس نہ کہنا  
 نہ اسے سب دروز دار کہو  
 اگر ہو نہ حکم مسکند خدا  
 جمیلہ کی مان اور غیبت کا شر  
 یہ خام رہے میرے نزدیک نہ ہو  
 نہیں جانتے یہ فریب و وفا  
 رہے انکا ہر دم لحاظ و ادب  
 کسی وقت اسنے نہ سفا موڑنا  
 نہ کرنا کسی فکر سے دل ملول  
 یکایک ضرورت ہو کوئی اگر  
 یہاں چھوڑتا ہوں جتنے رفیق  
 کہا اسنے سب دل سے مرغوب ہی



نہ معلوم جانا پڑے کتنی دور کہا اُسے مولا مرے ساتھ ہی نہیں عشق میں حاجت سیم و زر کمرین عاجزی ہم خدا کے حضور جسے چاہے شیدا بنائے وہی غرض ہو چکا جب یہ سب انتظام	رہیں ساتھ دو چار خادم ضرور کہ دستِ خدا میں مرا ہاتھ ہو مگر دے خدا جذبِ دل میں اثر کہ زیبا اُسی کو ہی کبر و غرور جسے تپا سب لیلیا بنائے وہی روانہ ہوا خرم و نیک نام
--	---

۱۴

پلا سا قلیا بادۂ سبے نظیر ہو وہ دختِ رزا مری نگار طبیعت کو وہ گدگداتی رہے وہ گمرو ہوئی کیوں حرم میں تھیر بہت طول ہو مختصر کچھ لکھوں دکھا دوں وامرے میں جنگِ عشق ہر اک لفظ میں جو شِ میخانہ ہو میانِ عقل و ادراک ہر سب فضول	نی ہو جو اہر سی بہرِ شہر ہو آغازِ بون کا جسکے بچار اسکون پہ خاطر کو لاتی رہے یہ قصہ لکھوں میں بہ طرزِ سلیم کہا تک لکھو نہ گا مگر کچھ لکھوں میں بھرورنِ شریعت میں بھی رنگِ عشق صریرِ قلم شورِ مستانہ ہو رہیں مجھ کو معذور اہلِ عقول
---	---

کرے لاکھ کوئی تمناے عشق  
 میں یہ راز ظاہر نہ کرتا کبھی  
 مگر حکم سے تیرے مجبور ہوں  
 شریعت کا پابند ہوں اس طرح  
 یہ ظاہر مجھے عشق سے کام کیا  
 بہت پاک ہی قادرِ ذوالجلال  
 ہر اک تشنہ اس در کا محتاج ہے  
 ملاحظہ فرمائی کو لیکن یہ اورج  
 مرا جوشِ دل کوئی پاتا نہیں  
 سلوک اس قدر سب پہ غالب ہوا  
 مگر یہ صحیفہ ہے مخصوص عشق  
 قوافی میں ایطاعی ہو جو کہیں  
 مجھے حکم ہے پورا قصہ لکھوں  
 حکم کی حالت تھی گونا گز یہ  
 رہے تاکہ در پر وہ حسنِ کلام

سن اللہ ہوتا ہے سوداے عشق  
 یہ قصہ نہ ہر گز اُبھرتا کبھی  
 نہیں تو ابھی میں بہت دور ہوں  
 صفت ذات سے وصل ہو جس طرح  
 مجھے کیا خبر بادہ کیا جام کیا  
 ہمیں جسے دونوں میں بخشا کمال  
 طبیعت مری بحرِ موج ہے  
 کہ ہر وقت قابو میں رہتی ہے موج  
 تموج کے قابو میں آتا نہیں  
 کہ ہر سالک و رند طالب ہوا  
 ہر اک شعر اسکا ہے منصوص عشق  
 تو حسنِ مضامین لہجائے دین  
 محبت میں گزری ہو کیا کیا لکھوں  
 مگر لطفِ دیتی ہے غائب ضمیر  
 ضمیرِ لکھیں اس میں غائب تمام

## حیلہ

<p>             کہا نیک بھرون دشتِ غم میں نریں              کہ ٹپکے لگا ہونے رنگِ جلال              ہو دنیا میں درکارِ حیلہ ضرور              بنی سطحِ بحر روانِ شعلہ زار              دکھائے لگا مہرِ تابانِ جلال              درختوں کا سایہ برابر ہوا              ٹرھا حوصلہ چشمِ مشتاق کا              نہیں کچھ رفیقوئے چھٹنے کا غم              یکایک ملا دشتِ مازندران              کفِ دستِ میدانِ آ یا نظر              نہ سایہ کہ دم لے مسافر کہیں              جدِ عمر و کھو سنسانِ جنگلِ تمام              ہوا خستہ سے بہت بیقرار              زمین پر گیا بیٹھ یکبارگی           </p>	<p>             اٹھا سا قیامِ صہبائے ناب              پلا سا غرِ عشق وہ بے مثال              بنا لشکرِ مو کو وجہِ سرور              گیا شمس جو تابہ نصف النہار              ہوئے دھوپ سے گرم دشتِ جلال              صفت آرا شجاعون کا لشکر ہوا              سنو حال اب شاہِ آفاق کا              چلا جا رہا ہو اٹھائے قدم              گیا ہوگا کچھ دور شاہِ جہان              وہ صحرا پر از ہول و خوفِ خطر              نہ پانی کہ تازہ ہو جانِ حزمین              نہ جانے کا رستہ نہ جائے قیام              تھکا جو وہ شاہِ ہنشہ نامدار              نظر آئی جو شکلِ بیچارگی           </p>
--	---

کہ اتنے میں مانس نہ نخل کہن  
وہ غول بیابان اُسے دیکھ کر  
بڑھا کھول کر منہ سوئے پادشاہ  
جلال محبت اخر کر گیا  
گرا ہو کے بخود وہین خاک پر  
زراہ و ترخم زراہ کرم  
اُسے ہوش آیا تو پروانہ وار  
چڑھا کر اُسے دوش پر ناگمان  
گیا ہی ذری دور وہ با وفا  
پیادہ ہوئے سب اُسے دیکھ کر  
کہ بیشک یہ دیوون کا سردار ہی  
بہت کام نکلیں گے اس سے یہاں  
کہ اُس دیو نے آن کی آن میں  
ہوا گرم سامان عیش و نشاط  
اکہاشہ نے تو کون ہی کیا ہی نام

دکھائی دیا شہ کو اک اہرمن  
یہ سمجھا دیا حق نے حلوائے تر  
مگر ملتے ہی اُس حزن سے نگاہ  
وہ ہستی سے اپنی سفر کر گیا  
یہ دیکھا تو اٹھا شہ داد گر  
کیا پڑھ کے اُسوقت کچھ اُس پہ دم  
ہوا اُس چرخ کرم پر نثار  
ہوا دشت سے شکل مصر روان  
کہ دیوون کا لشکر نایان ہوا  
تو سمجھا وہ شاہنشاہ داد گر  
مری دوستی کے سزاوار ہی  
اسی فکر میں ہی شہ و جہان  
اُتارا اُسے لا کے ایوان میں  
بڑھانے لگا دم بدم ارتباط  
کہا اُسے اسی شاہ عالی مقام

مین ہوں دیو حیلہ مرا نام ہو  
 مین جتنے یہ باشندہ دیو سار  
 مرے زیر فرمان ہین امشاہ دین  
 یہاں کوہ پیکر ہی رہتے ہین سب  
 گیا تھا سودشت بہر شکار  
 مگر جب سے مین اس تیر مین ہوں  
 کہ کیا اس سفر کا ہسانا ہوا  
 سنائی اُسے شہ نے کل داستان  
 یہ سب کہ چکا جو شہ خوش نہاد  
 اُٹھا کر سر اُسکا شہنشاہ نے  
 کہا اُسے ہوں سخت نا دم حضور  
 محبت کا دل سے خریدار ہوں  
 ہون بہم جہان آپ جلوہ فروش  
 یہ کہکر کیا یا و خاصہ کتاب  
 شہ دو جہان نے تناول کیا

حفاظت یہاں کی مرا کام ہو  
 تنو مند مانسہ نخل چنار  
 کسی بات مین عذر انکو نہیں  
 اسی سے ہمیں دیو کہتے ہین سب  
 ہوا آپ سے راستے مین دو چار  
 گرفتار بند قفس کمر مین ہوں  
 یہاں آپ کا کیونکر آنا ہوا  
 کیا راز پو شیدہ سارا عیان  
 گرا اُسکے قدمو نہ وہ دیو زاد  
 گلے سے لگایا بڑے پیار سے  
 مجھے سمجھین پر اپنا خادم حضور  
 اشارے پر مرے کوتیار ہوں  
 ہر خدمت کو حاضر یہ حلقہ لبوش  
 اپنا پیش سلطان عالی جناب  
 ادش اپنا سب کو تبرک دیا

<p>             رہا کچھ دنوں جو وہاں وہ امیر              بلا کر یہ جیلہ سے اک دن کہا              ارادہ ہو چندے سفر کیجیے              یہ سن کر بہت غدر اُس نے کیے              کہا اُس نے امیر و وزیر              یہیں آج شب بھر بسر کیجیے              یہاں سے ہر نزدیک ملک قاف              وہاں کے ہیں انسان جیسے حسین              کہ وہ جارحیت کا ہو ملک سرد              نہیں مفلسی کا بھی نام و نشان              غضب شوخ و آفت ہو فتنہ شریعہ              وہاں کی بھی کچھ سیر فرمائیے              پھر آپ کا مذہب پھر سے سوار           </p>	<p>             ہوئے مرد و زن سارے فرمان پذیر              کہ اس سرزمین پر بہت میں رہا              کہیں چل کے کچھ دن بسر کیجیے              نہ مانا کوئی شاہ و آفاق نے              بہر حال ہوں میں تو فرمان پذیر              دم صبح غزم سفر کیجیے              بہت پر فضا ہو بہت پاک صاف              کہیں ایسے دنیا میں ہوتے نہیں              پری عورتیں ہیں پری زاد مرد              جو اہر مری ہو وہاں حکمران              نہیں حسن میں کوئی اُس کا نظیر              جہاں چاہے جی پھر وہاں جائیے              میں ہر وقت ہر جا ہوں خد شگزار           </p>
---	--

کہا شہ نے بہتر ہو یہ بھی سہی  
 وہیں چل کے دیکھیں ذرا دل لگی

## ملک قاف

<p> صباحی پلاساق بازو دتر  وہ مردے کہ گومت صہار ہون  اٹھا جام زرد و کر یہ حجاب  شب مہ کی ٹھنڈی ہوئیں گریبان  دم صبح سیند و راڑا نے لگا  اٹھانے لگا مہ تابان نقاب  زمانے پہ چھایا جو رنگ سحر  اڑا لیکے وہ دیوہ ما زندان  نظر آیا اک شہر مینو سرشت  شلتی ہو باد بہاری کہین  کہین لالہ خود و کہین ارغوان  غرض ہر طرف وادی و مرغزار  جو یہ عالم لطف آیا نظر  ہوئی محو نظارہ چتیم حباب </p>	<p> کہ ہر عین مستی میں عزم سفر  جو ہکون بھی تو راہ پر آرہون  سراپا بنا جھکوروں شراب  شعاعین دکھانے لگئیں شوخیان  چراغ کو اکب بجھانے لگا  تجلی میں چھپنے لگا ماہتاب  وہاں سے کیا شہ نے عزم سفر  ہوا پانچون روز داخل خیاب  سواد سکار شک ریاض بہشت  پہاڑوں سے شے ہین جاری کہین  کہین سنبل ز کہین زعفران  درختان سہ سبز تازہ بہار  تو اتر اوہین وہ شہر ناموس  بڑھی بہر پاہن ہر موج آب </p>
--	--

<p>لگا دیکھنے جانب بحر و بر کہیں سبزہ پروڑتے ہیں چرند کہ تسخیر ہر سو ہوئی جلوہ گر غزالان صحرا ہوئے اسکے رام ٹڑپنے لگی ماہی آب بھی ہم آغوش خاطر مست ہوئی رہا گرم نظارہ تا وقتِ شام</p>	<p>لب جو تر نخل وہ بیٹھ کر کہیں اڑتے ہیں ڈالیو سپر پرند لگا ہونکا اسکی یہ چھایا اثر پھنسنے دامِ الفت میں سبِ حشر و دم نکل کر سرریگ بیتاب سی بت سیرتہ دل کو فرحنا ہوئی اسی طرح وہ شاو و عال مقام</p>
---	---

جمعہ

<p>کستی میں ہو ایک شہبان کی سیر نہیں تو کہاں پھر یہ عہدِ شباب قریب آگئی شام غفلت نگر سنہرا ہوا مسئلہ کو ہزار بسنی ہوئی سطح آب روان روانی سے رکتے لگی موج آب بڑھا جانب شہر مثلِ نظر</p>	<p>پلا سا قیامِ محترے دم کی خیر آٹھا جامِ کر زود تر کامیاب محروصل سے کر مجھے بے خبر شفق کی وہ سرخی ہوئی آشکار لگا کرنے حل آسمان زعفران کتا ر فلک آگیا آفتاب یہ دیکھا تو سلطانِ عالمی گہر</p>
--	--



ہوا جوک کی سست پہلے گزار  
چپ و راست آراستہ ہر مکان  
عمائد بھی کچھ شہر کے ذمی و قرار  
بست گل رخون کو بٹھائے ہوئے  
وہ نازک سین جنکی عالم میں دھوم  
وہ پھولوں کی گلشنی لگائے ہوئے  
نظر آتی ہر شانِ حسنِ آفرین  
گھرے ہیں وہ مالی اُدھر ہیشمار  
وہ پھولوں کے گھرے ہوئے  
چلے آتے ہیں وہ ہزاروں لنگار  
تماشا یوں کا ہر یہ از و حام  
حسینوں کا جھرمٹ جدھر دیکھے  
بسا عطر میں یہ ہر اک کا لباس  
یکایک تفریح کثان وہ جبری  
جھروکے سے تھی وہ تماشا کثان

تو دیکھا ہر گلابِ عروس بہار  
ٹپتے ہیں مسرت کیا کیا بچوں  
چلے جا رہے ہیں فنن پر سوار  
وہ جاتے ہیں وگنٹ اڑائے ہوئے  
ہواں سب کا اُس پارک میں کیا جوم  
نراکت سے جا بک اٹھائے ہوئے  
ہوا کھانے نکلے ہیں کیا کیا حسین  
لیجے کامنی اور سیوتی کے ہار  
گلوں کے گلے میں چمکتے ہوئے  
مرے لوتی ہر نظر بار بار  
کہ چھلتے ہیں کاندھوں سے کاندھے تمام  
نظر کو یہ حیرت کہ سر دیکھے  
مسطر ہو جس سے دماغ قیاس  
کیا سوئے قصر جو اپری  
پیری اُس جوان پر نظر ناہان

تو دیکھا کہ رشاکِ مہ و آفتاب  
 نئی وضع ہو طرفِ اندازِ ہر  
 بنائے ہوئے جو گیون کا و بھیس  
 فقیرِ مین بھی ہو عجب عجز و جاہ  
 ہو گوگردِ مین روشنیِ رخ کی مانند  
 بلا کی ہو چھل بل غضب کی اُمنگ  
 یہ دیکھا تو رخصت ہوئے صبر و ہوش  
 انیسون جلیسون نے اُٹھ کر شتاب  
 اُسے ہوش آیا تو بے اختیار  
 گھٹے صبر و تسکین بڑھا درِ دل  
 کھینچنے لگا سینے مین خارِ غم  
 ستانے لگا خود بخود اضطراب  
 ہوئی اُسکے ملنے کی حسرتِ کمال  
 تھی ایک اُسکی ہمراز گوہرِ مری  
 کہ اس نوجوان نے تو مارا مجھے

ہوا کہ نوجوان مستِ حُسنِ شباب  
 ہر اک گام پر فتنہ پر دانہ ہی  
 نہ معلوم چھوڑے ہو کیون اپنا دین  
 مقرر کسی ملک کا ہو یہ شاہ  
 چھپا ہو امین خاک ڈالے سے چاند  
 نگاہیں لگاتی ہیں دل پر خدنگ  
 گرمی کھائے غش وہ بت خود فروش  
 سو نگھایا اُسے عطر چھڑکا گلاب  
 ہوئی کھینچ کر ایک آہ اشکبار  
 ہوئی کثرتِ گریہ سے مضمحل  
 جُھبھا دل مین پیرکانِ تیرا الم  
 ہوا کارِ گرِ عشقِ خانہ خراب  
 لگا چٹکیاں لینے شوقِ وصال  
 الگ کر کے اُسکو یہ کہنے لگی  
 ملا اُس سے جلدی خدا را مجھے

نہ لائیگی اُسکو تو مر جائون گی  
 عوض اسکے دونگی زر و ملک مال  
 وہ کہنے لگی خیر جاتی ہوں مین  
 مگر لا ابالی ہو وہ نو جوان  
 چلی وہ پری زاد محشر خرام  
 کہا شاہ جی کیونکر آئے یہاں  
 تکلف نہ ہو تو ذرا آئیے  
 نظر آتا ہے جو محل سامنے  
 یہی آرزو ہے کہ اب وہ مکان  
 کہا شہ نے چل دور ہوا پر پی  
 فقیر وں کو کیا اہل دنیا سے کام  
 کہا اُس نے ای مالک دوسرا  
 جھروکے مین تھی شاہزادی ابھی  
 سمجھ کر مسافر یہ مجھ سے کہا  
 وہاں مین تو ہو مسافر زری مین

تڑپ کر مین جی سے گزر جاؤنگی  
 کرونگی تجھے ہر طرح سے نہال  
 جو آتا ہے تو ساتھ لاتی ہوں مین  
 مین کیونکر کہوں آئیگا خود یہاں  
 ادب سے کیا جا کے اُسکو سلام  
 کہاں جائیے گا ہر آسن کہاں  
 وہاں تک قدم رنجہ فرمائیے  
 سجا ہو اُسے خوب خدام نے  
 نے فیض مقدم سے رشک جنان  
 کسی اور سے جا کے کر دل لگی  
 ہو ایسی تو اصنع کو میرا سلام  
 ہو اس بات سے یہ مراد عا  
 نظر آپ پر اُسکی ناگہ پڑی  
 کہ تو شاہ صاحب کو جا بندہ  
 کہہ وجہ ہو یہاں فوزی مین

مسکرتے ہیں ہوں جو وہ روزنی فرما  
 فقیروں سے ہوا سکو الفت بہت  
 کہا اُس جوان نے کہ او بیوا  
 کہاں شاہزادی وہ رشکین  
 پریشان دلی میں کہاں یہ جوں  
 نہیں اُسکے ملنے کی پروا مجھے  
 کسی سے غرض مجھ کو اصلاً نہیں  
 اگر واقعی دل سے یہ بات ہو  
 تو خود آ کے مل جائے مجھ سے یہاں  
 مسافر فقیر اور دل بے قرار  
 طبیعت کا ایسا جھڑپاؤں دگا  
 یہ سُکر ہوئی دنگ وہ حیلہ جو  
 حسین تجھ کو یہ نازا میری میں بھی  
 میں کہتی تھی تجھ سے نہ آئیگا وہ  
 کہا تھا یہ گو فکر انجام سے

یہ غم خانہ بن جائے عشرت سرا  
 ہر والدہ مشتاق خدمت بہت  
 خوشامد سے مجھ کو لہجائی ہو کیا  
 کہاں میں مسافر غریب الوطن  
 کہ بیٹھوں میں جا کر کسی گل کے پاس  
 اگر وہ ہو مشتاق تو کیا مجھے  
 مگر دل نہ ٹوٹے کسی کا کہیں  
 کہ منظور اُسکو ملاقات ہو  
 نہیں دم میں وہ گل کہاں میں کہنا  
 پھر ایسوں کے رہنے کا کیا اعتبار  
 یونہی سیر کرتا چلا جاؤں دگا  
 کہا جا کے اُس سے کہ امی شہر و  
 بہت دور ہو وہ فقیری میں بھی  
 مجھے چنگیوں میں اُڑائیگا وہ  
 وہی بات آئی مگر سامنے

سخن معجزہ سحر گفتار ہو  
 مین واری گئی جانے دے یہ خیال  
 نہیں میرے کہنے کا اسکو یقین  
 کہا اُسے جو ہوئی ہو اب سو ہو  
 پرکھتی نہیں بات کھوٹی کھری  
 فقیر ایسے ہوتے ہیں نازک مزاج  
 وہ آتا نہیں تو مین خود جا بونگی  
 یہ کہہ کر مکان سے بحال تباہ  
 وہ گوہر کو لے کر روانہ ہوئی  
 ہوئی پائون پر رکھ کے سر اشکبار  
 یہ کیوں آپ کو مجھے حشت ہوئی  
 یہ سچ ہو مین خدمت کے قابل نہیں  
 اگر آپ کو تو کرم چاہیے  
 کہاں ایسے ہم لونڈیوں کے نصیب  
 ہو پر یہ ہو س بن کے خد متلزار

اگر ایک ہی شوخ و عیار ہو  
 ہو ایسے کے ہاتھوں سے جینا محال  
 تجھی کو بلاتا ہو ظالم و مین  
 نہیں تاب لیکن دل زار کو  
 ذرا دل مین اپنے سمجھ اے پری  
 ہر بیشک کوئی صاحب تخت و تاج  
 اُسے دل مین بٹھلا کے لے آؤنگی  
 اٹھی یک بیک صورتِ دردِ آہ  
 قدِ مبوس شاہِ زمانہ ہوئی  
 یہ کی عرض اے مایہ افتخار  
 یہ کیوں کفش خانہ سے نفرت ہوئی  
 کسی طرح محبت کے قابل نہیں  
 غریبوں کا بھی دردِ غم چاہیے  
 کہ الفت سے بٹھلائیں حضرتِ قریب  
 کہ مین دولت و دینِ رسول سب تار

یہ سن کر ہنسا خسر و بینظیر  
 دیا چھوڑا پناہی جب تخت و تاج  
 کہا آپ اب فخر آفاق ہیں  
 خدا رکھے ہیں آپ کو بے غرض  
 مجھے تو ہر اپنی محبت سے کام  
 ضرور آپ کو گھر میں لیجاؤنگی  
 کوئی اور صورت لگا لونگی میں  
 خدا نے کیا آپ پر یہ کرم  
 یہ مانا کیا مجھ کو خانہ خراب  
 کہا شہ نے اس سے غرض کچھ نہیں  
 ترے دل میں ہو درد و سوز و گداز  
 جسے ہم سے اُلفت ہو وہ خوب ہو  
 جو اہر یہ بولی کہ گو ہوں کینر  
 مگر آپ بندہ نوازی کرین  
 ہوں رونق فراہم کے ایوان میں

کہا اُس سے ہم تو ہیں مرد فقیر  
 تو پھر کیا کسی کی ہمیں احتیاج  
 سلاطین آفاق مشتاق ہیں  
 نہیں دوستی دشمنی سے غرض  
 کہ بے عشق ہو زندگانی حرام  
 نہیں منہ کسی کو نہ دکھلاؤنگی  
 سنگا کر اچھی زہر کھا لونگی میں  
 نہ رکھئے روا عا جزوں پر ستم  
 خدا کو بھی دینا ہو اکدن جواب  
 ہیں پر بندہ معشوق ہم اے حسین  
 نہیں تجھ سے کچھ اب ہمیں احترام  
 محبت کی گالی بھی مرغوب ہو  
 بنوں خادمہ کب مجھے یہ تمیز  
 مرنے درد کی چارہ سازی کریں  
 کریں سیرِ خوبان پرستان میں

یہ سن کمر اٹھا وہ شہر خوش نہاد	پہلا صورت موج باد مراد
پرمی قاف کی دیو باز ندران	ادب سے ہوئے ساتھ اسکے رون
اسی طرح وہ سب کی سب آن میں	ہوئے جلوہ گر آ کے ایوان میں
غرض دیکھتا بھالتا ہر مکان	سر بام پہونچا وہ شاہ جہان
تو دیکھا کہ وہ صاف ہوا سقد	نگاہیں بھسلتی ہیں دیوار پر
کنول جھاڑ فائوس ہانڈی گلاس	ہراک وضع کے آئینے بقیاس
لگے ہیں قرینے سے سب جا بجا	جنان کی طرح سارا کمرہ سجا
چڑھیں بقیان مشک کا فور کی	تجلی ہراک شمع میں نور کی
نبت منقش درو بام سب	مہیا ہراک ساز عیش و طرب
تکلف کے اسباب پہلے ہی سے	زیادہ ضرورت سے موجود تھے
جوشہ کو پسند آ گیا وہ مکان	اُسی جا کیا خاصہ بھی نوش جان
وہیں دیر تک گرم صحبت رہی	بہم رسم حرف و حکایت رہی
فراغت ہوئی جشن راحت جسے	ذرا دیر کو سو رہے سب کے سب

نقش سیما

پہلا سا قیا جام فرحت اثر

کہ اٹھا یہی جو نسیم سحر

بنا۔ بخود دوست کردی کو شاد  
 اٹھا۔ بے جھجک سا غزل لہ فام  
 جو راہی ہوا کاروانِ نجوم  
 شفق میں چمکنے لگی وہ کرن  
 ملی روشنی سر کے جام کو  
 جواہر اٹھی بسترِ ناز سے  
 حواج سے فارغ ہوا جب وہ شاہ  
 ہو نقشِ سلیمان یہاں ایک باغ  
 کھلے ہیں ہزاروں طرح کے گلاب  
 چمکتے ہیں کیا بلبلِ خوش نوا  
 کہا شہ نے بہتر ہے چلیے ابھی  
 یہ کہہ کر اٹھے دونوں وہ باعراہ  
 ابھی ہیں وہ گو کچھ گلستان سے دور  
 جو پہونچا درِ باغ تک وہ نگار  
 دعائیں لگے دینے برگِ حمین

دکھا نشہ بین سیرِ باغِ مراد  
 حو وصل سے کر مجھے شاد کام  
 ہوئی آمدِ مہرِ تابان کی دھوم  
 سنہری ہوئی سقفِ جیخ کہن  
 اندھیرا نہ باقی رہا نام کو  
 جگایا اُسے حُسنِ انداز سے  
 تو کہنے لگی اُس سے وہ رشکِ شاہ  
 کہ رسواں کا جس سے ہوتا زہِ باغ  
 وہاں اور پھولوں کا پھر کیا حساب  
 سُہانا یہی وقت ہے سیر کا  
 وہیں چل کے بہلائیں کچھ دیر  
 چلے جانبِ باغِ مینو سواد  
 لگا کھینچنے دل کو لحنِ طیور  
 قدم لینے دوڑی نسیم بہار  
 گئی لوٹ پائون پہ شاخِ سمن



ہر افرش سبزہ بچھانے لگا  
 پھرے گرد آ آ کے مرغ ہوا  
 روش خاکساری دکھانے لگی  
 بڑھا دیکھ کر بلبلوں نے درود  
 خوشی سے شگفتہ ہوا رشتے گل  
 جھکا کر سر گیسوے پر شکن  
 بچھانے لگی صبح کا فور ناب  
 بڑھا پیشوائی کو جوشِ نو  
 جھکی شاخ گل رسم تسلیم کو  
 زیرِ گل کیا باغبان نے نثار  
 کھلے پھول وہ آئے جو متصل  
 جما خوب گلشن میں دربارِ عیش  
 ترقی ہوئی وصل کے جوش میں  
 ہوئے دونوں جہدم وہاں جلوہ گر  
 سجا ہوا ہاں ایک بنگہ انیس

قدم سر پہ جادو اُٹھانے لگا  
 بلائیں لگی لینے موج صبا  
 کہیں نرگس آنکھیں بچھانے لگی  
 ہانے لگی مور جھل شاخِ عود  
 بڑھی عطردان لیکے خوشبوئے گل  
 لگا جھاڑنے سنبلِ ترچین  
 چھڑکنے لگی شبنم گل گلاب  
 چلی رکھ کے سر خاک پر آ بھو  
 اٹھے سرو و ششاد تعظیم کو  
 تصدق ہوئی نوعِ وس بہار  
 دیے غنچہ ناشگفتہ نے دل  
 دیا تندر قدرت نے گلزارِ عیش  
 آڑی بوے لگی لینے آغوش میں  
 قرآنِ مہ و مہر آبا نظر  
 ہوئے جا کے دونوں وہیں نظمیں

<p>تو کئے لگا اُس سے شاہِ جہان چلنے کے سو خانہ وقتِ سحر کٹی عیش و عشرت میں وہ شبِ تمام ہوا آخر کار دستور یہ اُسی بنگلے میں رات کرتے بسر چھپانے سے بات اور کھلنے لگی بڑھاقرب سے اور بھی اضطراب بناوٹ سے لیکن چھپاتی رہی</p>	<p>جو دیکھا ہو آراستہ وہ مکان رہینگے بین آج ہم رات بھر اسی کے رہے مشورے تا بہ شام ہوا طبعِ شہ کو جو منظور یہ کہ ہر روز وہ شام سے تاسحر مگر وہ پری غم سے کھلنے لگی لگی کھانے وہ شعلہ رو پیچ و تاب طبیعت تو قابو سے جاتی رہی</p>
--	--

ہدایت

<p>کہ دنیا کا سب ہی کار و بار ہوں فرزندِ پیرِ نغان میں خراب ندائے ازل کی منادی بنے ہو ادور اب بدر کے جام کا زبرجد پہ الماس جڑنے لگے زمانے پے حیرت سی چھانے لگی</p>	<p>پلا بادہ ای سا قی عشقِ یار لگا جامِ زرمخ سے میرے شباب اٹھا وہ صراحی جو ہادی بنے اندھیرا گیا غب میں شام کا وہ مہتاب سے بھول جڑنے لگے شبِ ماہِ جلوہ دکھانے لگی</p>
--	---

لب جو نظر آئی اک بار گاہ	فلک قدر کیوآن چشم عرش جاہ
منقش سراپردہ سبز فام	جواہر نگار و مظلالتام
لب جو ہی سر و چراغان کا بلغ	کنارے کنارے منور چراغ
فروزان ہین مہتابیان اسقدر	کہ غالب ہی نور انکا مہتاب پر
وہ لہرون مین عکس تجلی کی صنو	لرزتی ہوئی وہ چراغون کی کو
ہوائی کا گردون پہ وہ چھوٹنا	کرن کا وہ مہتاب کی پھوٹنا
وہ چرخ کا چرخ اور بانون کا توڑ	وہ جھاڑون کا چکر وہ دریا کا موڑ
وہ ہتھ پھول فرشی وہ فرشی انار	وہ ہر رنگ کی پھلجھڑی کی بہار
یہ سب فرش پاکیزہ پر خندہ زن	کھلے چاندنی پر چمن کے چمن
مسالا بھرا ان مین وہ گلستان	دھوئیں کا نہیں نام کو بھی نشان
ابھی تک چمکتے ہین گل جا سجا	ذرا بھی نہ چادر کو دھبہ لگا
غبارے وہ ڈوبے ہوئے سرسبز	ستارے بنے دیکھے چرخ پر
ہوا پر کھلا خوب تارون کا باغ	پٹاخونکے قلعون پہ چمکے چراغ
پر یزاد گل چہرہ و رشتک حور	ادب سے کھڑے ہین قریب و دور
جواہر نے کی بزم آراستہ	جلائے حسینان نو خاستہ

رہا لطفِ صحبت بہت دیر تک  
 گئی نصفِ شب اتنے میں ناکھان  
 قدم رکھتے ہی بسترِ ناز پر  
 تو کیا دیکھتا ہی بحکمِ تیر  
 جگاتا ہی جذبِ دلی سے مجھے  
 لیا گو دینِ خوب سا کر کے پیار  
 کہا چھر کہ ای عاشقِ بنیظیر  
 شب و روز تو عیش و عشرت میں ہی  
 اگر وصل منظور رہی اٹھ شتاب  
 چلا جا یہاں سے سو راست تو  
 گئی ہی وہ شہرِ ہدایت کو راہ  
 وہ محبوبِ حق اور رحمت لقب  
 ادب سے وہاں عرض کر تو یہ بات  
 مجسمِ رحمت وہ فخرِ جہان  
 گمان سے بھی زائد تھے دینگے وہ

چار رنگِ عشرت بہت دیر تک  
 ہوا مائلِ خواب شاہِ جہان  
 ہوا نشہِ خواب سے بے خبر  
 ضیا بخشِ بالین ہی مہرِ سیر  
 اٹھاتا ہی آہستگی سے مجھے  
 دعا دی ابد تک رہے کامگار  
 رہیگا پرستان ہی میں اسیر  
 مجھے بھول کر خوابِ غفلت میں ہی  
 کہ ہو روضہٴ قدس میں کامیاب  
 یہ سب یاد رکھ بے کم و کاست تو  
 ملینگے وہاں پر حبیبِ اکبر  
 انھیں کے ہیں قبضے میں یہ ملک  
 کہ دکھلائیے مجھ کو بابِ نجات  
 بڑھائیے تیرا بہت عز و شان  
 تجھے اپنا محبوب کر لینگے وہ

دکھا دینگے تجھ کو وہ بابِ نجات  
 شبابِ اٹھ کر غفلت کے یہ دن نہیں  
 نکل کر اسی باب سے ہو روان  
 وہاں راہ میں کچھ بکھیرا نہیں  
 یہ سنتے ہی چشمِ اُسکی وا ہو گئی  
 اُمّ شوق میں تازہ جوش آگیا  
 کسی کی محبت نہ باقی رہی  
 کسی طرح کا پھر نہ آیا خیال  
 نہ پھر ریب کی طمطراقی رہی  
 ہوئی روح پاکیزہ مسرور دل  
 تجلی ہوئی چہرے پر جلوہ گر  
 وہ تن صاف آئینہ سا نہ ہو گیا  
 ٹپکنے لگا ہر سخن سے اثر  
 اُسے دم بدم بڑھ گئی فکرِ مہر  
 حیاتِ ابد سے ہوا کامران

کرینگے عطا حاصل کائنات  
 رانی بغیر اُنکے ممکن نہیں  
 ہر پھر دوسری منزل ایسا کاروان  
 کسی طرح کا پھر جھیلنا نہیں  
 وہ ساری کدورت ہوا ہو گئی  
 اُسے عین غفلت میں ہوش آگیا  
 کسی کی رعایت نہ باقی رہی  
 ہوا خود بخود دور رنج و ملال  
 فقط یاد و تصدیق باقی رہی  
 بنا سر بسر معشہ نورِ دل  
 چمکنے لگی برق بن کر نظر  
 ازل کا وہ جلوہ عیان ہو گیا  
 بنا عیب بھی ایک اعلیٰ ہنر  
 کوئی دم نہ گذرا بجز ذکرِ مہر  
 میسر ہوئی راحت جاودان

اسی گل کی بس یاد رہنے لگی  
 اسی وقت پہونچا جواہر کے پاس  
 تو دیکھا کہ اشکوں سے تکیے ہیں تر  
 لبوں پر صدا آہ وزاری کی ہے  
 شکایت ہے کچھ بختِ ناکام کی  
 کسی کو بٹھائے ہوئے روبرو  
 مزا دردِ اُلفت کا چلے ہوئے  
 یہ کہتی ہوں میرے ربِّ اعلیٰ  
 اجل و مکید کر مجھ کو شرما گئی  
 کسی کو قلق کیوں گزرنے لگا  
 اسی دھن میں بیخود ہوئی تقدیر  
 قریب آئے اُس دم شبِ بنیظیر  
 یہ غفلت ہو کیسی ذرا ہوش کر  
 نہ آئینگے اب بار دیگر یہاں  
 پڑی جب یہ کالو نہیں اُسکے صدا

طبیعت بہت شاد رہنے لگی  
 پڑی تھی وہ کمرے میں اپنے اُداس  
 تڑپتی ہے وہ فرشِ کخواب پر  
 وہ تصویر سی بقراری کی ہے  
 تمنا ہے وصلِ دلا رام کی  
 تصویر میں کرتی ہے کچھ گفتگو  
 کلیجے پہ وہ ہاتھ رکھتے ہوئے  
 یہ بیٹھے بٹھائے مجھے کیا ہوا  
 میں اس سخت جانی سے گھبرا گئی  
 وہ بے رحم کیوں رحم کرنے لگا  
 کہ آنے سے اُسکے نہیں کچھ خبر  
 پکارا کہ ایسا تازہ غم کی اسیر  
 ہمارا ہے اس شہر سے اب سفر  
 خدا جانے کل تو کہاں ہم کہاں  
 تو اٹھ بیٹھی گھبرا کے وہ نہ لقا

تعب سے حسرت سے کر کے نظر  
 نہ اشکون کا لیکن تسلسل گیا  
 تب عشق دشمن ہوئی جان کی  
 مجھے ذبح کر ڈالیے آئیے  
 کہا اُس نے کیا کوئی جلا دہون  
 نہ سودا زدہ ہوں نہ لہل جنون  
 مگر ہر ذرا دیر کا ماجرہ  
 سنایا اُسے قصۂ خواب سب  
 کسی سمت اب قلب جھکتا نہیں  
 کہا اُس نے بہتر بہت خوب ہی  
 مگر ساتھ سے منہ نہ موڑو گی ہیں  
 کہا شاہ نے یہ بھی ممکن نہیں  
 وہاں جا کے مقصد جو پالو گامین  
 نہیں تو کسی طرح ای خوش نصیب  
 بتاتا ہوں تجھ کو نشان و مقام

لجائی بہت پہلے وہ دیکھ کر  
 کہا آج پردہ مرا کھل گیا  
 رہی آرزو اب نہ ارمان کی  
 تو پھر جس طرف چاہیے جائیے  
 نہ قاتل نہ مین ظلم بنیاد ہوں  
 کسی کا مین کیون خون گردن پہ لو  
 جسے دیکھ کر مین ابھی جاگ اٹھا  
 کہا اس سے مجبور ہوں میں بھی اب  
 ترے روٹنے سے مین رکتا نہیں  
 مجھے بھی یہی بات مرغوب ہو  
 کسی دم رفاقت نہ چھوڑو گی ہیں  
 ابھی کچھ دنوں صبر کر تو یہ مین  
 تجھے حسبِ موقع بلا لوں گا مین  
 چلی آنا خود سوے ملک حبیب  
 اسے دل سے تو یا در رکھنا مدام

## فراقِ جواہر

اٹھا سا قیام کر بے خبر  
 کہا تک یہ غفلت ذرا سی ہر بات  
 پلا جلد موہین پریشان حواس  
 وہ بھولی شفق رات آخر ہوئی  
 فلک بستر شب اٹھانے لگا  
 سیاہی گئی جانبِ زنجبار  
 رسالہ ستاروں کا چلتا ہوا  
 روانہ ہوا خسرو بے نظیر  
 بن آیا نہ کچھ کام تدبیر سے  
 کرا شہ نے حیلہ سے تورہ یہاں  
 جواہر مرے بعد گھبراہٹ کی  
 اٹھا کچھ دنوں تو رفاقت سے ہاتھ  
 یہ کہہ کر جواہر سے کہنے لگا  
 رہیگا ہمیں پاس تیرا ضرور

کہ قطعِ علاق پہ باندھوں کمر  
 سونگھا سا غریب میں بوجے حیات  
 کہ جی لیتی ہر باسی بھولونکی باس  
 صفا صبح صادق کی ظاہر ہوئی  
 قمر چاندنی لے کے جانے لگا  
 ہوئی روشنی شرق سے آشکار  
 اٹھا مہر وہ آنکھ ملتا ہوا  
 ہوئی سخت مضطرب وہ بد مزہ  
 بگڑنے لگی بات تقدیر سے  
 میں ہوتا ہوں منزل کو تنہا روں  
 تجھے ساتھ لیکر چلی آئیگی  
 خدا چاہے تو پھر نہ چھوٹے گا ساتھ  
 رہے تیرا ہر دم نگہبان خدا  
 سمجھنا نہ دل سے کبھی اپنے دور



وہ بتیاب اٹھ اٹھ کے گرنے لگی  
 مرادین ہم آشوش ہوئے نگین  
 اشاروں میں حسرت نے کی گفتگو  
 چہ اوہ تو مانسہ درج روان  
 نظر سے جو غائب ہوا وہ امیر  
 جدھر جاتے دیکھا تھا اُس ماہ کو  
 اٹھا دردِ جی سنسانے لگا  
 بڑھیں شدتیں غم کی بیداد کی  
 زمین تر ہوئی اشکِ خوناب سے  
 بڑھا ضبطِ فریاد سے سازِ دل  
 چھوٹے لگا دردِ دل نیشتر  
 ٹھپ دل کی چھین کرنے لگی  
 تصور میں ہونے لگی ہمنام  
 رخِ زرد پر اشک بننے لگے  
 غمِ دل سے برہم کیا سازِ عیش

نظر میں کے گرنے لگے پھر ساری  
 نگاہیں گھٹی گھٹی کے روئے نسیم  
 وہاں کے نصرت ہوئی آرزو  
 غمِ نامرادی رہا یہ مہمان  
 ہوئی سخت محزون وہ غم کی اسیر  
 وہ حسرت سے دیکھا کی اُس راہ کو  
 ٹھپ کر جگر منہ کو آنے لگا  
 گھٹی تاب تکلیفِ فریاد کی  
 ہوا دمِ خفا جانِ بتیاب سے  
 خموشی بنی غم پر دازِ دل  
 لگی لوٹنے بسترِ یاس پر  
 وہ رو رو کہتی سے گزرنے لگی  
 سکوتِ سخن بن گیا راز دار  
 لبِ خشک کچھ اور کہنے لگے  
 یوں میں حسرتیں رخنہ اندازِ عیش

اُمنگین دھانے لگیں شوئیان  
 چھری بن کے ہر سانس چلنے لگی  
 پیچھی پچانس غم کی دل زار میں  
 جلانے لگا شعلہ آرزو  
 ہوا دل میں خارِ المِ رخنہ گہ  
 بڑھا ہجر میں ناتوانی کا زور  
 نفس زلیست سے تنگ آنے لگا  
 ڈرانا لہ آتے ہوئے تازبان  
 غم و درد نے قلب میں راہ کی  
 بڑھی ضبط سے اور دل کی اُمنگ  
 کیا صرصر غم نے جی کو ٹھحال  
 گلِ رُخ پہ چھایا خزان کا اثر  
 قلق دل میں کرنے لگا انتظام  
 ستر گئی واشدِ دل کے ساتھ  
 فراقِ صنم ہوش کھونے لگا

ہوس دل میں لینے لگی خشکیاں  
 تمنا کلیجے کو ملنے لگی  
 بھرے اشک بھی چشمِ خونبار میں  
 ہوا خشک سارے بدن کا لہو  
 کیا ناوکِ غم نے چھلنی جگر  
 جھکانے لگی حسرت و صلِ گور  
 اُسے نام سے تنگ آنے لگا  
 رہا دل میں ٹھٹھٹ کے شوقِ غلام  
 اجازت نہ دی شرم نے آہ کی  
 لگی ہونے یاس و تمنا میں جنگ  
 لگا جھلکانے چراغِ جمال  
 اُڑا رنگِ چہرے کا بن کر خبر  
 بنا حسرت آباد سینہ تمام  
 جلی روح بھی نہضِ بسمل کے ساتھ  
 سرشکِ المِ جی ڈبوئے لگا

ہوئی زرد مانند برگِ خزان  
 دل زار پاتھون سے جانے لگا  
 بہت دیدہ ترے تدبیر کی  
 وہ چھلین مٹین خاطر زار کی  
 ہوئی فرقت یہ جانی سے تھک  
 گھلا دل ہی میں دم چیرانے لگا  
 شب و روز گزرا جو بچ و ملاں  
 کھر چنے لگا دشمنہ غم جگر  
 دل و جان سے ربطِ تمنا بڑھا  
 بڑھا رفتہ رفتہ جو شوقِ وصال  
 جلانے لگا دل کو سوزِ فراق  
 شررتھا جو آنسو ٹپکنے لگا  
 ہوئی گرم چھاتی تب ذوق سے  
 یہ کہنے لگی کب تک آفت سہون  
 جنون طاقت ضبط کھونے لگا

بنی سوکھ کر ریشہ زعفران  
 طبیعت کو صبر آزمانے لگا  
 بجھی پر سرِ مونہ دل کی لگی  
 بنی جان پر اس دالِ فگار کی  
 کیا شہ فرما نے زندگی سے تنگ  
 کیجیہ عسیم یا رکھانے لگا  
 بنی بدر سے گھٹ کے وہ مہ ہال  
 بہانے لگی لختِ دل چشم تر  
 ہم آغوشیوں کا تقاضا بڑھا  
 طبیعت لگی رہنے ہر دمِ نڈھال  
 بھڑکنے لگا شعلہ اشتیاق  
 کلیجہ حرارت سے پکنے لگا  
 جگر بھن گیا آتشِ شوق سے  
 مصیبت سی ہو تو مصیبت سہون  
 تو خوش سے کچھ ساز ہوئے لگا

وہ مجبور آخر ہوئی درد سے  
ادا اسکی چاہت جتانے لگی  
بنے اشک گلزنک غمازدل  
طبیعت تب غم سے گرنے لگی  
ہوئیں آہ کی دل میں پٹیاں  
تب غم سے دن رات جلنے لگی  
بناتا ر شعلہ ہر اک تارِ مو  
ستمگاری جو شِ سودا بڑھی  
ہوئی نامِ راحت سے وشتائے  
سیہ زلف اک اژدہا ہوئی  
بکپنے لگی مانگ سے بیدار  
کشاکش ہوئی جو غم یار سے  
سیہ چوٹی نالین سی ڈسنے لگی  
نہ وہ مانگ پٹیاں نہ آرائشیں  
بنیں حلقہ و ام غم بالیاں

بڑھی گرم جوشی دم سرد سے  
نگا ہوں میں اک بات آنے لگی  
دکھائے نلکین چتونین رازِ دل  
ہمسنی لب تک آ کے پھرنے لگی  
اڑیں آتش غم کی چنگا ریاں  
دھوان بن کے حسرت نکلنے لگی  
سراپا بنی شعلہ آرزو  
گریبان درمی کی تمنا بڑھی  
بڑھی زیبِ زینت سے نفرت اُسے  
اُسے نکھی چوٹی بلا ہو گئی  
یہ سمجھی کہ سر پر کھینچی ہو یہ تیغ  
اُنھنے لگی زلفِ خمدار سے  
شب غم کسوٹی پہ کسنے لگی  
نہ مشاطہ سے ٹیڑھی فرمائشیں  
چبھی گونج مانند نوکِ سنان

کرن پہلے تھے سو میں تھے غرق  
 نہ پستہ نہ بالانہ بالی رہی  
 نہ جھومر میں باقی رہی وہ جھلک  
 شبِ غم میں یوں خاک اُڑاتی تھی  
 نہ ابرو میں کس بل نہ آنکھوں میں خواب  
 نہ وہ پردہ داری حیا کی رہی  
 شہرارت گئی اگلی چٹون کے ساتھ  
 نہ عشوہ نہ وہ سحر کاری رہی  
 تپِ غم سے وہ زرد ایسی ہوئی  
 نہ ہر وقت آئینہ پیشِ نظر  
 نکا ہوں سے جاتا رہا وہ حجاب  
 نہ مستی کا لب پر جمانا کبھی  
 نہ وہ خالِ ابرو کی آرائشیں  
 گلے ملنے کا جو بڑھا حوصلہ  
 ہوئی زار اس درجہ وہ دل علی

ترپنے لکین بجلیاں شکلِ برق  
 طبیعت مگر لا اُبالی رہی  
 نہ افشان میں وہ پیشتر سی چمک  
 کہ صنو چاند تاروں کی جاتی تھی  
 نہ یہ سرمہ آگین نہ وہ وسعہ تاب  
 وہ شوخی نہ بانگی ادا کی رہی  
 رہی سبکیسی چشمِ پرفن کے ساتھ  
 نکا ہوں پچھرت سی طاری رہی  
 کہ رنگت گلابی بسنتی ہوئی  
 نہ اب رنگ و روغن وہ خسا پیر  
 چھپی گرو میں تابِ رخ کی نقاب  
 نہ بھولے سے بھی پان کھانا کبھی  
 نہ وہ حُسنِ صورت کی زیبائشیں  
 لگا گھوٹے طوق اُس کا گلا  
 کہ چپا کلی سے بڑھی بے کلی

نہ وہ موتیوں کی لڑمی تا بدار  
 بہت دست و پانا تو ان ہو گئے  
 نہ اب وہ نکھرنا نہ اب وہ سنگار  
 نہ اب وہ نہانا نہ دھونا اُسے  
 نہ اٹھنا وہ گیسو سنوارے ہوئے  
 نہ اٹھیلیوں سے ٹھلنا رہا  
 ہوئی ضعف سے ایسی زار و زلزل  
 بڑھا اس قدر زور کم طاقتی  
 تصور کو جانا کہ ٹپٹی کی آڑ  
 نہ وہ دل لگی اب نہ وہ قہقہہ  
 کیا غم نے مسدود وہ باب عیش  
 اُسی باغ میں جا کے رہنے لگی  
 کہیں کا نہ آنا نہ جانا رہا  
 کوئی شہ نہ دولت بظاہر رہی  
 جو گوہر نے دیکھا یہ سامانِ غم

گلے کا بنے اشک گل رنگ ہار  
 سبک زیور اُسپر گر ان ہو گئے  
 نہ کپڑے بدلنا وہ اب بار بار  
 بس اشکوں سے انچل بھگوننا اُسے  
 نہ چلنا وہ سینہ اُچھا رہے ہوئے  
 نہ تلوون سے وہ دل کا ملنا رہا  
 کہ اب روان بھی ہوا اُسپر بار  
 کہ انچل سنبھالے نہ سنبھلا کبھی  
 دوپٹے کے سائے کو سمجھی پہاڑ  
 نہ وہ عیش و عشرت کے چرچہ رہے  
 کیے ترک اُس نے سب اسباب عیش  
 اکیلی غم و درد سہنے لگی  
 فقط ناز کی کا بہانا رہا  
 مگر نام کو وہ جو اہر رہی  
 گئی پاس اُس کے وہ محوِ الم

<p>ابھی سے جدائی میں سودا ہوا  نگاہوں کی حیرت فروشی ہو کیوں  خدا کے لیے مفت رسوا نہ ہو  نہ جپٹوں سے کچھ تاڑ جائے کوئی  یہ پڑھنے لگی پر چشم پر آب</p>	<p>کہا ای جو اہر تجھے کیا ہوا  زبان آشناے خموشی ہو کیوں  اکہیں اور کچھ بات پیدا نہ ہو  نہ ناموس پر حرف آئے کوئی  یہ سن کر دیا کچھ نہ اُسے جواب</p>
--	--

غزل

<p>میں بس ہوں اُنکو خبر بھی نہیں  ابھی دل نہ تھا اب جگر بھی نہیں  تو پھر دیکھ لینا کہ سر بھی نہیں  آنکھیں رحم اس حال پر بھی نہیں  نہیں طول تو مختصر بھی نہیں  کہ اب جانبِ در نظر بھی نہیں  ساتے ہیں پر اس قدر بھی نہیں  یہ دیکھا تو گو ہر ہوئی بمقام  جو کرنا ہو اب کرو داناں سے</p>	<p>غمِ دل میں اتنا اثر بھی نہیں  مجھے کھائے جاتا ہو یہ کسا غم  جو کچھ دن رہا جوشِ سودا یہی  بنایا مجھے غم نے تصویرِ یاس  کہا تک سنو گے مری داستان  رہوئی اُنکے آنے سے یاسِ قدیم  زمانے میں معشوق اسی بنی ظہیر  یہ پڑھو پڑھو کے روتی رہی زارِ دل  کہا تجھ پہ صد قے میں سو جان سے</p>
--	---

<p>مٹھے حکم دے تو ابھی جاؤں میں          رفاقت کو حیلہ بھی موجود ہی          پہنچ جائیں تاہم حج لا کلام          مگر ای رفقان بہت شعور          غرض ختم جب یہ فسانے ہوئے          پہر رات گزرے وہ سارے حزین</p>	<p>اُسے ڈھونڈ کر ساتھ لے آؤں میں          بہر نوع یہ فال مسعود ہی          کہ معلوم ہو سب نشان و مقام          کسی پر نہ یہ راز ہو آشکار          وہ لیٹی ہی دل میں ٹھانے ہوئے          روانہ ہوئے جانب شاہ دین</p>
---	---

## لاہزن

<p>پلا سا قیاب وہ جامِ عقیق          شباب اٹھ فلک ستایا ہوں آج          لگا دے مرے منہ سے تو خم کے خم          ملے وقت دونوں گیا دن گزیر          کھلے سر لرزتے ہوئے بیٹھ کے          گیا سجدے میں آفتابِ منیر          نازی جو مسجد سے چلتے ہوئے          ملا راہ میں اک غریب الوطن</p>	<p>کہ میخانہ ہو رشک بیتِ الحقیق          بہت پھر پھر اک رہیں آیا ہوں آج          تو بتلاؤں کیونکر ہوئے ہوش گم          گلابی مصلا بچھا چرخ پر          نازِ شہیدان پڑھی مہر نے          شعاعوں نے پھر اسلامِ اخیر          چلے گھر کی جانب ٹہلتے ہوئے          سراپا مصیبت سراپا محن</p>
--	--



گر بیان دریدہ شکستہ لباس  
 چہے خار تلون میں زخمی بدن  
 جی گرد چہرے پہ تن پر غبار  
 جنون سے چہرے کے دمساز بہت  
 ہوئے جمع لوگ اسکو جو دیکھ کر  
 کسی نے کہا ہو جو یہ ہے سکون  
 کوئی بولا ہو کوئی مرد نجیب  
 ہو احرف زن کوئی یہ کچھ نہیں  
 بھڑکتے اپنے تن پر رمانے ہو  
 تلامش دلا رام میں سینہ چاک  
 پریشان بالون سے ہو آشکار  
 یہ کہتی ہو چتون کہ بیمار ہو  
 اشارہ ہو تیور کا احوال دید  
 دکھاتے ہیں یہ دیدہ انتظار  
 رخ زرد کے رنگ سے ہو عیان

خون میں لیکن سیات کی باس  
 ہوا پر طوفان شکل گل پیر میں  
 سفر کے مصائب سے زار و نزار  
 لگا ہوں میں جنت کے اندر بہت  
 وہ نکلنے لگا اجنبی سنا دھڑ  
 خدا جانے کب سے ہو اسکو جنون  
 پڑی کوئی آفت ہو ایہ غریب  
 کسی کا ہو شیدا یہ اند و ملیں  
 فقیرون کی صورت بنائے ہو  
 شب و روز اڑانا جو شہر و ملک خاک  
 ہو تیغ دل اسکا کسی کا شکار  
 کسی کی محبت کا آزار ہو  
 کسی تیغ ابرو کا ہو یہ شہید  
 لگا ہوں میں مشتاق دیدار یاد  
 تب عشق نے کر دیا ناتوان

لب خشک کی ہو ہوس آشکار  
 کفن کا سر دوش اظہار ہو  
 یہ کہتی ہو گردِ درہ جستجو  
 ہوا اشکِ گلزنک سے یہ عیان  
 نگاہوں کی حیرت سے ہو آشکار  
 یہ سینہ کے داغوں سے ظاہر ہوا  
 نہیں اور اس ملاغری کا سبب  
 یہ گرد اور یہ خستگی ہو گواہ  
 یہی ذکر کرتے تھے برناؤ پیر  
 وہ چلتا ہوا سانپ اک ہاتھ میں  
 وہ پکڑی ہری سر گھٹائے ہو  
 عمامہ کے اندر کلہ پُر شکن  
 وہ ریشِ مقطع گھنی بے گمان  
 وہ کہہ کہہ گئے یا حق تڑپنا اُسے  
 اُسے فکرِ تلبیس میں گھومنا

کہ چوسین لبِ لعل نوشین یار  
 کہ ہر وقت مرنے کو طیار ہو  
 ملی خاک میں مل کے یہ آبرو  
 ہیں مژگانِ غم ہجر سے خونچکان  
 یہ ہو آئینہ دارِ حسن نگار  
 کہ گل کھا کے اُلفت سے ماہر ہوا  
 کسی کے ہو موئے میان کی طلب  
 کہ آیا ہو چل کر مہینوں کی راہ  
 اُدھر ہو کے نکلا یہ لواک بشریر  
 شیا طین بھی ایک دوسا تھ میں  
 مشائخ کی صورت بنائے ہو  
 ہری گھانس کے نیچے جیسے لگن  
 کوئی بغس کی ٹٹی ہو یا سائبان  
 تذبذب کے مالے کو چپنا اُسے  
 وہ نیچی نگاہ میں مگر جھومنا

وہ احسان فرموش ناحق شمار	تکلف سے پہنے ریا کا لباس
قریشی نہ وہ نسل سادات سے	مگر خوش خوشامد کی ہر بات سے
تصنع سے ہر دم تشکبجہ میں وہ	گرفتار نخوت کے پنجے میں وہ
رگڑتا تھا پتھر پہ سر حیلہ ساز	کہ گھٹے سے جانیں سب اہل نماز
نہ عالم نہ وہ کوئی صاحب کمال	حیاقت کے فن میں عدم المثال
لیاقت تو یہ اور ایسا فصیح	نہ بولا کبھی لفظ کوئی صحیح
یہ اظہار لوگوں سے باجہ وکد	کہ یہ ساری نخوت ہو میراث جد
دھرا آگے پھونکا ہوا تیل ماش	اُسے کالے مینڈھے کی ہر دم تلاش
گیا کوئی لے کر اگر کچھ امید	تو پہلے کہا مرغ لاؤ سفید
اُسے بیر بھیر وں کی حرمت کمال	بھوانی کے بکرے اُسے سب حلال
بنا شیخ سد و جو وہ بزر پرست	ہٹیلے کے مرغے ہوا کھا کے مست
برادر بڑا شیخ نجدی کا وہ	ڈلارا بہت کالی دیہی کا وہ
وہ فتنے کی پڑیا وہ قامت قصیر	عزازیل کا وقت پیری شیر
اُسے یاد دو چار سفلی عمل	پڑا جس سے ایمان اُسکے غفل
نہ تصدیق مرشد نہ یاد خدا	بھروسا اُسے نقش و اعمال کا

دیکر جانیں صاحب اہل نماز

دوسرا کہ میں نہیں ہے یقیناً کچھ اثر

پر ان تین نہیں بے یقین کچھ اثر  
 نہ الفت خدا و نبی سے اُسے  
 وہ دنیا کا عاشق اُسی کا خیال  
 حسد نفس و شیطان سے اُلفت اُسے  
 لیے ساتھ ایک بوریائے ریا  
 ہوا و ہوس کا وہ ہر دم کفیل  
 جو دیکھا ہو اکہ مرد معمور عشق  
 قریب آ کے اُس وقت اُس سے کہا  
 کہا قاف سے آ رہا ہوں ابھی  
 کہا اسکا شہر مدایت ہے نام  
 کہا ہے بیان کا جو شاہ و جہان  
 کہا آج تشریف رکھے ہمیں  
 یہ سن کر چلا وہ خمستہ صفات  
 پکارا اُدھر سے کوئی نوجوان  
 خبردار جانا نہ تو اس کے ساتھ

کہ میں فطرتی سارے نفع و ضرر  
 نہ کچھ عشق مولا علی سے اُسے  
 اُسے زندگی ماؤمن سے محال  
 بنی فاطمہ سے عداوت اُسے  
 فقیری کی بو سے بھی نا آشنا  
 خدا خلق دونوں کے آگے ذلیل  
 سراپا و فاسر بسر نور عشق  
 کہاں سے تو آتا ہے ایسے لقا  
 ہو کیا نام اس شہر کا شاہ جی  
 یہ کیسے بیان آپ کا کیا ہے کام  
 مجھے اُس سے ملنا ہے ایسے کاروان  
 سحر کو وہاں لے چلینگے ہمیں  
 کہ ساتھ اسکے مسجد میں کاٹے وہ رات  
 کہ او تختہ مشق جو ربتان  
 بہت روئیں گے ہاتھ پر رکھ کے ہاتھ

وہ اک مرد چالاک و عیار ہے	بہت سخت نا اہل و متکار ہے
ملا ہوا سے ورثہ غرور کا	ابو جہل ہے نام مودود کا
بھری مکر سے ہے یہ سب گفتگو	تو کھوٹی نہ کر منزل آرزو
یہ سن کر ادھر سے پھر امنیظیر	ہوے گردا سکے امیر و فقیر
کہا اس سے یہ بعد تفتیش حال	کہ اس وقت وہ شاہ قدسی خصال
اراکین دولت کو لیک کر تہا	لب جو جاتا ہے دربار عام
وہین ہو گا وہ خسرو ارجمند	کہ میدان کی چاندنی ہو پسند
چلا جا اسی دم تو دربارین	نہیں روک ٹوک اسکی سرکارین
وہاں کچھ سفارش کی حاجت نہیں	کسی واسطے کی ضرورت نہیں
محبت سے جاتا ہے جو اسکے پاس	عنایت سے پیش آتا ہے بقیات
یہ سن کر وہ دلدادہ بنیظیر	چلا سوئے سلطان سیر و وزیر

## رحمت

پلا اب وہ مے بھر کے ساقی ایغ	بدرتک رہے جس سے روشن رخ
اٹھا جام دے راج روح رول	بنادے مجھے جان بیرمغان
چھکا دے تو بس آج ام خوش غل	کہ یونہی ہو تقدیر روز ازل

سرِ شام اک دن گلِ آفتاب  
 شفق کی چمک منہ چھپانے لگی  
 ستارے ہوئے چرخ پر جلوہ گر  
 میانِ حسینانِ رشکِ قمر  
 وہ محبوبِ یزدانِ بشیر و نذیر  
 نزاکت ہر اک عضو میں جا لگیر  
 عجب رومے تابانِ عجب آب و تاب  
 وہ محبوبِ عالم شرِ اصفیا  
 نہیں ہوتے انسان ایسے وجیہ  
 وہ فرقِ معلّا کی شانِ علما  
 ازل سے ملی اُسکو یہ برتری  
 عروجِ سرِ بامِ اتیسد ہر  
 وہ گھونگر سے کچھ بالِ انکھے ہوئے  
 سیاہی میں وہ زلفِ ظلمت کا دل  
 جو بننے میں خوبون کی تصویر ہو

لگا ڈالنے زعفرانی نقاب  
 سیاہی سی ہر سمت چھانے لگی  
 جلایا فلک نے چیراغِ قمر  
 ہوا کہ مہرِ حسنِ ازلِ جلوہ گر  
 فرستادہ خاصِ ریتِ قدیر  
 صباحتِ مٹا رہِ رخِ دلپذیر  
 کہہ پر تو سے بجلی بنی موجِ آب  
 حبیبِ خدا وارثِ انبیاء  
 مگر یک قلمِ نور کی ہر شبیہ  
 جہان تک نہ پہنچیں قیاس و ذکا  
 کہ حاصل ہو کونین کی سروری  
 وہ سرِ مایہِ فخرِ جاوید ہو  
 کچھ اُنکھے ہوئے کچھ وہ سُلجھے ہوئے  
 شبِ ہجر بھی جس سے ہو منفعل  
 بگڑنے میں عاشق کی تقدیر ہو

کہ ہوا آسان جلال کی برہم  
 کہ ہو سجدہ گاہِ مہ و آفتاب  
 جو پیش آئی ہو اس میں تشریف  
 بیاض جمال دل آرائے حق  
 امانت گو نور بہت کریم  
 سرِ مطلع صبح فتحِ مبین  
 کہ خط کھینچ گیا خطِ تقدیر پر  
 کہ تقدیر ہو انکی مرضی کا نام  
 جنہیں خوفِ حق ہو نہ کچھ باکِ خلق  
 جو سٹے تو حد سے ستم بڑھ گیا  
 کہ بے سہرہ رہتی ہیں وہ سرکین  
 قیامت ہو مسازفتنہ رفیق  
 ابھی نکلے ہیں خون میں ڈوب کر  
 کہ بھلی گرائی ہو دکھلا کے تیر  
 بناتی ہو گھر جا کے پتھر میں یہ

نہ کیوں اُس حسین کی کرین نجرِ قدر  
 عجب روشنی ہو عجب آب و تاب  
 یہ لوحِ دو عالم کی تفسیر ہو  
 تجلی کہ حسنِ زیبا ہے حق  
 زیارت کہ خاصِ حسنِ متدیم  
 وہ روشن گردِ دل کشادہ جبین  
 ہو خطِ جبین سے عیان سرِ سر  
 یونہیں کاٹتے ہیں یہ مضمون تمام  
 وہ ابرو قیامت کی سفاکِ خلق  
 چڑھے تو نظر پر کوئی چڑھ گیا  
 دو چشمِ فسوں گرا دادِ آفرین  
 مصاحب ہو سستی شرارتِ شفیق  
 غضب کے ہیں وہ لال ڈوبے مگر  
 وہ تر چھی نظر کس بلا کی شریر  
 نہ بیٹھی کبھی چین سے نظر میں یہ

لگی سرسری ہوئی کارگر  
 کبھی دیکھنا پشت پاکی طرف  
 تغافل سے پہلو کبھی دیکھنا  
 وہ باللی ادا میں وہ ترچھی نظر  
 شب و روز رہتی ہیں اس تاک میں  
 کسی کو نہ بھر کر نظر دیکھنا  
 اُدھر دیکھنا ہوں جدھر دل چلے  
 شب و روز پھرتی ہر ساغر بہت  
 وہ گونشتہ میں مست و سرشار ہوں  
 اڑی گاہ وہ بن کے شہباز حسن  
 کیے صید عشاق کے مرغ ہوش  
 کبھی موج بحر محبت میں  
 دکھائی روانی ہم ذوق کی  
 بنی گاہ باغ حقیقت کی بو  
 سو نکھائی شمیم ریاض الست

وہ برچھی کی برچھی نظر کی نظر  
 کبھی سینہ با صفا کی طرف  
 وہ لڑکا کے گیسو کبھی دیکھنا  
 جو پھیریں چھری حلق عشاق پر  
 کہ مل کر ملائیں کسے خال میں  
 اُدھر دیکھتے ہی اُدھر دیکھنا  
 یہ مطلب کہ آپس میں کچھ تو چلے  
 کہ ہر ساقی جامِ عمد الست  
 مگر کام سے اپنے ہشیار ہوں  
 بنی گاہ طاووس ملتا ترخس  
 پھری سوسو ست و عشوہ فروش  
 کبھی شور دریاے اُلفت میں  
 سنائی صدا گریہ شوق کی  
 بنی گاہ گردِ رہ آرزو  
 کیا منزل عشق کا بندہ بہت



بنی یسقل تیغ خوبی کسین  
 کسی سے کیا دور لاف و گراف  
 کبھی بن گئی وہ کسند امید  
 کبھی بام وصلت پہ پونچا دیا  
 کبھی برش تیغ قاتل بنی  
 کہ جسکو وہ سفاک اشار کرے  
 کبھی دامن رشت و حشت بنی  
 کسی کا کیا جامہ تنگ چاک  
 بنی گاہ دربان باب کرم  
 جو مغرور یا گرایا اُسے  
 یہی فاتح باب امید ہی  
 عجب رنگ میں ہی یہ ڈوبی ہوئی  
 جو دل تل گیا خوب توڑا اُسے  
 وہ کھینچے ہوئے تیر مرگان کی  
 انھیں سو جھتی ہو بہت دور کی

بری بن کے شیشے میں اتری کین  
 کسی کا کیا دل کا آئینہ صاف  
 کبھی رشتہ اُردو رہا سُنے وہ  
 کبھی جلوہ یار رکھ دیا  
 کبھی سحر سرت کا ساحل بنی  
 یہ تلوار کے گھاٹ اُتار کرے  
 کبھی تار دامن رحمت بنی  
 دیا گاہ غلت کا لبوس پاک  
 بنی کہ عصائے ضعیفانِ غم  
 جو عاشق گرفتار اُٹھایا اُسے  
 کلید و رنج توحید ہی  
 کہ باقی نہیں نام کو بھی دوئی  
 غرض جسکو تانا کانا چھوڑا اُسے  
 کہ ہو طائر قدس منکا ہدف  
 کہ چوکی پہ مین چشمہ نور کی

وہ پلین ہیں یا پر وہ حسن ہیں  
 وہ بینی کہ منقار طوطی حجل  
 اگر یہ نہ ہو حسن سب خاک ہے  
 وہ روئے نگارین بہا جمال  
 وہ رخسار نازک وہ رنگین غدار  
 وہ آئینہ صورت لم یزل  
 وہ بدر جمال رخ تابدار  
 وہ رخ مطلع صبح حق الیقین  
 وہ زنگت گلہابی نزاکت بھری  
 حسین اسقدر وہ مہر دلنواز  
 وہ تابندہ رخ صورت مہر نور  
 نزاکت کا اُسکی یہ شہرہ ہر آج  
 وہ مہر سعادت وہ بدر اللہ جی  
 فروزان ہوا ایسا کہ نزدیک دور  
 گل جان کا پہلا ورق ہو یہی

کہ مدت سے پروردہ حسن ہیں  
 صفائی میں نہر لبین منفعل  
 غرض چہرہ حسن کی ناک ہے  
 گل بوستان کمال و وصال  
 ریاض لطافت کی تازہ بہار  
 صفائے دل اہل حسن عمل  
 وہ مہر جلال خداوندگار  
 صبیح و شگفتہ یلح و حسین  
 کہ جیسے کوئی پیکھڑی ہو دھری  
 کہ خود حسن کو اُسکے جلوے پہ تاز  
 تجلی وہ شعلہ شمع طور  
 کہ شرماتے ہیں جس سے تارک مزاج  
 وہ شمع حقیقت وہ شمس الضحیٰ  
 برابر اُسی کا ہوا آنکھوں میں نور  
 سر صفہ صنع حق ہے یہی

وہ لہائے معجز بیان و فصیح  
 کرین کیون نہ عشاق کو پھر حلال  
 وہ ابرو گہ بار شیرین زبان  
 فصاحت کے دریا کی کیتا ننگ  
 کہے جو وہی ہو یہ ہوا اختیار  
 عصائے دل اہل بہت ہو یہ  
 جو کہے نہیں نہیں کچھ شک و شبہ  
 وہ گوش حسین رازدار نکات  
 اور معرفت کے وہ دوکان ہیں  
 وہ گردن کہ اہل صفا منقل  
 نہ کیون قربت حق ہو اس سے فرید  
 بھرے گول بازو وہ عالی وقار  
 یہ نازک کلائی کا اس گل کی رنگ  
 وہ پنچہ جو عشاق کا دستگیر  
 وہ پنچہ کہ جس میں خدائی کا زور

بھرن جنکے اعجاز کا دم شمع  
 کہ بے پان کھائے وہ رہتہ ہیں لال  
 کرے جو کہ سر سبز لشت جہان  
 کرے قافیہ جو باغ کا تنگ  
 کہ ہو سیف حکم خداوندگار  
 کلید در باب رحمت ہو یہ  
 اسے لوگ کہتے ہیں مفتاح غیب  
 سنا کرتے ہیں جو محبت کی بات  
 عقیق سماعت کے وہ کان ہیں  
 صراحی بلور جس سے نخل  
 کہ ہو یہ گزر گاہ حبل المورید  
 کہ ہو ماہی آسمان بھی نثار  
 تصویر بھی پھولوں کا ہو جس کو ننگ  
 کہ پنچہ میں جسکے دو عالم اسیر  
 وہ قدرت سلیمان بنے جس سے سور

وہ ناخن کہ مہر سپہ کمال  
 نشانے پہ جوڑین اگر تیر کو  
 غضب کی وہ گرمیِ تحسنِ شباب  
 نہ کیوں اُس سے ملکر ہو خوش ہر لول  
 اسی عالم وجد میں وہ جوان  
 ستاروں کے مانند میر و وزیر  
 یہ دیکھا تو وہ بنیٰ ظہیر  
 مگر روکنے کو اُٹھے کچھ شہر  
 نہ روکے رُکا پر وہ کس دلیر  
 سبھوں کو ہٹا کر وہ عالی وقار  
 ادا کر کے سارے رسومِ نیاز  
 اٹھا شاہِ عالم اٹھایا اُسے  
 کہا تجھ پہ کیا ایسی آفت پڑی  
 کہا میں ستم دیدہ ہجریار  
 کبھی تھا شب و روز سرگرم ناز

بنائیں بڑھون نیا اک ہلال  
 بنائیں وہ تقدیر تدبیر کو  
 کہ چسپ دلِ قدسیان ہو کباب  
 کہ خوشبو ہو وہ دونوں عالم میں بھول  
 مودب گیا پیش شاہِ جہان  
 فراہم ہین گردِ شہر و شہر  
 بڑھا ہر پاؤں سلطانِ دین  
 کہ جانے نہ پائے اُدھر بنیٰ ظہیر  
 کہ ہوتا ہو شیردن کا بچہ بھی شیر  
 گیا پیش محبوب پروردگار  
 ہوا وہ قدموں شاہِ حجاز  
 گلے سے اُسی دم لگایا اُسے  
 کہ طوکر کے آیا یہ منزلِ کثری  
 امان خواہ آیا ہوں باحالِ نزار  
 پر اب ہوں اسیرِ طہیم مجاز

ہوا باب غفلت سے داخل یہاں	نہیں ملتا اب مخلصی کا نشان
یہ کلمہ سنایا سب احوال خواب	وہ ارشاد مہر ہدایت مآب
کہا اُس شہنشاہِ دین نے کہ ہاں	میں پہلے سے ہوں واقفِ دستاں
مجھے بھی دکھایا اُسی نے یہ خواب	کہ آتے ہی کرنا اُسے فیضِ باب
وہ آلام سے دل شکستہ بہت	ہو تیر ملامت سے خستہ بہت
وہ جو کچھ کہے دل سے کرنا قبول	کہ ہو وصلِ محبوب اسکو حصول
حصوری ہوئی ہو جو حاصلِ نتھے	بنا دو ننگا انسانِ کاملِ نتھے
مرامیہ ناز و عشرت ہو تو	یہاں صدرِ بزمِ محبت ہو تو
بسر کر مرے ساتھ آرام سے	چھکا دو ننگا تو حید کے تاج سے
یہ کلمہ بٹھایا اُسے جائے صدر	رخِ زرد اُسکا کیا رشتہ کب بدر
غرض جتنے موجود تھے اہلِ دین	اُس سے با حسنِ صدقِ یقین
اسی طرح ہر ایک میر و وزیر	ہوا حکمِ حاکم سے فرمانِ پذیر
جلیل و حسین عالم و ذی وقار	رفیق اُسکو شہ نے دیے بیشمار

وہ شہر ہدایت میں رہنے لگا

جو گزری تھی دل پر وہ کمنے لگا

## بشارت و تصدیق

پلا سا قیا بادہ وصل یار  
 دینے جا وہی مایہ اختصاص  
 چھکا مجھ کو جام بشارت سے آج  
 شب وصل آئی گیار وز ہجر  
 افق پر سر شام ہی ماہتاب  
 درختوں پہ چاندی سی چڑھنے لگی  
 رو پہلی کرن آسمان پر تمام  
 پڑی پانی پر چاندنی کی جھلک  
 وہ کل کل کے ابرک شعلِ قمر  
 برسنے لگا نورِ فلک سے  
 ہوا اس قدر روشنی کا و فور  
 بنے آئینہ سارے دیوار و در  
 تجلی کثافت کو دھوئے لگی  
 نظر آئے ہیں ٹیکرے جو اُدھر

کہ ہو چڑھتوں شب کی دوئی بہار  
 ازل سے ہوں میں تیرا محبوبِ خاص  
 بنا کا مل اپنی عنایت سے آج  
 مبدل ہوا سارے سوزِ ہجر  
 وہ چمکا اٹھا کر بسنتی نقاب  
 تجلی بھی اٹھلا کے بڑھنے لگی  
 اڑانے لگی ریزہ سیمِ خام  
 دکھانے لگی موجِ دریا چمک  
 چھڑکنے لگی سطحِ آب پر  
 تجلی اُبلنے لگی خاک سے  
 بنی ہر کرن تارِ بارانِ نور  
 سفیدی پھری ہر در و بام پر  
 رکائوں پہ قلعی سی ہونے لگی  
 وہ کوہِ صفا بن گئے سرسبز

بلند می پیا ب بدر آئے لگا  
 بہت تل بنے دیدہ حور مین  
 جو تھے خاص خاص اور معمور نور  
 پا پڑ کر ضیا کمکشان کی کند  
 ضیا جلی دارغ جگر کی بہت  
 اندھیر کو سایہ ترسنے لگا  
 ہوا اس ناز سے چاندنی جلوہ گر  
 تجلی سے وادی یہ معمور ہو  
 وہ چولم جلے جلے ہیں جو سامنے  
 دکھاتے ہیں اسوقت کیسی بہار  
 چمک ریگ پر صحن بلور کی  
 یہ عالم جو دیکھا تو شکل کتان  
 شعا خون سے اڑنے لگے جو شر  
 لگے بھونکنے اٹھ کے کتے کہین  
 ہر اک حاسد ایسا ہی بکتار ہا

ستاروں کو نہ پنا دھانے لگا  
 بہت چھپ گئے چادر نور مین  
 وہی کچھ جھلکتے رہے دور دور  
 لگی تاسیر بام بخت بلند  
 بڑھی نو چراغ قمر کی بہت  
 درختوں پہ جو بن برسنے لگا  
 کہہ سکتے کے عالم مین ہو ہر شجر  
 کہ موج ہوا موجہ نور ہو  
 کٹوری سی چاندنی کی سر پر یہ  
 کہ ہوں ٹوٹ کر جن پہ تاسے نثار  
 بچھائے ہوئے چاندنی نور کی  
 ہوا پارہ پارہ دل عاشقان  
 سوئے چرخ اڑے کبک پر کھو لکر  
 مچانے لگے شور کوئے کہین  
 مگر بدر تابان چمکتا رہا

سٹارفتہ رفتہ وہ شور و شغب  
 چمکنے لگا سر پہ بدر منیر  
 پئے المیہ نظر کہ نورِ ماہ  
 طبقِ مین زبرجد کے درشاہوار  
 تھک ٹپک چاندی کا باندھے ہو  
 وہ بھیگی ہوئی آبِ رحمت سے رات  
 وہ شبنم کی خنکی وہ ٹھنڈی ہوا  
 وہ شاخون کا جھلنا لپکنا گریہ  
 وہ میدانِ مین چاندنی کا سماں  
 نجوم و قمر کا وہ عکس آبِ مین  
 وہ ہر سمت چھایا ہو انورِ بدر  
 بھری نور سے ڈالی ڈالی تمام  
 نہ کوئی مصاحب نہ کوئی مشیر  
 وہ اشعار پڑھنا چمکتے ہوئے  
 ہوا سن کے اُس شاہِ دین کو سُر

گئی تاکر زلفِ لیلا کے شب  
 بنا قبتہ نور چرخِ مسیر  
 چڑھا بام پر وہ شہِ عرشِ جاہ  
 قمر چن کے لایا برائے نثار  
 پھر اگر دُاس شاہِ ذیجاہ کے  
 کہ تر دامنون کی ہو جس سے نجات  
 وہ اشجار و آبِ روان کی فضا  
 وہ کہرون کا اٹھنا چمک کر مین  
 وہ شبنم کا گرد اُسکے کچھ کچھ دھواں  
 وہ پانی مین جلتی ہوئی مشعلین  
 وہ شبِ لیلۃ القدر کو جسکی قدر  
 وہ اغیار سے بزمِ خالی تمام  
 حضورِ مین حاضر فقط بینی ظہیر  
 وہ خاص اُسکے جملے پڑکتے ہوئے  
 لگا چلنے دورِ شرابِ طہور



وہی ساقی جامِ عرفان بنا  
 بیستر ہوئی قہمتوں سے یہ رست  
 وہ ساغر پہ ساغر چڑھاتے گئے  
 گنڈھے خم پہ خم اور سُبُو پر سُبُو  
 بہت دیر بیٹھے پلاتے رہے  
 ہر اک اشکِ شادی بہانے لگا  
 ہوا نقشہٴ بیخودی کا یہ جوش  
 محبتِ دوئی کو مٹانے لگی  
 بنا بسترِ عیشِ حسنِ قبول  
 چمکنے لگا چہرہٴ اُمید کا  
 کلی آرزو کی چٹکنے لگی  
 تمنائیں ہمدِ بنینِ شوق کی  
 گلے سے لگی مدعا کی اُمتگ  
 غمِ دل کا چلتا ہوا زہِ دام  
 خوشیِ قلب کو گدگدانے لگی

وہی قاسمِ آبِ حیوان بنا  
 پیالے کے دونوں نے آبِ حیات  
 لگاتار مستی بڑھاتے گئے  
 ڈھلی جائے ہر دم ہی آرزو  
 محبت کے نشے جھاتے رہے  
 لبِ جامِ ہنس کر رُلانے لگا  
 کسی کو نہ باقی رہا اپنا ہوش  
 تکلف کا پردہ اُٹھانے لگی  
 بچھانے لگی شوخیِ نازِ پھول  
 نگاہوں میں رنگِ اُلیا دید کا  
 وفا پنکھر سی ممکنے لگی  
 مرادوں میں بو آگئی ذوق کی  
 بندھا رخصتِ آہِ دزاری کا بھنگ  
 قلق نے کیا دوہری سے سلام  
 مسرت سی چہرے پہ بچھانے لگی

ملی تازہ بو گیسوئے یار کی  
 ہوس ول میں پہلو بدنے لگی  
 سکون دردِ دل سے ہوا ہلکا  
 طرب آ کے تشویش کھوئے لگی  
 دل و سینہ کے زخم بھرنے لگے  
 ہوا شوق کا ضبط پر دسترس  
 یقین نے اٹھائی لگمان کی نقا  
 شک و ریب روپوش ہونے لگے  
 نگاہیں لگین کہنے پیغامِ شوق  
 ادب سے بڑھیں آگے گستاخان  
 ارادے نئے داؤں چلنے لگے  
 بڑھا گرمی شوق سے ساز و باز  
 طبیعت کی شوخی بڑھی دہم  
 ملا سازِ تقدیر سے سازِ وصل  
 فرح بخش توفیق ہوئے لگی

کٹین بیریان ہند افکار کی  
 نکلنے کو حسرت سچنے لگی  
 تسلی ہوئی مولنس جان زار  
 بغلگیر تسکین ہونے لگی  
 سنگون کے جوہن اُبھرنے لگے  
 بڑھا جوش میں آ کے دسترس  
 نظر آئی ہر آرزو بے حجاب  
 مقاصد ہم آغوش ہونے لگے  
 تمنا نے چوسا لبِ جامِ شوق  
 مرادیں لپٹ کر بنیں وصلیان  
 وہ برسوں کے ارمان نکلنے لگے  
 عرق بن کے ٹپکا جبین سے نیاز  
 رُکاوٹ کی باتیں ہوئیں کالعدم  
 بجا پردے میں نغمہ رازِ وصل  
 تصور کی تصدیق ہوئے لگی

<p>             دل آسودگی خوب پیہم رہی              نہ باقی رہی دل میں کوئی ہوس              یہ سن کر بنا خود فراموش وہ              سنبھلا لاکر ضبطِ چالاک سے              کہا شہ نے اویہ اختصا میں              رہے اسکی تصدیق اویہ کیا نام              ملا ہو مجھے حکم میری میر              خدا نے دیسا بے نتھے بے ریا              ازل سے ہو تو عاشقِ زارِ حق              چلے گا ترا حکم آفاق میں              ترے دم سے پھیلے گا دنیا میں جوگ              نتھے ہم نے عالم دیے دس ہزار              علاوہ برین بشمار اہل دین              کرینگے تری پیروی خاصِ عام              سمجھتے ہیں اہل خبر بالیقین           </p>	<p>             وہی خلوت انس محرم رہی              عنایتِ پکاری کہ اللہ بس              ہوا جوشِ مستی سے بیہوش نہ              دیے چھیننے آبِ نرغ پاک نے              ازل سے ہو تو میرا محبوبِ خاص              میں تیرا ہی ہو کر رہوں گا دلام              لقبِ دون نتھے عاشقِ بنی فیلیم              ولی عہد کا تا ابد کر دیا              ہوا ارج صد شکرِ مختارِ حق              کہ تو صدرِ ہر بزمِ عشاق میں              کرینگے ترے نام سے عشقِ لوگ              مریدا و ہر دم ترے جانِ شمار              ترے دم سے پائینگے راہِ یقین              کہ ہو دی و الہام تیرا کلام              کہ لاؤچی بعدی کسی جانین           </p>
--	---

پڑھیں گاجو دل سے اسے ایک بار  
 زہے رحمت اے عاشقِ ذوالجمال  
 تجھے احتیاج دعا کچھ نہیں  
 بشارت دیے جاتا ہے وہ بشیر  
 کہ یارب کمان میں یہ رحمت کمان  
 اسی فکر میں غرق ہے وہ حسین  
 جو دیکھا اسے غور سے ایک بار  
 کہ صبرِ منیر آ کے اس دس میں  
 یہ دیکھا تو وہ عاشقِ پاکباز  
 کہا اگر کے قدموں پہ اے پاکذات  
 اسی کی رہی آج تک دوڑ و دوپٹ  
 ازل کی وہ باتیں بھی کچھ یاد ہیں  
 تکلف نہ رکھے ردا اے کریم  
 یہ کسو اسطے رنگ لائے حضور  
 بلایا تجھے قدس کے دس میں

وہ ہو گا ولی صاحب اختیار  
 کہ خود منتظم اب ہر تیرا خیال  
 کہ مرضی پہ تیری ہے ربِ امین  
 تحیر میں ہے خسرو بے نظیر  
 کیا جس نے محبوبِ ربِ جہان  
 کہ یاد آگئی اُسکو لوحِ یقین  
 تو یہ راز اُس سے ہو آشکار  
 تجھے آزماتا ہے اس طبیس میں  
 پھر اگر دوسکے زروے نیاز  
 بھلا اس میں پردے کی تھی کون بات  
 یہاں آپ بیٹھے ہیں بدلے یہ وہ  
 محبت کی گھاتیں بھی کچھ یاد ہیں  
 کہ ہوں آپکا آشنائے قدیم  
 کہ اس جلوے میں آج آئے حضور  
 یہاں آپ بیٹھے ہیں اس طبیس میں

بھلا اس میں کیا مصلحت تھی حضور	جزا سکے کہ چلے میں کیا ان ضرور
کہا میں نہ ہونا جو خوش صفات	دکھاتا تھے کون بابِ نجات
فقط تیری خاطر میں آیا یہاں	محبت کا نقشہ جما یا یہاں
اسی واسطے میں نے بد لایا یہیں	کہ مل کر تھے لیچون اپنے پس
سحر ہو تو کھولوں میں بابِ نجات	تجھے بخشہ و ن حاصل کا اُٹنا
کہ زادِ سفر ہو وہ حسنِ عمل	مے ساتھ پر تو سوئے قدرِ حل
پہو بچکر تو اُس منزلِ نیش پر	بڑے چین سے تا ابد کر بسر
وہ اہلِ محبت وہ اہلِ طریق	وہیں آ رہیں گے ترے سب رفیق
سنا جب یہ ارشاد مہرِ منیر	تو بڑھنے لگا وجد میں بیخِ ظہیر

غزل

محبت کا جذب و اثر دیکھے	وہ خود نینے آئے خبر دیکھے
کبھی جنکو لکھتے تھے ہم شوقِ دہ	وہی آج ہیں نامہ بردِ تیکھے
کسی کا وہ منہ پھیر کر بیٹھنا	کسی کا وہ کہنا ادھر دیکھے
کجی میری قسمت کی پھر دیکھنا	ذرا اپنی تر جھی نظر دیکھے
اسی پر ہی نانو لگا دِ کرم	میں تڑپوں ادھر آپ دھر دیکھے

یہ آنحیں بہت دن سے تھیں فرشِ راہ	وہ آئے ہیں اب راہ پر دیکھئے
کوئی عشق کہتا تھا کوئی جنون	بتاتا ہے کیسا چارہ گر دیکھئے
وہ آخر ملے بات کی بات میں	وہ طول اور یہ مختصر دیکھئے
بہت خوبصورت ہیں پوسٹ گمر	ذرا آپ کو دیکھ کر دیکھئے
اس آئینہ خانہ میں حیرت ہے یہ	کسے دیکھئے اور کدھر دیکھئے
انہیں کھولتے آنکھ کیوں بنیظیر	وہ آتا، د کوئی ادھر دیکھئے

### حسن قبول

بنامست ای ساقی ذوالجمال	کہ عینِ جواہر ہی تیرا جمال
جو تو ہو تو کیا حاجتِ جامِ جم	یہ اپنی ہی گرمی ہے بریکاست و کم
ہو العشق ہاں میرا حصہ ہے یہ	کہ دو پا کبازوں کا قصہ ہے یہ
وہ گلِ ہر جواہر تو میں بنیظیر	مگر شرع کے دونوں فرمان پذیر
ہر اک نظم کا اس کی دیوانہ ہو	یہ سچا محبت کا افسانہ ہو
نبیؐ اس سے خوش اور اہلِ وصال	ہر خود جوشِ رحمت میں وہ ذوالجمال
وہ حرفے کہ جسکی ہر اک موج سے	دو عالم میں شورِ تلاطم پڑے
کوئی رند ہون میں نہ فاسق ہون میں	ترے نور کا پاک عاشق ہون میں

ترا مجھ پہ احسان کیا کیا نہیں  
 شریعت ہوئی ختم باقی ہو عشق  
 مجھے دونوں عالم سے بہتر ہے یہ  
 ملائک یہاں آ کے تھمتے نہیں  
 جو صورت پہ ہے تو مجازی ہو وہ  
 حرم میں رہیں یا رہیں دیر میں  
 ہمارا خدا ساتھ ہو سب کہیں  
 زلیخا بھی تھی غیر کی ہم جلیس  
 نہ شیریں نہ نذر می میں یہ بات تھی  
 ترا شکریہ عین اعیانِ کل  
 یہ تمیز دی تو نے وحدت کے ساتھ  
 نہیں عشق کو مشرّع سے کچھ بھی کام  
 مگر ساتھ ہواں دونوں تو خوب ہے  
 خلیس اُسکائیں وہ مری جان ہے  
 نہ کیوں جان اہل حقیقت ہو عشق

مے غیر سے یہ وہ لیلیٰ نہیں  
 ازل سے ہمارا تو ساقی ہو عشق  
 کمالِ ولایت سے بڑھ کر ہے یہ  
 قدم خاص لوگوں کے جتے نہیں  
 جو ہو ہر باحق طراز می ہو وہ  
 مگر فرق آتا نہیں سیر میں  
 جو عاشق ہے ہرگز وہ ڈالتا نہیں  
 تھا لیلیٰ کا خاوند بھی اک خسیس  
 وہاں بھی دوڑتی ملاقات تھی  
 کہ بخشا مجھے تو نے یہ پاک گل  
 ہو عشق کامل شریعت کے ساتھ  
 یہ ہر محرمیت وہ ہر انتظام  
 یہ ناشق حقیقت میں محبوب ہے  
 یہ پیمان سارہ کا پیمان ہے  
 وہ ہر فسق جو ہے شریعت ہو عشق

نہ ہوتے جو عاشق جناب رسول  
 انھیں کے کرم سے ملا یہ وصال  
 جو وہ ذات پابندِ فطرت ہوئی  
 مقتید تھی خود پر مقتید نہ تھی  
 ہیں آزاد دنیا میں کامل بہت  
 جو سچا کسی کا ہوا یزدو الجلال  
 کہ ہر شئی ہو مظہر تری ذات کی  
 جو ہو مظہر ذات ہر جزو کل  
 کہیں نام اللہ ہو ذات کا  
 کہیں ہو جو اہر کہیں مینظیر  
 جو حفظ مراتب کیا ذات نے  
 بڑا سب سے اللہ کو جان کر  
 جو اہرین دیکھیں وہی نور ذات  
 ہوا بلیس جو عکس شانِ جلال  
 بہت غارتیرہ ہیں اس راہ میں

نہ پاتے یہ معراجِ حسن قبول  
 رہے تا ابد دولتِ لازوال  
 تو پہلے محمد کی صورت ہوئی  
 تماشا کن غیرِ سرمد نہ تھی  
 کہ پابند ہونا ہو مشکل بہت  
 اسی کو میسر ہو تیرا وصال  
 تجلی ہو گھر گھر تری ذات کی  
 نہ کیوں میرا مرکز ہو پھر میرا گل  
 کہیں ہو وہ شانِ رسولِ خدا  
 غرض ہر جگہ ہو یونہیں دلپذیر  
 تو ہم کیوں نہ برتیں وہی قاعدہ  
 رسول اور احکام کو مان کر  
 کہ ہو جائیں یکذات جمہ صفات  
 پریشان کیا اُسے کیا کیا خیال  
 جو آیا گرا وہ کسی چاہ میں



مگر ہم محمد کو پکڑے رہے  
 بہت اُس نے مجبور ہم کو کیا  
 گرین کیوں نہیں ہم خلاف نبی  
 رسول خدا نے سنبھالا، ہمیں  
 زمانے کی فکروں سے آزاد ہو  
 میں پھرتا ہوں گو ہر طرف جوش میں  
 اگر محض شہوت پرستی نہ ہو  
 نبی کو بھی مرغوبِ طبع شریف  
 نہ مستی کا ظاہر میں کچھ شور تھا  
 جو دنیا کی پوری ضرورت ہوئی  
 بہت اس طرف عشق غالب ہوا  
 مگر بانِ شریعت نہ جھوٹی کبھی  
 ہوا اس سے پیدا کچھ ایسا کمال  
 بنی شانِ مستی رہ و رسم داد  
 تھکھکھاتے نہ جو یہ تمیز

و ام کے پھندوں میں جکڑے رہے  
 شریعت نے لیکن نہ گرنے دیا  
 یہ سب آزمائش تھی اللہ کی  
 خدا نے بلا سے لگا لا، ہمیں  
 حرم میں جو اہر مری شاد ہو  
 مری روح ہو اُسکی ہنوش میں  
 تو کیوں اس قدر جوشِ مستی نہ ہو  
 صلوٰۃ و نساء اور بوئے لطیف  
 نبوت کے احکام کا زور تھا  
 وہیں ختم شانِ نبوت ہوئی  
 کہ مطلوب خود عینِ طالب ہوا  
 یہ مضبوط رستی نہ ٹوٹی کبھی  
 کہ ہم ہو نچے بالائے باہم وصال  
 خدا نے کیا اجتماعِ تصف و  
 تو اس وقت جو تھے نہ ہم کوئی چیز

کرین پیروی ہم اسی راہ کی  
 بہت ان فقیروں نے دھوکا دیا  
 مگر انکو شیطان سمجھے رہے  
 ادب جو محمد کا ہم نے کیا  
 ہو اسرار باطن سے جو رابطہ  
 وہی ذات خوب اس سے آگاہ ہو  
 اسی نے دکھایا محمد کا نور  
 عجب عشق کامل کا بھی جاہ ہو  
 کہیں کس سے گزشتہ ہیں ہم  
 جسے دخل روحانیوں میں نہیں  
 مگر اہل دنیا کے قابل ہو وہ  
 مشیت کے تابع ولی و نبی  
 تنہا سے ہی پاک یہ کار و بار  
 ریا تو ہوس کا نشان کچھ نہیں  
 الٰہی جو اہر کو آباد رکھ

کہ بیشک وہ رحمت ہیں اللہ کی  
 خلاف شریعت یہ اغوا کیا  
 شریعت کو ایمان سمجھے رہے  
 خدا نے ہمیں جو دیا وہ دیا  
 کسی کا نہیں اس میں کچھ واسطہ  
 مرا پیر واللہ اللہ ہو  
 رہیں جسکے تابع میانِ ظہور  
 کہ جو کچھ ہو اللہ ہی اللہ ہو  
 خدا ہی سے ہر بات کہتے ہیں ہم  
 اُسے کس طرح آئے اسکا یقین  
 غرض جس سے پوری ہو کامل ہو وہ  
 مشیت نہیں اُن کی تابع بھی  
 جو ہو بھی تو بس حسرت و صلی یار  
 غرض کی محبت یہاں کچھ نہیں  
 ہمیں وصلِ باہم سے تو شاد رکھ

محمدؐ کے صدقہ میں مجھے ہر امید  
 جہان تک کہ نسلیں ہماری رہیں  
 ولی ایک ان میں برابر رہے  
 ہوں مقبول ہم تا بہ روز شمار  
 ہی تیرا وجود اتم ہر جگہ  
 اکیں ہم اب ملا دے ہمیں  
 اُسے بھیج دے یا بلائے مجھے  
 مٹے وصلِ روحی سے کیا اضطراب  
 جواہر کا فغاہر میں بھی ساتھ دے  
 مجھے ہوتا اذنِ حضورِ می اگر  
 چلی اس قدر سرِ سرِ اضطراب  
 وہ راحت نہیں اب و صورتِ نہیں  
 تو چاہے تو ہو میرے پروردگار  
 کوئی بے غرض کب مرایا رہتا  
 سنے بد بھی مجھ کو بہت نیک بھی

خون کر تو اولاد ہم کو سپرد  
 محمدؐ کی مقبول ساری ہیں  
 جو محبتی دین ہم ہر رہے  
 جواہر کی عصمت رہے یادگار  
 جو تو چاہے تو ہو حرم ہر جگہ  
 ہم مردہ سے دونوں جلائے ہیں  
 کہ ہر شکر پہ قدرتِ ہی یارِ تجھے  
 ملاقاتِ تیرا ہر وقت ہوں کامیاب  
 سرے ہاتھ میں اُس کا تو ہاتھ دے  
 تو پھر تائیں کیوں ہند میں در بدر  
 ستادی ہو جسے بہارِ شباب  
 کوئی لحظہ دل کو مسرت نہیں  
 بہارِ جوانی شبابِ بہار  
 جواہر تک ملا وہ ریا کار تھا  
 نہ اتنا کہ بلائے غرض ایک بھی

شب و روز کیا کیا نہ میسر رہے  
 تھی آدم کو جنت میں وحشت کمال  
 طبیعت پہ کچھ زور چلتا نہیں  
 کہانتک جدائی کہانتک چال  
 عطا کرو فادار اصحاب بھی  
 ہمیں صدق عالم کو پہچان دے  
 جواہر کو ہوس محی سے نیاز  
 رہے کام تیری رضا سے ہمیں  
 الگی ہر آفت سے بہتان سے  
 تری چشمِ رحمت اور مہر یون چھڑے  
 جنان اور دنیا میں بھی یا مجیب  
 ارادوں میں اپنے رہیں کامیاب  
 دو عالم میں از بہر ارباب حال

یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے  
 میں پھر کیوں نہ گھبراؤں یا ذلجبال  
 اکیلے میں اب دل بہلتا نہیں  
 ملا دے ہمیں جلد یا ذالجلال  
 ملیں اہل تصدیق احباب بھی  
 ہمیں دوست سچے مسلمان دے  
 اٹھاؤں جواہر ہی کے میں بھی ناز  
 بچانا تو فقر و بلا سے ہمیں  
 بچانا ہمیں اپنے احسان سے  
 کسی سے نہ حاجت رہے جز ترے  
 رہے ہم کو دیدار تیرا نصیب  
 دعا ہم کریں تو کرے مستجاب  
 رہے ہم سے راضی تو یا ذوالجلال

طفیل محمد رسول کریم  
 بس اب رحم کریا رحیم و عظیم

## باب نجات

پہلا باب وہ مرقا فی پاکذات	بنے حلقہ جہام باب نجات
اچھوتی دے وہ دختر رزمجھ	کہ ہودم پہ قابو دے دون نتجھ
بنامست و بیخود مباحبت غیر	کہ دیکھ یون مین اپنے ہی عالم کی سیر
اٹھا جام کر جلد رفع ملال	کہ دنیا سراسر ہو خواب و خیال
وہی خوب مین جو کہ رہتے مین مست	غم نیست آنکو نہ کچھ فکر بہت
وہ مردے کہ ڈوب مین جہنم مین ہم	کہ رہتی ہو شادی نہ رہتا ہو غم
مجھے مست کر کے تو پہونچا وہاں	انا الحق کسے ذرہ ذرہ جہاں
نہ چھوٹے مگر یہ سلامت روی	کہ پی کر اے مین کم ظرف ہی
ہر اک راز کی پاسداری رہے	بھگنے مین بھی ہو شکاری رہے
نہ لغزش ہو کچھ خود پرستی مین بھی	قدم لڑکھڑائیں نہستی مین بھی
چھڑا دے خیال حیات و ممات	کہ دنیا کے سب کام مین بے ثبات
وہ مردے کرے جو کہ یوں بخیر	نہ جنت کا غم ہو نہ دوزخ کا ڈر
اٹھا جام دے بھر کے ابہ شراب	جو دل سے اٹھائے دولی کا حجاب
مری مری پرستی کی وہ شان ہو	جہاں خود پرستی بھی ایمان ہو

حرم سے نہ مطلب نہ ہو دیر سے  
 نہ اغیار کام آئین گے کچ نہ یار  
 بلا ساغر عشق کر شاد کام  
 کہانت تک میں افسانہ تل سنون  
 پلا بادہ پھر شمع عربی داستان  
 نہ گھبراؤں کیوں دور ایں  
 رہیگا نہ کوئی رہا ہے ظہیر  
 یہ وہ دور ہو جز خدا و نگار  
 نہیں جز ترے جو کسی کو بقا  
 نہیں جاننا کوئی دم کا شمار  
 شوق نے گرائی جو خیمت شراب  
 حیا صبح کی مہر کھولنے لگا  
 چلی لڑکھڑاتی نسیم سحر  
 سنبھالے ہوئے خود کو و ظہیر  
 ملا زاد میں حیلہ نامور

لگاوت نہ باقی رہے غیر سے  
 خیالی میں سارے یہ نقش و نگار  
 ہو دنیا فتنہ ایک دھوکے کا نام  
 کہانت سہ سراحی کا قلقل سنون  
 کہ ہو جام آئینہ رستان  
 صدا آرہی ہو لب جام سے  
 رہے نام اندکا بے ظہیر  
 کسی کا بھی ہرگز نہیں اعتبار  
 مجھے ذات میں اپنی کر تو فنا  
 نہ ٹوٹے کبھی جام زرین کا تار  
 اٹھا تہمتا ہوا آفتاب  
 دماغ ہوا گرم ہونے لگا  
 شناعین بڑھیں نشہ میں جہوم کر  
 چلا سوئے دربار مہر منیر  
 یہ پہو نچائی اُس باد فانی خبر

مین جاسے کو تھانہ دست شاہین  
 ذرا اتنی تکلیف فرمائیے  
 یہ سن کر چلا وہ شہِ دو جہان  
 جو بھیجا تھا نامہ کسی گل کے ہاتھ  
 اسی روز پہنچی ہیں وہ بھی وہیں  
 انھیں بھی غرض ساتھ لیکر وہ شاہ  
 بہ آئین شالستہ و دلپسند  
 وہ سلطان عالی نسب ذی کمال  
 ہوئی رخصت درد و غم ناگزیر  
 دیا شاہ نے ہاتھ مین اُسکا ہاتھ  
 کیا عقد دونوں کا سلطان نے  
 جو سازِ طرب سے فراغت ہوئی  
 بٹھا کر راہِ عنایت اُسے  
 کہا ہو یہی حاصلِ کائنات  
 یہ کہہ کر چلا تھا تو وہ سب کے سب

کراپ ہی فرمائیے راہ مین  
 جو آہر کو بھی ساتھ لیوا ہے  
 وہ جس جا فروکش تھی آیا وہاں  
 چلی طیبہ بھی جیسا کہ ساتھ  
 کہ جس جا جو آہر ہوئی ہو ملکین  
 گیا پیش سلطانِ لیتی پناہ  
 ہوئیں وہ قد ہوسِ مہرِ منیر  
 بہت خوش ہوا بعدِ تفتیشِ حال  
 ہوا اور دُعا کر م بے نظیر  
 بے بلبل و گلِ مسترت کے ساتھ  
 ملا یا پسِ ہجرِ رحمن نے  
 تو سلطان کی پیرویِ رحمت ہوئی  
 دیا سوہنِ گنجِ محبت اُسے  
 اسے لیکے چل سوئے بابِ نجات  
 روانہ ہوئے ساتھ باسِ ادب

فرادور جا کر شاہ دین  
 پڑی لوح پر جو نظر ایک بار  
 یہ لکھا ہوا عاشق بے نظیر  
 اسی میں تو چھپا باب خوش صفائے  
 پڑھایہ تو فوراً شہ بنی نظیر  
 دکھائی دیا سامنے ایک باب  
 وہ باب سعادت بلند اس قدر  
 نگہبان ہزاروں پیادے سوار  
 انھوں نے جو دیکھا اٹھا کر نظر  
 برابر کھڑے ہو گئے اک طرف  
 قریب آگیا جب وہ عالی تبار  
 لیے ساتھ اسکو بے عزت و شان  
 ہوئی ختم جسوقت وہ حد باب  
 فرادیکھ اب لوح اسی بنی نظیر  
 یہ سن کہ جوہن لوح پر کی نظر

کہا دیکھ اب اپنی لوح یقین  
 تو کیا دیکھتا ہو وہ عالی وقار  
 اٹھا جلد دامن میں  
 نظر آئے تاج کھو باب نجات  
 چھپا زیر دامن مہر منیر  
 تجلی میں رشک مہ و آفتاب  
 کہ مشکل سے کسو نہ ٹھہرے نظر  
 فرشتوں کا بھی ہو نہ اس جا گزار  
 کہ آتا ہو شاہنشاہ نامور  
 جھکے بہر تسلیم وہ صفت بہ صفت  
 قدم آکے سب نے لیے ایک بار  
 ہوا داخل باب شاہ جہان  
 تو بولا وہ سلطان رحمت مآب  
 کہ لکھتی ہو وہ کیا حکم قدیر  
 تو اپنی ہی تصویر تھی جلوہ گسر



نہ اور ایک شادی نہ ماتم رہا فقط ایک حیرت کا عالم رہا

### وادی حیرت

پلا اب وہ دُساقتی نہ جبین  
 دیے جامِ خوش پڑھے جادِ رود  
 وہ مومے کہ ہوا سکا عین یقین  
 فلک پر اڑا وہ سنرا غبار  
 نجوم اپنی ہستی کو کھونے لگے  
 سحرے کے آئینے آفتاب  
 سلا پھاڑوں کی وہ چوٹیاں  
 ہرے نخل اُپر زرافشان کرن  
 وہ سرسبز پودے طراوت بھرے  
 وہ شبخ کی دھوئی ہری ٹہنیاں  
 وہ پانی کا جھروا وہ چاندی کے تار  
 سرشاخ پھولوں کا گنا کہین  
 وہ گدرا لے پھل ہر شجر بارور  
 کہ آئینہ بن جانے لوح یقین  
 بنا دے مجھے مستِ علم وجود  
 کہ انسان ہی ہر کتابت یقین  
 منور ہوئے وادی کو ہزار  
 تجلی میں روپوش ہونے لگے  
 ہوئی جلوہ افکن بصد آفتاب  
 دکھاتی ہیں اسوقت کیا کیا سماں  
 شعاعوں کی وہ کولیون پھپھیں  
 وہ شفاف چشمے لطافت بھرے  
 زمرد کی وہ قدرتی کلنیاں  
 وہ شیشے کی چادر وہ صاف آبشار  
 گلے مل کے نہروں کا بسنا کہین  
 بچھا پڑتا ہو جو بن اشجار پر

کہیں لالہ سرخ سا غر بدوش  
 وہ نکھرا ہوا چہرہ نو نہال  
 کہیں بھول پیڑ کے کہیں مرغزار  
 جہاں سرو کوٹھو کا رنگلی کہیں  
 وہ گنجا اور شاخیں شجر سایہ دار  
 کہیں دائر ان سحر نعمہ زن  
 کہیں غول کے غول رعنا غزال  
 پرندوں کا جھڑ بڑنگ سحاب  
 وہ دریا کا موجیں کہیں مارنا  
 کہیں تار میں جاگزیں تیندھے  
 درندوں کا جنگل میں وہ گھومنا  
 کہیں کند پر وہ گھنی جھاڑیاں  
 چٹانوں پہ وہ چادر آب صاف  
 کہیں گھاٹیوں پر درندوں کا زور  
 وہ کیلے کا جنگل وہ آب روان

کہیں نرگس مست حیرت فروش  
 وہ بکھرے ہوئے سنبل تر کے بال  
 ریاحین خود رو کہیں بے شمار  
 ہیر یون کا جنگل میں منگل کہیں  
 ہماڑوں کے داس میں وہ ہنہ زار  
 کہیں پتھری پتھر پہ سین پرن  
 پرے کے پرے مرغ یا قوت بال  
 کہیں جھبہ چڑیوں کا بالائے آب  
 لچھا روان میں شیعہ و نکا ہنکار نا  
 کہیں کھوپڑی بٹھے ہوئے اڑ رہے  
 کہیں ہاتھیوں کا کھڑے جھومنا  
 دو دو ام جس میں ہزاروں نہان  
 ہو چاندی کے پتر کا جیسے غلات  
 کہیں ڈالیوں پر پرندوں کا شور  
 ترائی میں لاکھوں حربی بوٹیاں

بچھا سبز قلین ہر راہ میں  
 دکھائے لگین پر تو کتاب  
 روان رکھ دوں یا تریدان میں  
 کہ آتا نہیں وہ کنارہ نظر  
 نہیں دیکھتا کہو بھی سہ سوا  
 تو اپنی ہی تسویر ہی جلوہ گر  
 کہ جوشی ہو وہ چہی ہی فانی  
 پھنسا ہی بہت سخت حیرت میں  
 کہاں لائی جو ٹھکو تقدیر آج  
 نو گھبرا کے پڑھنے لگا بغل

وہ گلون کا چرنا چرا گاہ میں  
 سلین سنگ مرمر کی با آب و تاب  
 ذرا دور چل کر بیابان میں  
 تلاطم ہو اسواج کا اسقدر  
 یہ سب ہو مگر کوئی مدد نہ  
 جذرا نکھڑا اٹھاتا ہر وہ ہنبر  
 یہ عالم تخیل کا ہر بات میں  
 گھرا ہی ترزد کی حالت میں وہ  
 کھڑا سوچتا ہو وہ نازک مزاج  
 ہوا محو حیرت جو وہ خوش عمل

عزل

ہر اک شے کے نش و نسب میں  
 ہمیں نخل و سنہرہ جبر بھی ہمیں  
 ہمیں مخیر حق خسرو بھی ہمیں  
 ہمیں صاحب خانہ گھر بھی ہمیں

یہ کیا ہی ہمیں خیر بھی ہمیں  
 ہمیں کوہ و وادی ہمیں جوئے آب  
 ہمیں ہمیں مویخ ہمیں داستان  
 ہمیں دیر و کعبہ خدا و صنم

ہمیں لامکان ہیں ہمیں ہر جگہ  
ہمیں دفترِ گل ہمیں نظرِ کن  
ہمیں خود مہرِ ہمیں خود نگاہ  
ہمیں نیست ہیں خود ہمیں بہت ہیں  
ہمیں نفسِ جانان ہیں بنیطیر  
اسی کشمکش میں سرانجام کار  
مگر وہ تو پہلے سے آئینہ تھی  
اسی شکل سے پروہ رعنا جوان  
وہ کہنے لگی ایشہِ باخبر  
ترمی شکل مہر جا ہو گو جائیگیر  
تلون یہاں سے تو کراختیار  
جسے ساتھ تیرے تغیر نہ ہو  
پکڑ لے تو دامن اسی مرد کا  
جو ہو ربط اس شاہِ دیندار سے  
جو اس بحرِ حیرت سے جانے لگا

ادھر بھی ہمیں ہیں ادھر بھی ہمیں  
ہمیں طول بھی مختصر بھی ہمیں  
تماشا ہے اہلِ نظر بھی ہمیں  
قصا بھی ہمیں ہیں قدر بھی ہمیں  
ہمیں ذاتِ باری بشر بھی ہمیں  
اسے لوحِ یاد آگئی ایک بار  
نظر آئی پھر اپنی صورت وہی  
لگا پوچھنے کیا کروں اب یہاں  
یہ وادی حیرت کا ہو سب اثر  
نہاں پر اٹھیں مین ہو مہرِ منیر  
کہ تا تجھ پہ یہ راز ہو آشکار  
سمجھ مہر اس صورتِ پاک کو  
نہ اندیشہ کر گرم کا سرد کا  
ابھی پار ہو بحرِ فوار سے  
پہنچ جائے تا دشتِ ہو بخیر

یہ سمجھا تو وہ خسرو نامدار  
 بدلتا گیا جیسے جیسے وہ رنگ  
 نظر آئی اک صورت بے نظیر  
 یہ دیکھا تو وہ خسرو دوجہان  
 جدھر سے وہ ذی جاہ ہوتے گئے  
 نظر آئی اک کشتی امتحان  
 چلی جس گھڑی موج باد مراد  
 گئے جبکہ دھارے میں وہ نیکو  
 جو طوفان حسرت ہوا آشکار  
 بدلنے لگا رنگ ہر با خدا  
 یہ کتنا ہو گو ہو خفا جی سے تم  
 یکایک وہ گھبرا گئے اس قدر  
 مگر لوح کے حسب تحریر شاہ  
 بہت کوششوں سے غرض نا خدا  
 کنارے پہونچ کر یہ ٹھہری صلاح  
 بدلنے لگا حالتیں بے شمار  
 وہ شکلیں بدلتی ہیں مید رنگ  
 کہ ہرگز نہیں وہ تغیر پذیر  
 ہوا اک طرف ساتھ اس کے روان  
 بہت لوگ ہمراہ ہوتے گئے  
 ہوئے سب سوار اس پہ باغ و شان  
 روانہ ہوئے سب وہ عالی نژاد  
 بھنور میں پڑی کشتی آرزو  
 ہوئے خوف سے سب کے سب بقرار  
 مگر ایک حالت پہ ہر نا خدا  
 کہیں کو دڑنا نہ کشتی سے تم  
 گرے بحر ذخار میں بے خبر  
 رہا ہمرہ خسرو دین پناہ  
 کنارے پہ کشتی کو لے ہی گیا  
 کہ اس وقت ہو ہم اسی میں فلاح

کہ جو ڈوبتے ہیں سنبھالو انھیں  
خرمن بل کے دروازے کا انحصار  
کہ اسے جو پہنچے بہ حکم قدیر  
تو اس آئینے میں یہ آیا نظر  
نہ تھا فروغ نظر مہر ہی

پھنسے بے طرح ہیں نکالو انھیں  
جہاں تک ملے اُنکو لائے نکال  
لگا دیکھنے لوح کو بنیظیر  
کہ تصویر محبوب ہی جلوہ گر  
جدید آنکھ اُٹھائی اُدھر مہر ہو

### دشت ہو

ایمان ہی تو ساقی یہ کیا طور ہی  
بنا جلد بخود ترے دم کی خیر  
وہ مرنے کہ دون جسکو سوغات ہیں  
شب غم کی رخصت وہ پچھلا پہر  
اُٹھو جاگو کی ہر طرف ہی پکار  
تجلی رحمت کا ہر سو ظہور  
وہ کچھ کچھ جھلکنے لگیں کو پلین  
پیہیوں نے دل پر لگائی وہ چوٹ  
تجلی فشان گنبد آسمان

کہ شہر سوہو اللہ کا دور ہی  
کہاں تک یہ کثرت میں محدث کی سیر  
فنا کر دے محبوب کی ذات میں  
وہ تارون کی چھان وہ نسیم سحر  
سحر کھا کے فراغ ہوئے روزہ ار  
بسیرون سے اُڑنے لگے ہیں طیور  
کھر وا اُڑانے لگیں کو نکلیں  
کہ معشوق بھی ہو گئے لوٹ پوٹ  
منو و سحر کا سہانا سماں

طیورِ سحر گرمِ حد و سپاس  
 کوئی کر بڑھاتا ہوا چشمِ زمین  
 کوئی لنگری سے رہا ہو کہین  
 خوش آئند ٹوری تیری عدا  
 کوئی زمرِ مسیح اس آن سے  
 دکھاتا ہو کوئی رکب کی مہمان  
 لگاتا ہو دھیوٹ کوئی اس طرح  
 چڑھی اتری تڑھم کی چل پھر کہین  
 وہ چھوٹ اور ہم کی نگہ پر بہار  
 کوئی کر رہا ہو وہ مشقِ سند  
 کوئی بول اور گت پر نغمہ سرا  
 وہ ملتی ہیں پیل کی جو قتیان  
 کہین ٹیپ کی دون کا شور ہی  
 صد اول سے گونجا ہوا بن تمام  
 سنا جب یہ ذکرِ خفی و جلی

تناسخِ مرغانِ زرین لباس  
 ہوا آتشِ فگنِ زمینِ ہوشِ بین  
 کوئی مینڈھی سے رہا ہو کہین  
 نہ اک رہا نہ لے لے چھوٹا بہار  
 کہ اتری شکلی ہو کہ بیان سے  
 کوئی اپنے چہرے کے سر پر نشان  
 کہ سر اپنے بغض میں رہا ہو  
 وہ گند سار پر زمرِ بدلِ زمین  
 وہ کوئی بادی سر و لگا اتار  
 دکھاتا ہو زمین کی کوئی شہ و مد  
 کوئی جوڑا اور انتر سے ہر فدا  
 بجاتی ہیں یہ تال پر نالیات  
 کہین جس سے جو تالے کا زور ہی  
 درختوں پہ حیرت کا جو بن تمام  
 اٹھا بسترِ خواب سے مہر بھی

<p>             ہوا محو کمر سفر میں دماغ              کنارے سے آگے بڑھا بنیظیر              ملاک کف دست میدان ریگ              وہ بالو کے ٹیلے وہ اُجلے پہاڑ              ہوا کے وہ جھونکے خدا کی پناہ              قریب آگئی دو پہر جب وہاں              شراب کے ذرے جو اڑنے لگے              لگرو دیکھتا ہی ہی بے نظیر              ہوا وجد میں اس کے نغمہ سرا           </p>	<p>             خدا کے حرس بن گیا شور زراغ              وہی ہر طرف شکل مہر منیر              جد صرد دیکھیے اک بیابان ریگ              کہیں چاندی کے ٹیکرو نی وہ آڑ              کہ جن سے تصویر کی دھندلی نگاہ              پیش سے ہوئی ریگ آتش نشان              ہوئے کوہ آتش نشان ٹیکرے              یہاں ذرہ ذرہ ہی مہر منیر              تو پیدا ہوئی ہر طرف یہ خدا           </p>
---	---

### غزل

<p>             مرے جان و دل میں بسا ہی وہی              وہی راہ کو وہی وہی رہنما              وہی باد صرصر وہی گردِ راہ              وہی منزلِ عشق میں میلِ راہ              وہی سب سے اول سی کا ظہور           </p>	<p>             جد صرد دیکھوں جلوہ ناہی وہی              وہی مقتدری مقتدا ہی وہی              وہی ریگ موج صبا ہی وہی              نشانِ رو مدعا ہی وہی              وہی سب کا بانی بنا ہی وہی           </p>
---	--



وہی سب کی صورت ہے سب کی جان	وہی سب سے وہل جدا ہو وہی
وہی ساقی محو وہی محتسب	وہی رند ہو پاہر وہی
ہر اک جسم میں ہو وہی بس خموش	ہر آواز میں بولتا ہو وہی
وہی خود مرض ہو وہی خود دوا	ہر آزار کی خود شفا ہو وہی
کبھی دیکھتا تھا میں نیرنگ دہر	نگاہوں میں اب پھر رہا ہو وہی
وہی ذات مطلق وہی بنظیر	وہی شکل انسان خدا ہو وہی
یہ پڑھتا ہوا جا رہا ہو وہ شاہ	گیا بیٹھا اک جاگر بھر کے آہ
نظر لوح پر کی جو زیر سپہر	تو دیکھی پھر اس میں وہی شکل مہر
اسی شکل سے وہ شرکار دان	یہ کئے لگا کیا کہ رون اب بیان
رہوں کب تک اس حال میں میں اسیر	جسے دیکھتا ہوں وہ مہر منیر
وہ تصویر بولی کہ اس کا روان	مٹا دے تو اب قید صورت یہاں
فقط اپنے ہی دل سے کہ مدعا	کسی غیر سے تو نہ رکھ واسطا
ہر اک عزم و ہر فعل کو ای جری	سمجھ لے محرک ہو اسکا وہی
ترے دل میں جو آئے کہ یہ تشرک	کہ جاتی رہے بیکلم یہ جھپک
ٹے آگ بھی تو نہ ٹرکت اکہین	کہ آجائے قدرت کا حق یقین

جو ہو بے تکلف تو مہربات مین  
سوئے قدس جس وقت ہو گا گزر  
کہ مین کون ہوں اور آیا کہاں  
یہاں تو سادے قیود و صفات  
گئی ہر جو وہ اک رہو مستقیم  
وہاں سے سوئے راست ای مشقی  
سر راہ ہر ایک تخت روان  
یہ گو سب نظر آئینگے شکل مہر  
مگر پوچھنا دل سے ای تازہ بخت  
سوار اُس پہ ہونا تو ہا کر و فر  
رہیگا معشوق و عاشق مین فصل  
وہاں جا کے دیکھیں گاجب ای حسین

طے جا کے محبوب کی ذات مین  
نتھے خود نہ ہو گی کچھ اسکی خبر  
نہ تمیز ہو گی کسی کی وہاں  
وہاں خود نہ رہ جائیگی قید و ذات  
چلا جا اُسی سمت بے خوف و بیم  
وہ نکلا ہوا اک کوچہ بیخودی  
کہ گردش مین ہر صورت آسمان  
بہر نزع دکھلائینگے شکل مہر  
وہ کدی گایہ راہ ہو یہ ہو تخت  
نہ تا قدس پھر ہو گی تجھ کو خبر  
وہاں ایک ہو جائینگے نقل و وصل  
تو کچھ بھی نہیں اور سب کچھ وہاں

بہار

پلا ساقیا وہ نر لالہ و نام  
ستانی ہوا گل کی دوری مجھ

گلابی مین میری آنکھیں مدام  
چھ کافے رہے تا حضوری مجھ

ہو نور و زآج اے ہمارے کرم  
 نظر آتی ہو قدرت ذوالجلال  
 ابھی جل رہا ہے قمر کا چراغ  
 وہ جو کمکشان کی سڑک ہو اُدھر  
 ہر اک سمت ہو کیا سہا سہا سماں  
 ابھی تک نہیں آتی آواز کوس  
 وہی مشعلیں جلتی ہیں اب میں  
 کہیں اونگھتے ہیں تہجد گزار  
 گئے شہر سے بھاگ کر دور چور  
 تجلی کا ہے ہر طرف گواہ نجوم  
 پڑی صنو ستاروں کی تدھم مگر  
 تجلی میں ڈوبی ہوئی چاندنی  
 قریب آتی جاتی ہو اب صبح وصل  
 شفق آسمان پر ہوئی نیمہ زن  
 شعاعوں کا جھونکا جو آنے لگا

بنا دے مجھے غیرت جامِ جم  
 کہ بیشِ نظرِ بزمائے کا حل  
 کھلا ہو سرِ چرخِ تاروں کا باغ  
 شعاعوں نے چھڑکا اُسے رات بھر  
 فرج بخش ہو کیسی تاروں کی چچان  
 جبینِ فلک ہو جبینِ عروس  
 وہی پھول پھولے ہیں تالابین  
 پڑے ہیں کہیں مست شبِ زندہ دار  
 نہیں اب کہیں ہیرے والوں کا شول  
 مگر ماند ہونے لگے ہیں نجوم  
 ابھی ہمیں رہا ہے چراغِ قمر  
 بنی آمدِ صبح سے حیرتی  
 یہ نقلِ ضیا ہوگی دم بھر میں صل  
 گلابی رنگا چرخ نے پیرین  
 چراغِ قمر جھلما آنے لگا

بہنے لگا رنگ پر فلک  
 دم صبح کا الفجر پڑھنے لگا  
 نظر آتا ہر آدمی دور کا  
 گیا سیر کو غرب میں ماہتاب  
 پڑا بہتے پانی میں عکس شفق  
 اڑا ہر طرف وہ اسیر اور گلال  
 مچانے لگا شور ہر سو <sup>نقطہ بندی</sup> گھر  
 ہوئی صبح رنگین ادا خندہ زن  
 چلے جانب بتکدہ بید خوان  
 بڑھے جام در دستِ رند آنست  
 شاعون کی بڑھنے لگی اب بہار  
 سنہرا ہوا عارضِ چرخِ پیر  
 وہ چھایا گلستان پر رنگِ شفق  
 وہ بلبل وہ طوطی شکر شکن  
 جو انان گلشن لب جو بہار

دکھانے لگی ضو شفق کی جھلک  
 اُجالا بھی رہ رہ کے بڑھنے لگا  
 بھٹی پو وہ تڑکا ہوا نور کا  
 نظر آئی وہ شرق میں اب تاب  
 بنی سطح دریا گلابی ورق  
 ہوا دامن موج تک لال لال  
 جگانے لگی بانگ مرغِ سحر  
 چمکنے لگی جگمگاتی کرن  
 نازی اٹھے سُن کے شورِ اذان  
 درِ میکدہ پر اڑے محو پرست  
 بنا لالہ زارِ فلک شعلہ زار  
 نکلنے پہ ہو آفتابِ منیر  
 مٹلا ہوئے سارے گل کے ورق  
 چمکتے ہین کیا کیا طیورِ چمن  
 اٹھے بہرِ تعظیم فصلِ بہار

عنادل کا ہرمت جوش و خروش  
 کہیں بلبل زار کے چہچہے  
 بہار آئی نکھرے نہال چمن  
 وہ بوٹوں میں گلے لگے چھوٹنے  
 درختوں نے پہنا وہ دھانی لبا  
 نئی پتیان وہ چمکنے لگیں  
 ریاحین سرسبز تازہ بہار  
 وہ شاخوں میں کوئل نکلتے لگی  
 بنفشہ کہیں سنبل تر کہیں  
 گلستان میں ہر سو شمیم بہار  
 حسینان نازک ادا لالہ رو  
 کھلے پھول بیلے کے وہ لاجواب  
 وہ پھولی چنبیلی کھلا مونگرا  
 وہ گڑھل کھلا اور خیر کھلا  
 وہ پھولی نواڑی کھلی کاسنی

نسیم چمن مست و نہایت فروش  
 کہیں شاہر گل کے وہ قمقمے  
 بدلنے لگے نخل رخت کہن  
 عنادل کے چھکے لگے چھوٹنے  
 لب نہر سبزہ زمرد اساس  
 وہ کھل کھل کے کلیان مہکتے ہیں  
 وہ پھولی حنا ہر طرف خطر بار  
 درختوں کی صورت بدلنے لگی  
 کہیں سوسن و گل بہار آفرین  
 اڑمی دوش بادِ سحر پر سوار  
 روش پر ٹپکتے ہیں ہمزنگ بو  
 وہ پھولے ہزاروں طرح کے گلاب  
 کھلی چاندنی باغ میں جا بجا  
 وہ نرگس کھلی اور شبتو کھلا  
 وہ لالہ کھلا وہ کھلی کاسنی

چمن ز یو رگل سے زیبا نگار  
 بھرامی سے لالے کارنگین ایام  
 یہ فطرت کا ہو قدرتی انتظام  
 وہ پھولوں پہ اڑتی ہوئی تکیا  
 پڑے ہیں جو اس لطف سے بخیر  
 لیے نخلہ موج پاؤں بہار  
 گرین پھولوں پر شہد کی گھیان  
 بھری گود شاخوں کی اثمار سے  
 وہ گدراے پھل رنگ لانے لگے  
 وہ انگور وہ رس بھری لیچیاں  
 تروتازہ سرسبز ہی ہر شجر  
 وہ نارنگیوں اور لیموں کے پھول  
 وہ فصل ربیع کے خرمن کے ڈھیر  
 وہ صحرا کی دیکھے کوئی اب بہار  
 وہ پھولا ہوا ڈھاک بھی ہر طرف  
 وہ نوخاستہ نوع و وس بہار  
 دیکھنے لگا آتش گل سے باغ  
 کھلے پھول لاکھوں طرح کے تمام  
 دکھاتی ہیں قدرت کی صنایع  
 جگاتی ہو انکو نسیم سحر  
 ٹہلتی ہو جوش نمو پر سوال  
 وہ چھتوں سے جھکنے لگیں ٹہنیاں  
 ٹپکنے لگا شہد اشجار سے  
 انار اپنے جوبن دکھانے لگے  
 لٹکتی ہیں آموں میں وہ کیریاں  
 لدے ہیں درختوں میں فصلی ثمر  
 کہ بے سونگھے ہوں مست اہل عقل  
 جنھیں دیکھ کر قحط سالی ہو سیر  
 کہ پھولوں سے ہر شاخ ہو شعلہ زار  
 لگائے ہر اک آگ سی ہر طرف

وہ سرخی میں سینبھل کے گل بیدار  
 وہ سرسے کے پھولوں کی بوتیز و تند  
 دکھاتے ہیں اوقت کیا کیا پھین  
 کہ دھڑسے یہ آئی ہوا یا مجیب  
 عجب مست خوشبو ہی پھولوں کی واہ  
 بہت دور وہ جھاڑیاں ہیں مگر  
 کہیں نیم کے پھول عطر آفرین  
 کرن پھول اکو ہرے بے شمار  
 وہ سہجن کے وہ سرخ گھونگھی کے پھول  
 وہ صحرا کا ہر نخل پھولا ہوا  
 ہوا میں ہی نشو و نما کا اثر  
 دکھاتا ہی پھولوں کا جو بن ابھار  
 نہیں ہوتا یہ زورِ بستی کبھی  
 میں اُس شانِ قدرت پر ہر دم شمار  
 کیے خالق لا کھوں طرح کے بشر

دکھاتی ہیں لطفِ ریاضِ خلیل  
 جسے سو نگتے ہی گلے دہن کند  
 چمکتی ہو چاندی کی جیسے کرن  
 مگر ہر کردندے کا جنگل قریب  
 ہوئی جانی ہر دل کی حالت تباہ  
 ہوا میں لپٹ آ رہی ہوا دھڑ  
 کہیں کچھ کچھار کے نازنین  
 دکھاتا ہی چاندی کے گھونگھڑا  
 المٹا سا ورمال کنگنی کے پھول  
 غم بادِ صرصر کو بھولا ہوا  
 میں مستی پہ وحش و طیور و بشر  
 امنگوں پہ ہی وحش رنگ بہار  
 کہ ہر شے پہ چھائی ہواک بخود ہی  
 دکھائی ہمیں جسے کیا کیا بہار  
 نہیں ملتیں ہر شکلین بایک گھر

نظر آتی ہین جتنی یہ صورتیں  
 نہیں قید صورت فقط بات ہی  
 اسی کے کرشمے ہین یہ روزِ شب  
 فلک پر وہ چیل بل دکھاتی ہون  
 ہوئی دھوپ ٹیلون پہ جلوہ فلک  
 تجلی سے عالم ہوا فیضیاب  
 وہ تختِ روان پر کوئی ذی ہم  
 مگر اسکو اسکی نہیں کچھ خبر  
 یکایک ملا ایک بابِ بند

ہجوم خیالات کی صورتیں  
 یہ کچھ بھی نہیں ذات ہی ذات ہی  
 کہ اک چیز ہو دوسری کا سبب  
 شعاعیں بڑھیں جگمگاتی ہون  
 درختوں کی چوٹی پہ چمکی کرن  
 وہ نکلا چمکتا ہوا آفتاب  
 اُڑا جاتا ہی شکلِ ابر کرم  
 کہ سین کون ہوں اور آیا کدھر  
 ہوا اُسہین داخل وہ فیروز مند

### روضۃ القدس

پلا سا قیام حق الیقین  
 دیے جامِ وصل ہاں ای کریم  
 ابد تک یونہیں رکھ مجھے کامیاب  
 تو قادرِ قومی و ولی کردگار  
 یہ قدرت ہی تجھ صانعِ پاک کو

لَفِيهِ كُنَّا رَاحَ نُفَا سَائِمِينَ  
 فَطُوْنِي لِاصْحَابِ قُوْزِ الْعَظِيْمِ  
 هُوَ اللّٰهُ يُعْطِيْ بِغَيْرِ الْحِسَابِ  
 مین بندہ ترا پُر گنہ شرمسار  
 محمدؐ سے روشن کیا خاک کو



ترے لطف سے ہر سب امونگار  
یہ تیری عنایت جو انی مری  
بنایا ہمیں عاشقی کے لیے  
ادا شکر جنگا نہ ہو تا ابد  
جسے جس قدر چاہے دے اختیار  
ترے حکم میں ہیں زمین و زمان  
میں بندہ ہوں تیرا تو معبود ہر  
جو پردہ اٹھا دے تو اے ذوالمنن  
تو آنکھوں میں یارب تو ہی جی میں  
عنایت کی جیسے کرے تو نظر  
غرض نیک و بد سے نہیں زنیار  
یہ سب تیری قدرت ہر اے ذوالجلال  
پڑھایا سبق ہم کو اخلاص کا  
دیا پھر ہم پر بھی وہ اے غفور  
وہ احمد وہ محبوب رب جلیل

یہاں شباب و شباب بہار  
ہو کس شان کی زندگانی مری  
پھر اُسپر کمالات اتنے دیے  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ  
تو قادر ہر اے میرے پروردگار  
کوئی جانے پھر تجھ سے بچ کر کہا  
یہ سب کچھ نہیں تو ہی موجود ہر  
تو کم ہونگا ہوں سے یہ باطن  
مگر لطف کچھ بندگی ہی میں ہر  
معائب کو واندہ کر دے ہر  
کہ تو ذوالمنن ہر خداوند گار  
کہ ہر رنگ میں ہوں عیدم مثال  
کیا مورد اس رحمت خاص کا  
کہ جسکے لیے ہر یہ سارا ظہور  
نوید میثی دعائے خلیل

وہی حسن گل عشقِ بلب و وہی  
 دیا پھر وہ مرشد بھی ایو ذوالجلال  
 لقب شاہِ جیلان سے پہلے غلام  
 حرم اور بندہ ہیں تا جو نور  
 وہ محبوب و مرشد سیرِ حسدا  
 وہ جلوہ نمائے کمال و وصال  
 وہ توحید و وحدت کے پشت و پناہ  
 دیا تو نے پھر وہ گرامی پدر  
 شہنشاہِ دین شاہِ حسان علی  
 خلافت کی رو سے بحسن تمیز  
 اب اس سے زیادہ ہو کیا مرتبا  
 کا یہ فیض ایو ذوالجلال  
 لقب سے رحمت سے پایا حمید  
 شارِ محمد وہ قطبِ زمیں  
 اکسی وہ کجائے ناز و نیاز

غرض سب یہ افراد ہیں گل وہی  
 جو اس وقت کو نہیں ہیں بے مثال  
 وہی ہیں مگر ہر ادب اس کا نام  
 ہو اس دم سے بانسہ میں اس کا ظہور  
 سر اولیا وارثِ انبیا  
 وہ آئینہ قدرت ذوالجلال  
 شریعتِ طریقت کے وہ تکیہ گاہ  
 جو ہر راز سے عشق کے باخبر  
 وہ قطبِ مدار و فقیہ و ولی  
 تھے وہ نائبِ شاہِ عبدالعزیز  
 کہ تھے عاشقِ سنتِ مصطفیٰ  
 دیا تو نے ایسا جو اُستاد و فن  
 نہ پھر کیوں ہو عالم میں مکتا و حید  
 وحید و یگانہ خدائے سخن  
 مرا مرشدِ پاک و دانائے راز

وہ عالی نسب سیر پاک زاد  
 اسی کی بدولت بین پہونچا یہاں  
 وہ اک شہر ہو روضۃ القدر  
 مکان اس کا صفائے ضمیر  
 عمارات حیرت فرمائے لوگ  
 مکانوں میں نقشِ ازل کی نشست  
 وہ دیوار میں آئینہ با آفتاب  
 پھر کوئی نہ ہوں وہ بہت ایسا  
 علی آبِ رحمت سے عالم کی جان  
 لگائے دل عارفانِ خانے خشت  
 پڑا سرخی میں رنگِ مہر جمال  
 بلندی کو لازم تھی پستی جہان  
 جہان تھی مناسب نمود فرار  
 دیا عرض اگر بحرِ اتساع کا  
 نہ کس طرح مضبوطا ہوں پھر جہاں

اب تک سلامت رہے بامداد  
 کروں جیسے قربانِ مکانِ امکان  
 سر اسر صفا جانِ خوبی تمام  
 نکالی ہوئی خشتِ ماہِ منیر  
 مقامات اسرارِ اہل سلوک  
 وہ رفعت کہ ہوا بیچ اندیشہ پست  
 ہو دل سے اٹھا دینِ دہائی کا حجاب  
 کہ ہو اصل حق جن کی بنیاد میں  
 کلا یہ بنا اُسکا جب بے گمان  
 ہوئی صرف تحریر میں ہر نوشت  
 سفیدی میں کافورِ صبحِ جلال  
 تو ای عشق کی خاکساری وہاں  
 وہاں صرف کی رفعت کبر و ناز  
 تو ہو طول بھی حسرتِ دید کا  
 ہو کہ سی مکانوں کی پائے ثبات

ہر اک کنگرہ میرا دج کمال  
 پناہ غریبان دراز ہند  
 محافظ ہر اک در کا پیک حیات  
 ہر اک گوشہ مین راز کا بند بست  
 قضا و قدر نام معمار کا  
 بھر اکوٹ کر ہر طرف رنگ عشق  
 جو خالی رہی جائے اہل نیاز  
 مکانوں مین ہر سو وہ نور امید  
 چراغِ رضا سے جو روشن ہیں گھر  
 ہر اک در کی محراب مین ہی وہ خم  
 مکانوں مین مٹی وہی ہو تمام  
 ہر اک طاق ہو دل کے لینے میں طاق  
 وہاں چوب کی جاہن تار نگاہ  
 وہیں بام کو کہتے ہیں اوجِ عشق  
 نہ کیوں وہ محل ہو حقیقت طراز

ہر اک آستان عرش جاہ و جلال  
 عصائے ضعیفان ستون بلند  
 وہ ہر ایک دروازہ بابِ نجات  
 ہر اک کمرہ خلوت سرائے الست  
 توکل وہاں پشتہ دیوار کا  
 وہ شفاف دیوار مین ارز نگ عشق  
 بھر اُس مین خون شہیدانِ نیاز  
 کہ تخت سیہ بھی وہاں ہو سپید  
 ہو تسلیم سے حسنِ محراب در  
 کہ قوسین کھائیں اُسی کی قسم  
 کہ اُسکا عبیرِ محبت ہو نام  
 نہیں دوسرا ایسا بالاتفاق  
 ہو سقفِ مکان ظلِ لطفِ اک  
 ہو زینہ اُسی بام کا موجِ عشق  
 کہ ہونرد بان جسکا عشقِ مجاز

ہو اُس گھر میں کیا حال مشتاق کا  
 وہاں رکتا ہے ہر مکان رفیع  
 مہرا یوان کی واہ کیا شان ہے  
 ہو اُس رہ میں پھر کیا نشیب و فراز  
 کرے کیون نہ رشک اُس گل کا فلک  
 لکھوں کیا میں اُس شہر کی آب و تاب  
 ہے خالی شکایات و آفات سے  
 وہاں پھرنے والوں کو یہ عید ہے  
 یہ گلیوں میں ہے روشنی کا وفور  
 مکانوں کے آگے وہ خوش وضع باغ  
 نسیم حیات اُس جگہ کی ہوا  
 معطر یہ گلیاں وہاں کی تمام  
 جلال و جمال اُس کے شمس و قمر  
 وہاں ہوسمون کا نرالا ہر ڈھنگ  
 جو گری ہے تو عشق بیدرد کی

جہان فرش ہو چشم عشاق کا  
 فصنائے تقرب کا سخن وسیع  
 سعادت بہ اک در کی دربان ہے  
 جہان فرش رہ ہو حسین نیاز  
 بچائیں جہان اپنی آنکھیں ملک  
 کہ ہو ذرہ ذرہ جہان آفتاب  
 بھرا ہے وہ فخر و مہابت سے  
 کہ ہر نقش پا چشم اتیس ہے  
 کہ ہر سمت جاری ہو اک بحر نور  
 کہ عاشق کے سینے پہ سطح دل غ  
 جو مُردے کو زندہ کرے بر ملا  
 کہ تازہ کرین قدسیوں کا مشام  
 ازل اور ابد اُسکی شام و سحر  
 بدلتے نہیں پر بدلتے ہیں رنگ  
 جو سردی ہو تو اک دم سرد کی

اُسی جات داخل وہیں امتدال  
 دور وہ مکانات با آب و تاب  
 عجب شہر حیرت کا گنجینہ ہے  
 اگر کوئی جائے وہاں بہر  
 نظر اُسکی جس چیز پر جائیگی  
 جو کچھ چاہے تو کہے کوئی نہیں  
 عجب شہر ہے حاصل دو جہان  
 نہ دنیا سے مطلب نہ دین سے غرض  
 عجب شہر آباد و معمور ہے  
 وہاں کچھ غم خیر و شر ہی نہیں  
 غزون عیش جاوید بے جد و کد  
 برمی نفس سے ہے وہاں ہر شہر  
 وہاں فقر رائج درود و سلام  
 خدا کے کرم سے وہاں کیا نہیں  
 عجب پاک بستی عجب پاک شہر

وہاں فصل کی کچھ نالی ہے چال  
 ادھر کا اُدھر ہے برابر جواب  
 کہ جوشی وہاں ہے وہ آئینہ ہے  
 تو ہرگز نہ دیکھے وہ تصویر غیر  
 تو اپنی ہی صورت نظر آئیگی  
 ھو اللہ آذ اللہ وہاں کچھ نہیں  
 کہ رہتے ہیں اربابِ حدت وہاں  
 اگر ہو تو اپنے یقین سے غرض  
 جو کونین میں فرد مشہور ہے  
 حدوث و قدم کا گزر ہی نہیں  
 وہاں سب کو حاصل حیاتِ ابد  
 ہے وہ مسکن قدسیان سرسبز  
 غذا سب کی تسبیح ربنا نام  
 نہیں تو فقط اک تمنا نہیں  
 کہ ہے سرسبز جانِ ادراکِ شہر

وحمید و احمد و آرت و ہمنیال	اُسی شہر کا حاکم ذوالجلال
وہ عاشق کی روح اور عالم کو جان	وہ خلاق و پروردگارِ جهان
لَطِيفٌ خَبِيرٌ سَمِيعٌ بَصِيرٌ	سَاحِيکُو کَرِیْمُو قَوّی قَدِیْر
بہا بخ آفرینش جمیل	تجلی دہ روئے ہستی جلیل
بجس کا یاد آ آسرن	بصارت دہ چشم حق الیقین
طراوت فرائے لب برگ گل	مسرت دہ نشہ جوشِ شراب
نبت کن سقف بام سپہر	منور کن عارضِ ماد و مہر
مراد دل عاشق بے مرد	تمنا دہ قلب و رب جو ادا
بہارِ گلستانِ حسنِ قدیم	صفا بخشِ صبحِ ریاضِ نعیم
رہ و رسم سازِ نہان و عیان	نیاز آفرینِ دلِ عاشقان
وہ مشہورِ آفاق مہرِ منیر	وہ اوصافِ مین ذاتِ مینِ منظر
اُٹھے حسبِ حکمِ شر باوقار	اُسے سب نے دیکھا تو بے اختیار
طبیعت کے مانند کھلنے لگا	وہ اُٹھ کر گلے سب سے ملنے لگا
کہ اسکی بھی اُسکو نہیں کچھ خبر	ہر اس درجہ کو بخود می کا اثر
گیا سجدے میں پیشِ مہرِ منیر	مگر دفعۂ خسرو بے نظیر

وہ شاہنشاہ کشور لا مکان  
 یہ کہنے لگا او مرے منیظیر  
 یہاں توجو چو نچا ہوا صفا  
 کہا اے اویہرے تاب و توان  
 وہی نہ رہا ہو تیرا فقیر  
 یسین کردہ سلطان رحمت پناہ  
 ہوا اک بلغ دولت سرا کے قریب  
 کہا میرے اے نجمستہ صفات  
 اسی عالم بچو دی میں وہ سرور  
 اے ہوش تھا کب کسی بات کا  
 جو مفہوم کل ہو گیا دل نشین

امین و مبین مالک دو جان  
 تو اب تک رہا کس بلا میں اسیر  
 مرے واسطے لے کے آیا ہو کیا  
 بجز عجز کے اور کیا تھا یہاں  
 پر اب جو ہو تیری رضا اویہر  
 اے سے لے گیا ساتھ باختر و جاہ  
 گئے مل کے امین وہ دونوں حبیب  
 مفصل بیان کر تو سب واردات  
 بیان کر گیا سب کا سب سال در  
 خدا جانے کس کی زبان سے کہا  
 یہ قطعہ پڑھا پیش اربابین

## قطعہ

کہا ایک دن رحمت پاک نے  
 ریاکارین جتنے احباب ہیں  
 کہ جس کا دو عالم میں ہوتا نہیں  
 زمانے میں اک دوست سچا نہیں  
 کہ جز حق کوئی پھر ٹھہرتا نہیں  
 مناسب جواب تجر بہ کر کے دیکھ



کہ اس سے گرن کوئی سوا نہیں	نہک رہو ہو تو مول کے حبش عشق
ہر اک سے ٹھکے وہ مقام نہیں	محبت غیب رازِ سر بستہ ہو
کہ تقدیر سے کوئی چار نہیں	قصا و قدر سے بھی آکر کہا
کہ یہ عام لوگوں کا رستا نہیں	کہیں طو بھی کر منزلِ خاص عشق
کچھ اس میں کسی کا اجارا نہیں	جسے چاہے دے منسوب عشقِ حق
کہ بے اسکے چین اب بھی صلا نہیں	غرض دل دیا اک دلِ رام کو
مگر ہاں کسی کا بھی شکوہ نہیں	ملاست جنائیں اٹھائیں تمام
مگر پی گیا کچھ میں کہتا نہیں	نہ سننی تھیں جو کچھ وہ باتیں سنیں
کہ اب تک کسی مہ جبین کا نہیں	دیا تھا مجھے بھی وہ حق نے جمال
جسے دید جانان کا لپکا نہیں	وہ کیا لایمگا تابِ برقِ نظر
وہ کندن سا چہرہ دکھانا نہیں	ہوا جل کے وہ رنگِ رغنِ سیاہ
کوئی نخل یوں خشک ہوتا نہیں	مراقہ ہوا سوکھ کر جیسا خار
وہاں نام اب تازگی کا نہیں	نخعی جس بلغمِ رخ میں جہان کی بہار
گلون کا بھی یوں رنگِ نمانہ نہیں	ہوا جیسا برباد میرا جمال
کہ دھوکا بھی اب مجھ پہ میرا نہیں	لٹا یا محبت نے اُس گل کی یون

شکستہ دل غم سے ایسی ہوئی  
 نہم آسمان ہو کہ ہوا مکان  
 مرے دل سے پوچھے کوئی عجز  
 ہر اک طرح کی قابلیت بھی تھی  
 اگر کی تو احمد کی تقلید کی  
 بہ نوع ہر علم کا راز دان  
 یہ سب فیض ہر رحمت پاک کا  
 ہوا عشق تو بے خودی آگئی  
 شب و روز تھیں صحبتیں چند سال  
 وہ راہی ہوئے جو کہ تھے علم دوست  
 وہی اب یہ کہتے ہیں اللہ کی شان  
 عمل کے بھی طالب بہت کچھ ہوئے  
 محبت کا کوچہ بہت پاک ہو  
 جو ہوتی ہی تیغ دو پیکر صیل  
 مگر فیض رحمت سے اللہ کا شکر

کہ بارِ تصور بھی اٹھتا نہیں  
 کہاں شورِ فریاد پہونچا نہیں  
 کہ حاسد بھی اس طرح جلتا نہیں  
 اسی سے مقلد کسی کا نہیں  
 کہ اب اُتسا دنیا میں پیدا نہیں  
 مقابل مرے کوئی دانا نہیں  
 کہ حاصل مجھے فخر کیا کیا نہیں  
 خیالِ تجر کچھ اُتسا نہیں  
 مگر یہ تو گردن کو بھاتا نہیں  
 رہے جو اُنھیں شوق اسکا نہیں  
 یہ پھر کیا ہو جو اسکو سودا نہیں  
 مگر یہ تو دستور اپنا نہیں  
 یہاں دخل مطلق ریا کا نہیں  
 تو جو ہر کسی طرح چھپتا نہیں  
 دعائیں مرے پاس کیا کیا نہیں

بتائے بھی اور اور دو چار کو  
 غرض جب مقاصد بھی حاصل ہو  
 بیڑھا اُس صنم پر بھی اکثر نے سحر  
 کیا فیضِ رحمت سے اُن سب کو  
 کسی کا نہ محتاج تھا میں مگر  
 میں آخر مٹا کر وہ سانا انیش  
 کیا پیشِ اجباب ہر شہر میں  
 یہ وہ ہیں جو تھے رات دن جان تار  
 کہاں کی صفائی کہاں کا خلوص  
 بنے وقت کے ہیں یہ سارے رفیق  
 اٹھایا غرض دل سے سب کا خیال  
 یہ سو چار ہوں ایک کا ہو کے اب  
 ہر جب تک کہ دل میں تمنا ہے غیر  
 اگر عشق بھی ہو تو قدرت کے ساتھ  
 سزا ہر بھی پیارے کے پیارے ہیں

کہ ان میں کسی طرح دیکھا نہیں  
 تو پھر کیا ہو کچھ میری پروا نہیں  
 میں چروں باطل سے ڈرتا نہیں  
 وہاں تک نزار اب کسی کا نہیں  
 بجز امتحان کچھ تمنا نہیں  
 کہ جب کا کوئی دم بھروسا نہیں  
 کسی نے بھی لفت سے پوچھا نہیں  
 تسلی ہی دے کوئی اتنا نہیں  
 کسی کا کوئی دوست عاشا نہیں  
 جو بگڑا کوئی ساتھ دیتا نہیں  
 کہ جز حق کسی کی تمنا نہیں  
 غرض کیا وہ اپنا ہوا یا نہیں  
 کبھی وصلِ دلہ ار ہوتا نہیں  
 کہاں اسکا فطرت میں جلو نہیں  
 کہ ہر شو میں کب نور اسکا نہیں

بہ نیرنگیان اور صست اعیان  
 کیس دست قدرت کے ہین یادگار  
 لگرو کے وہ ذات جس بات سے  
 مزادین اوامر کی پابندیاں  
 یہ سمجھا تو ہونچا میں حمت کے پاس  
 نہ دنیا کی خواہش نہ دین کی ہوس  
 ملے وہ تو اللہ مجھ کو ملا  
 وہ میرے معاصی وہ میرے عین  
 جو دیکھے تو رحمت سے کی پھر نظر  
 محاسن میں ہر طرح کامل کیا  
 کیا خاص رحمت سے پھر بنی ظہیر  
 مجھے جو دیا وہ دیا بے ریا  
 کہا مجھے کیوں تجربہ کر لیا  
 ذرا غور سے دیکھ حالِ جہان  
 ہین جتنے کہ آثارِ ہستی عیان

ان آثارِ قدرت میں کیا کیا نہیں  
 نہ چاہین انھیں ہم یہ زیبا نہیں  
 خلاف اُسکے ہو کچھ یہ اچھا نہیں  
 تو اس سے کوئی بڑھ کے تبا نہیں  
 ملا فیض سے اُسکے کیا کیا نہیں  
 جو دیکھا تو جز حق کچھ صلا نہیں  
 بہر حال اب کچھ بھی شکو انہیں  
 کہ یوں حال ابتر کسی کا نہیں  
 اب اُنکا گمان تک بھی صلا نہیں  
 مجھے کونسا حُسن بخشا نہیں  
 کوئی دوست ایسا کسی کا نہیں  
 غرض اُنکی کچھ اس میں حق انہیں  
 کہ کوئی محبت کا پورا نہیں  
 کہ یہ جائے سیر و تماشا نہیں  
 یہ بنیت ہین سہن دھوکا نہیں

محبت اگر ہو تو ہو بے ریا  
 بہت سخت ہو الفت بے ریا  
 معائب کو ترے میں سمجھا ہنر  
 جسے میرے اقوال پر ہر یقین  
 کہ تو عشق بازی میں ہر منظر  
 نہ بھنس ام اہل ہوں میں کبھی  
 یہ اپنے ہی مطلب کے سب یاڑیں  
 نتجھے خود ہوا تجربہ اسکا اب  
 ہن راحت کے سب دوست انظر  
 کہا مہر نے سن کے سب دہتان  
 مگر مصلحت ہی یہی ای نگار  
 نہ تالوگ بھٹکین ادھر اور ادھر  
 یہ قصہ نہیں اپنی ہی دید ہی  
 طلب کر کے فوراً دوات و قلم  
 ہو اڑھ کے خوش مہر عالی قار

کسی کا یہ تیر سے جسے حسرت نہیں  
 کوئی پائون اس رو میں ہوتا نہیں  
 ترے حال پر لطف کیا کیا نہیں  
 تو شک اسکو کچھ سمجھ جاتا نہیں  
 کوئی مثل اس فن میں تیرا نہیں  
 کہ انکو خدا پر بھروسہ نہیں  
 غرض اور کچھ انکو جاتا نہیں  
 یہ ظاہر ہو کچھ اس میں خفا نہیں  
 مصیبت میں کوئی کسی کا نہیں  
 کہ مجھ پر عیاں تھا یہ رازِ نہان  
 کہ یہ بھید ہو سب پر اب آشکار  
 تو لکھ سارے قصے کو با آبِ زر  
 چراغِ رویش جاوید ہی  
 کیا قصہ عشق اُسے تم  
 گلے سے لگایا اُسے بار بار

<p>             ملا اس سے یوں بات کی باتیں              تعین کا پردہ اٹھا جب وہاں              تمیز و تعدد کے بھولے صفات              جو آئے اراکین دولت تمام              باصرار کہنے لگا پھر وہ شاہ              پیرھے جو سمجھ کر اسے ایکبار              کہا سب نے صدققت یا شاہ دین              مگر اسکی تاریخ بھی ہو ضرور              ہوا یوں گہر ریز شاہ اسین           </p>	<p>             کہ دونوں ہوسے صلہ کفایت ہیں              تو کوئی نہ صاحب رہا درمیان              یہاں تک نہ باقی رہی قید ذات              پڑھا صحرے وہ خمستہ کلام              کہ اردو میں ہو یہ کلام الہ              تو ہو وہ ولی صاحب اختیار              جسے شک ہو زندقہ ہی نہیں              کہ تا یہ رہے یادگار حضور              کوئی قطعہ لکھدے تو اہم حسین           </p>
---	--

قطعہ

<p>             بِمُرْسَدٍ هُوَ هَادِي الصَّالِينَ              وَلِي دَائِمًا فِي مَرَادِي مُعِينٍ              أَمْرٌ بِأَرْوُ لِسَانٍ مَّتَيْنٍ              دَلِيلًا إِلَى الْخَيْرِ فِي كُلِّ حِينٍ              هُوَ اللَّهُ هَذَا الْكِتَابُ مُبِينٌ           </p>	<p>             بِحَقِّ هَمْدٍ قَدِيمٍ كَرِيمٍ              جَعَلَنِي إِلَهِي عَدِيمَ النَّظِيرِ              وَلَا رَبِّ يَا أَيُّهَا الْعَاشِقُونَ              كَتَبْتُ كِتَابًا وَلَكِنْ تَفَعَّلُوا              فَإِنْ لَيْسَ لَوْنِي أَقُولُ سَنَةٌ           </p>
--	---

سنہ ۱۲۰۰

## خاتمت الشیخ از جانب کاہرہ و از ان مشیخ

بعد حمد و نعت رہبر و ان منازل طریقت کو نوید مسرت، فرزند ارجمند ارکان حیات  
 حقیقت کو مشرکہ فرحت اتماکہ اس زمانہ برکت اقدس میں کتاب مستطاب حقیقہ  
 نایاب مفتاح کنوز اسرار الہی منشور لایع النور فیوض نافعہ ہی معدن عرفان  
 و جذبات مخزن معارف و کرامات مقبولی فاص و عام۔ یعنی شنوی مقدس  
 موسوم بہ الکلام کا پہلا حصہ مشہور ہے اسے جو اہل تہذیب و تربیت اور دوسرا صحیفہ  
 معروف بہ کتاب مبین از ارشادات حضرت با عظمت۔ رہبر ہے حاصل  
 تصدیق حضرت طریق تحقیق۔ قطب الولاية والارشاد۔ غوث الدارین والاوتاد۔  
 واقع اسرار خفی و جلی حضرت مولانا محمد رفیع شاہ صاحب قادری حسینی  
 رزاقی سلمہ اللہ تعالیٰ و زادت برکاتہ دخلت الصدق و جانشین عالیجناب  
 طریقت مآب مولانا شاہ احسان علی صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ  
 اعلیٰ حضرت قطب الاقطاب عالی جناب مولانا شاہ محمد عبد العزیز صاحب  
 دہلوی، و خلیفہ خاص حضرت غوث صمدانی محبوب یزدانی مولانا حضرت حافظ  
 مسید شاہ غلام جمیلانی صاحب مدظلہ العالی۔ سجادہ نشین بانسہ شریف  
 (لکھنؤ) جس میں حضرت مصنف مدوح نے غوامض مکتوم معرفت کو بہ پیرایہ

فسانہ بیان فرمایا ہو۔ فی الحقیقت اگر اس شبنوی شریف کو کوئی شخص بہ نگاہ غور  
 ملاحظہ کرے ولی کامل ہو جائے۔ حسب اصرار و استبداد ارباب ذوق و شوق  
 بار اول تصحیح خاص حضرت مصنف موصوف مطبع نامی مشہور نزدیک دور  
 منشی نو لکشور واقع لکھنؤ میں بعالی ہمتی آقا سے نامدار جناب منشی  
 پیراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع مذکور ماہ جولائی ۱۹۰۴ء  
 مطابق ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ حلیہ طبع سے آراستہ ہو کر وظیفہ خاص  
 و عام و مقبول انا م ہوئی۔

---



نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
بحر الحقیقت - اصلاح نفس میں	۲۲	ہوستان معرفت شرح اردو	
آب حیات - اخلاق و موعظت		ثنوی مولوی روم و فقر اول	
مین مصنفہ نفسی کا متاثر شد		مولفہ حضرت مولوی عبد المجید خان	
صاحب -	۲۳	مولف ریاض التحقیق شرح اردو	
کیمیائے حکمت حصہ اول		سکندر نامہ جدید الطبع	عہ پ
بیان شرافت علم و ادب	۲۲	ایضاً - دفتر دوم -	۲۱۲ پ
تہذیب الاخلاق - مولفہ		ایضاً - دفتر سوم -	عہ پ
مولوی نجم الحق -	۱	ایضاً - دفتر چہارم -	۱۲۷ پ
پیرا میں یوسفی - اردو ترجمہ		ایضاً - دفتر پنجم -	عہ پ
ثنوی مولانا روم کا نظم شعر بہ		ایضاً - دفتر ششم -	عہ پ
شعرا و رحاشیہ پر اردو میں		رسالہ شرافت - مولفہ نشی	
حاصل مطلب مع فوائد تصوف		نادرجین عزیز نگرامی -	۵ پ
کامل دو جلد میں تفصیل ذیل -	۱۱ پ	کنز الاسرار - ترجمہ اردو نظم	
(جلد اول) ترجمہ دفتر ۲ و ۳ -	عہ پ	ثنوی شاہ بوعلی قلند قدس سرہ	
(جلد دوم) ترجمہ دفتر ۵ و ۶ -	عہ پ	جموزن ثنوی از موسی سید	
اخلاق رضی - مصنفہ قاضی		غلام حیدر خان -	۱
محمد رضی -	۲۲	چشمہ فیض - نظم ترجمہ اردو	
شجرہ معرفت محشی - نقیحات		پند نامہ عطار کلام عارف	
ثنوی مولانا روم مترجمہ		کامل حضرت شیخ فرید الدین	
سید غلام حیدر صاحب -	عہ	قدس سرہ از مولوی عبدالغفور خان	
شان رحمت منظوم عبرت		بہادر -	۱۶۴
انگریز و لچپ مضمون ہر	۶ پاپ	تہذیب حسانی از حکیم حسانی	۱۲۳ پ

فہرست کتب

۴

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۳	فتح علی شاہ قادری بطور تصوف رہبر براہ حق - مجموعہ تراجم کردہ حاجی زردار خان صاحب سینہ		مناق العارفین - ترجمہ احیاء علوم الدین عربی ہر چار جلد کامل در دو جلد کاغذ سفید ولایتی -
	رسالہ (۱) رہبر براہ حق (۲) رسالہ مرغوب القلوب از حضرت شمس تبریزی (۳) شنوی شاہ بو علی قلندر (۴) شنوی بے سر بلند عطار (۵) شنوی چشم بکشا (۶) پریم نامہ شاہ ولی (۷) شنوی الدند نام چورے (۸) بھجن از حضرت شاہ عبدالصمد (۹) الف بے وجہن (۱۰) تحفۃ الطالبین (۱۱) شنوی حضرت شیخ بہلول (۱۲) رموز الحقیقت (۱۳)	۷۵ پ ۷۵ پ ۲ روپے	ایضاً حسب مراتب مذکورہ کاغذ معمولی ہر چار جلد - نگارن سروری - نظم میں تہذیب و اخلاق کا بیان مولفہ سفری غلام سرور لاہوری - اکسیر ہدایت ترجمہ اردو کیسیا کے سعادت جامع شریعت و حقیقت مترجمہ مولوی فخر الدین کاغذ سفید گندہ ایضاً حسب مراتب بالا کاغذ سفید و خالی معمولی -
۹	ترجیع بند عارف - پند نامہ وحید مصنفہ منشی واحد علی وحید	۷۵ پ ۵ روپے	نصیحت نامہ - اسم با سہلی ترجمہ منشی دیبی بر شاہ صاحب ترجمہ رشحات مترجمہ مولانا ایوب الحسن فرید آبادی کاغذ سفید تحفۃ المعاشقین - رموز تصوف
۲	مجموعہ تصوف - تصنیف حقائق آگاہ شیخ بریل صاحب محزن الانوار ترجمہ گنج الاسرار	۷۵ پ ۷۵ پ	ایوب الحسن فرید آبادی کاغذ سفید تحفۃ المعاشقین - رموز تصوف
۸	از مولوی محمد یوسف علی شاہ -	۷ روپے	از شاہ عبدالصمد قدس سرہ - اسرار الحروف ہندی - از